

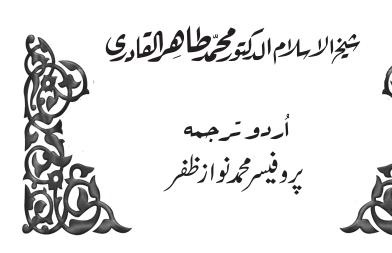
كَثْنُفُ لَالْعِطْا عَنْ مَعْرِفَةِ الْقَدْعُلِ لِلْمُصْطَفِيُّ



كَثَنُّ فُكُ الْغِطُّا عَنْ مَعْرُفَةِ الْأَقَّىٰ عُلِى لِلْمُصْطِّفِيْ



مصطفی ایک فرای میل





تاليف: شيخالابلام الكِتَوْمِحُمُّطُا هِرَلْقَادِي

أردو ترجيه : پروفيسرمحمر نواز ظفر

[شخ اللغة والادب، جامعه إسلاميه منهاج القرآن]

تضریج : سید حیدرعلی بخاری

زير اِهتمام : فريدملّت ويسرج إنسلى ييوت - Research.com.pk

مطبع : منهاج القرآن پرنٹرز، لا ہور

إشاعت نمبر 1 : نَعَضَّانَ ١٤٢٨ هـ/ 2007ء [1,100 - ياكتان]

اِشاعت نببر 2 : كَيَّعَاقِلْ ١٤٣٨ هـ/ 2016ء [1,100 - پاكستان]

إشاعت نمبر 3 : نصحنات ١٤٣٨ هـ/ 2017ء [1,000 - إنديا]

قيست :

و المالة ومولا المحكوث

المحتويات

١.	تقديم ﴿مقدمہ﴾
77	توطئة ﴿تُمْهِيد﴾
٤٨	أقسام الله تعالى لنبيه على ﴿الله رب العزت كي الله
	نی مکرم ﷺ کے لیے قسمیں
٤٨	١. ﴿ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ
	بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُواْ فِيَ أَنفُسِهِمْ حَرَجَا مِّمَّا قَضَيْتَ
	وَيُسَلِّمُواْ تَسْلِيمًا ﴾ [النساء، ٤/ ٦٥]
0 &	٢. ﴿لَعَمْرُكَ إِنَّهُمْ لَفِي سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُونَ ﴾ [الحجر،١٥/ ٧٢]
٥٨	٣-٤. ﴿يسَ۞ وَٱلْقُرْءَانِ ٱلْحَكِيمِ۞ إِنَّكَ لَمِنَ
	ٱلْمُرْسَلِينَ﴾ [يس، ٣٦/ ١-٣]
7 8	٥-٦. ﴿ضَّ وَٱلْقُرْءَانِ ذِي ٱلذِّكْرِ۞ بَلِ ٱلَّذِينَ كَفَرُواْ
	فِي عِزَّةٍ وَشِقَاقٍ ﴾ [ص، ٣٨/ ١-٢]
٨٨	٧. ﴿ وَقِيلِهِ ۦ يَـٰرَبِّ إِنَّ هَـٰٓ قُلْآءِ قَوْمٌ لَّا يُؤْمِنُونَ ﴾
	[الزخرف، ٤٣/ ٨٨]

97 ٨-٩. ﴿قَ ۚ وَٱلْقُرْءَانِ ٱلْمَجِيدِ۞ بَلْ عَجِبُوٓاْ أَن جَآءَهُم مُّنذِرٌ مِّنْهُمْ فَقَالَ ٱلْكَافِرُونَ هَلذَا شَيْءٌ عَجِيبٌ ﴾ [ق، [Y-1 /0 · 1 . 1 ١٠-١٠. ﴿ وَٱلثُّلُورِ ۞ وَكِتَابِ مَّسْطُورِ ۞ فِي رَقِّ مَّنشُورِ ۚ وَٱلْبَيْتِ ٱلْمَعْمُورِ ۚ وَٱلسَّقْفِ ٱلْمَرْفُوعِ ٥ وَٱلْبَحْرِ ٱلْمَسْجُورِ ﴾ [الطور، ٥٢ / ١-٦] 118 ١٠. ﴿ وَٱلنَّجْمِ إِذَا هَوَىٰ ٥٠ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوَىٰ ۚ وَمَا يَنطِقُ عَن ٱلْهَوَىٰ ﴾ [النجم، ٥٣/ ١-٣] 111 ١٨-١٦. ﴿ نَ وَٱلْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُونَ ﴾ [القلم، ٦٨/ ١] 17 8 19. ﴿ فَلَآ أُقُسِمُ بِمَا تُبْصِرُونَ ﴿ وَمَا لَا تُبْصِرُونَ ﴿ إِنَّهُ و لَقَوْلُ رَسُولِ كَرِيمِ، وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٌ قَلِيلًا مَّا تُؤْمِنُونَ۞ وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنَّ قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ۞ تَنزِيلُ مِّن رَّبِّ ٱلْعَلَمِينَ ﴾ [الحاقّة، ٦٩/ ٣٨-٤٣] 107 ٠ ٢ - ٢٣. ﴿ فَلَآ أُقُسِمُ بِٱلشَّفَقِ ۚ وَٱلَّيْلِ وَمَا وَسَقَ ١ وَٱلْقَمَر إِذَا ٱتَّسَقَ۞ لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَن طَبَقٍ﴾ [الانشقاق، [19-17 /18

المحتويات	٩
٢٧-٢٤. ﴿ وَٱلسَّمَآءِ ذَاتِ ٱلْبُرُوجِ۞ وَٱلۡيَوۡمِ ٱلۡمَوْعُودِ۞	١٧٨
وَشَاهِدٍ وَمَشُّهُودٍ﴾ [البروج، ٨٥/ ١-٣]	
٢٨-٢٨. ﴿وَٱلسَّمَآءِ وَٱلطَّارِقِ۞ وَمَآ أَدْرَىٰكَ مَا	٤ • ٢
ٱلطَّارِقُ۞ ٱلنَّجُمُ ٱلثَّاقِبُ﴾ [الطارق، ٨٦/ ١-٣]	
٣٠-٣٠. ﴿ وَٱلْفَجُرِ ۞ وَلَيَالٍ عَشْرِ ۞ وَٱلشَّفْعِ وَٱلْوَتْرِ ﴾	717
[الفجر، ۸۹/ ۱-۳]	
٣٤. ﴿ لَا أُقْسِمُ بِهَذَا ٱلْبَلَدِ ۞ وَأَنتَ حِلُّ بِهَاذَا ٱلْبَلَدِ ﴾	717
[البلد، ۹۰/ ۱-۲]	
٣٦-٣٠. ﴿ وَوَالِدِ وَمَا وَلَدَ ﴾ [البلد، ٩٠/ ٣]	777
٣٧-٣٧. ﴿وَٱلضُّحَىٰ۞ وَٱلَّيْلِ إِذَا سَجَىٰ۞ مَا وَدَّعَكَ	377
رَبُّكَ وَمَا قَلَىٰ ﴾ [الضحى، ٩٣/ ١-٣]	
٣٩-٤٢. ﴿ وَٱلتِّينِ وَٱلزَّيْتُونِ۞ وَطُورِ سِينِينَ۞ وَهَلَذَا	777
ٱلْبَلَدِ ٱلْأَمِينِ﴾ [التين، ٩٥/ ١-٣]	
 ٤٣. ﴿ وَٱلْعَصْرِ ۞ إِنَّ ٱلْإِنسَانَ لَفِي خُسْرٍ ﴾ [العصر، 	777
[۲-1 /۱・٣	
المصادر والمراجع	710

تقديم

الحمد لله العليم القدير، الذي خلق نور نبيه البشير النذير على قبل الأوائل كلها، فجعله رسولًا نبيًّا قبل أن يخلق أرواح الرِّسل والأنبياء. وأودع نوره في الأصلاب العلية الطّاهرة، كما ربّاه في الأرحام النقية الطيبة. فرأى تقلّبه في السّاجدين، إلى أن خلقه من الأبوين الكريمين البريئين الطّاهرين، فخصّصه بأجمل السير، وأحسن الشّمائل وأطيب الذكر. ثم بعثه بعد فترة وفي نهاية الرسل، فأيّده بأثبت المعجزات، وعلى رأسها وأكبرها وأخلدها – هو القرآن الكريم.

فهو أول النبيين خلقًا وآخرهم بعثًا، وبذلك قد أخذ الله له الميثاق من أرواح الرّسل والأنبياء، في ملكوت أزله وكلّفهم أن يؤمنوا به، وينصروه، ويكونوا له أتباعًا مطيعين، وأشهدهم على ذلك، وهو عليه من الشّاهدين، كما نص عليه في كتابه العزيز فقال، وهو أصدق القائلين: ﴿ وَإِذْ أَخَذَ ٱللَّهُ مِيثَنَقَ ٱلنَّبِيِّنَ لَمَا ءَاتَيْتُكُم مِّن

مقدمه

تمام تعریفیں اللہ تبارک و تعالیٰ کی ذات با برکات کے لیے ہیں جو علیم و قدیر ہے جس نے اپنے بشیر و نذیر نبی کے نور کو تمام اوائل سے پہلے اُسے پیدا فرمایا۔ پھر تمام انبیاء و رسل پیلا کی ارواحِ طیبہ کی تخلیق سے پہلے اُسے نبی مرسل بنایا۔ آپ کے نور مبارک کو اعلیٰ اور پاکیزہ اصلاب میں ودیعت فرمایٰ جس طرح اس نے صاف و پاکیزہ رَحموں میں آپ کی تربیت فرمائی اور طیب و طاہر والدین کریمین سے آپ کی ولادت تک سجدہ گذاروں (کی پشتوں) میں آپ کی کا بیٹنا دیکھا رہا۔ یہاں تک کہ اس نے آپ کی و خوبصورت ترین سیرت، حسین ترین شائل اور پاکیزہ ترین ذکر کے لیے مختص فرمایا۔ پھر ترین سیرت، حسین ترین شائل اور پاکیزہ ترین ذکر کے لیے مختص فرمایا۔ پھر فرمایا۔ پھر مضبوط اور محقق معجزات کے ذریعے آپ کی کا تائید فرمائی، جن فرمایا۔ پھر مضبوط اور محقق معجزات کے ذریعے آپ کی کا تائید فرمائی، جن میں سر فہرست، سب سے بڑا اور لازوال معجزہ قرآن کریم ہے۔

پس آپ سے تخلیق میں سب سے پہلے اور بعثت میں سب سے آخری ہیں،
اور اسی وجہ سے اللہ رب العزت نے تمام انبیاءِ کرام اور رُسلِ عظام بھید ک
اَرواحِ طیبہ سے اپنی لازوال بادشاہی کا پختہ عہد لیا اور انہیں مکلف کھہرایا کہ وہ
سب آپ سے پر ایمان لائیں گے، آپ سے (کے دین) کی مدد و نصرت کریں
گے اور آپ سے کی اتباع اور اطاعت کرنے والے ہوں گے۔ اور اُنہیں اِس
میثاق پر گواہ بنایا، اور وہ خود بھی ان گواہوں میں سے ایک گواہ ہے۔ جیسا کہ
اس نے اپنی کتاب عزیز میں اس پر (یہ) نص وارد فرمائی، اور وہ اصدق القائلین

كِتَنبِ وَحِكْمَةِ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُولُ مُّصَدِّقُ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤُمِنُنَّ بِهِ-وَلَتَنصُرُنَّهُ ﴿ قَالَ ءَأَقُرَرُتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَىٰ ذَالِكُمْ إِصْرِى ۖ قَالُوٓا أَقْرَرُنَا ۚ قَالَ فَٱشْهَدُواْ وَأَنَا مَعَكُم مِّنَ ٱلشَّلِهِدِينَ ﴾. (١)

وبعد... فإنه يطيب لي ويشرّ فني أن أقدّم تقديمًا بهذه الكلمات القصار الموجزات لكتاب عظيم قد ألّفه عالم نابغة في موضوع جليل وعن أعظم شخص وأكمل فرد في تاريخ البشر جميعًا في فأما الكتاب العظيم فهو «كَشْفُ الْغِطَا عَنْ مَعْرِفَةِ الْأَقْسَامِ لِلْمُصْطَفَى في وأما مؤلفه العالم النابغة فهو نجم من نجوم الأمة ومفخرة من مفاخرها. ألا! وهو حبرنا العلامة شيخ الإسلام الأستاذ الدّكتور محمد طاهر القادري. حفظه الله ورعاه!

وأما الموضوع الجليل لذلك الكتاب العظيم فهو معرفة المكانة العظمى لسيد البشر وأعظم الرّسل وآخر الأنبياء ، عند ربّه جل جلاله، بما أقسم به، وله، وعليه، في كتابه العزيز، الذي ﴿ لّا

⁽۱) آل عمران، ٣/ ٨١.

تقديم ٣

ہے: ﴿ اور (اے محبوب! وہ وقت یاد کریں) جب اللہ نے انبیاء سے پختہ عہد لیا کہ جب میں تمہیں کتاب اور حکمت عطا کر دول پھر تمہارے پاس وہ (سب پر عظمت والا) رسول (ﷺ) تشریف لائے جو ان کتابوں کی تصدیق فرمانے والا ہو جو تمہارے ساتھ ہوں گی، تو ضرور بالضرور ان پر ایمان لاؤ گے اور ضرور بالضرور ان کی مدد کرو گے، فرمایا: کیا تم نے اقرار کیا اور اس (شرط) پر میرا بھاری عہد مضبوطی سے تھام لیا؟ سب نے عرض کیا: ہم نے إقرار کر لیا، فرمایا کہ تم گواہ ہو جاؤ اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں ﴾۔

اما بعد! یہ امر میرے لیے دلی مسرت و انبساط اور شرف و افتخار کا سبب ہے کہ میں اس عظیم کتاب کے لیے ان چند مخضر کلمات کے ساتھ تقدیم کھوں، جسے ایک نابغہ روزگار اور صاحب علم و کمال ہستی نے تمام تاریخ انسانیت میں سب سے عظیم و باکمال شخصیت کے متعلق ایک جلیل القدر موضوع پر تالیف فرمایا ہے۔ وہ عظیم کتاب کشف الغطا عن معرفة الأقسام للمصطفیٰ فرمایا ہے۔ وہ عظیم کتاب کشف الغطا عن معرفة الأقسام للمصطفیٰ ایک د مکتا ہوا سارہ اور لائق فخر ہیں؛ وہ جبر زمانہ (عظیم المرتبت عالم) حضرت علامہ شیخ الاسلام پروفیسر ڈاکٹر مجمد طاہر القادری ہیں۔ اللہ تبارک و تعالی انہیں علامہ شیخ الاسلام پروفیسر ڈاکٹر مجمد طاہر القادری ہیں۔ اللہ تبارک و تعالی انہیں این حفظ و امان میں رکھے۔

اِس عظیم کتاب کا موضوعِ جلیل سید البشر، اعظم الرسل اور آخر الانبیاء کی معرفت و کی اپنے رب کریم کی بارگاہ میں عظیم ترین قدر و منزلت کی معرفت و پیچان ہے کہ اس نے اپنی اس کتاب عزیز میں آپ کے کہ اس نے اپنی اس کتاب عزیز میں آپ کے دریعے قسم کھائی جائے)، مُقْسَم لَهُ (جس کی خاطر قسم کھائی جائے)، مُقْسَم لَهُ (جس کی خاطر قسم کھائی جائے)، اور

يَأْتِيهِ ٱلْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ ﴾ (() إنه تعالى قد أقسم برسوله الحبيب الأعظم الآخر كما أقسم عليه، وله هي. فالرسول الحبيب الأكرم الآخر في في القرآن الكريم إما مُقْسَمٌ بِهِ، أو مُقْسَمٌ عَلَيْهِ، أو مُقْسَمٌ لَهُ، ولكن أنفس الأقسام وأحلاها أن يكون هو المقسم له، وذلك حين يقسم الله جل جلاله في كتابه لرسوله الأكرم الأجل المبجّل في بالكناية التي هي أبلغ من التصريح، فذلك يُضيف الجلال إلى جلاله والجمال إلى جلاله والجمال إلى جاله في.

ولعل ذلك الذي جعل شيخ الإسلام يختار اسمًا لكتابه العظيم «الأقسام للمصطفى هي» وإن كان فضيلته قد استقصى في كتابه جميع أنواع الأقسام التي وردت في القرآن الكريم عن الرسول المصطفى هي، دون غيرها من الأقسام الأخرى في كتاب الله جل جلاله. وبذلك قد انفرد شيخ الإسلام القادري في هذا المجال! فقد ألّف السلف والخلف في موضوع الأقسام في القرآن الكريم

⁽۱) فصلت، ٤١/ ٤٢.

مُقْسَمٌ عَكَيْهِ (جس پر قسم کھائی جائے) گھر ایا؛ جس کے بارے میں خود ارشاد فرمایا: ﴿ باطل اِس (قرآن) کے پاس، نہ اس کے سامنے سے آسکتا ہے اور نہ ہی اس کے بیجھے سے ﴾ یقیناً اللہ تبارک و تعالیٰ نے تمام انبیاء کرام ہیں کے بعد سب سے آخر میں تشریف لانے والے اپنے رسولِ مکرم اور جبیبِ اعظم کی قیم کھائی، جس طرح اُس نے آپ پی پر اور آپ کی کے لیے قسم کھائی، جس طرح اُس نے آپ پی پر اور آپ کی کے لیے قسم کھائی۔ پس وہ رسولِ معظم اور حبیبِ اکرم پی قرآن مجید میں یا تو مُقْسَمٌ کھائی۔ پس وہ رسولِ معظم اور حبیبِ اکرم پی قرآن مجید میں یا تو مُقْسَمٌ نَه بیں۔ لیکن ان تمام قسموں میں سب سے نفیس اور شیریں وہ قسم ہے جس میں آپ پی خود مُقْسَمٌ لَه ہول اور یہ اس وقت ہوتا ہے جب اللہ رب العزت اپنی کتاب قرآن مجید میں اپنے رسولِ مکرم کی کنایٹا قسم کھاتا ہے اور یہ کنایہ تصری سے زیادہ بلغ ہوتا ہے۔ پس اللہ رب العزت اپنی کتاب قرآن مجید میں اور چنر اگر دیتا ہے۔ پس اللہ کو دو چنر عبال کو دو چنر دیتا ہے۔

اور شایدیہی وجہ ہے جس نے شخ الاسلام کو اپنی اس عظیم کتاب کے لیے الا قسام للمصطفیٰ کا نام اختیار کرنے پر مجبور کیا کہ انہوں نے صرف رسولِ خدا علیہ التحیۃ والثناء سے متعلق قرآن مجید میں وارد ہونے والی تمام انواع کی قسموں کو اپنی کتاب میں بیان کیا ہے اور کتاب اللہ میں ان اقسام کے علاوہ وارد ہونے والی دیگر قسموں کو نہیں لیا۔ اسی وجہ سے شخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری اس میدان میں منفرد حیثیت کے حامل ہیں کہ ہمارے سلف و خلف القادری اس میدان میں مفرد حیثیت کے حامل ہیں کہ ہمارے سلف و خلف نے قرآن کریم میں کھائی گئی آقسام کے موضوع پر کتب تو تالیف فرمائیں، کم انہوں نے اپنی مؤلفات میں تمام انواع کی قسمیں جمع کر دیں۔ جیسا کہ گر انہوں نے اپنی مؤلفات میں تمام انواع کی قسمیں جمع کر دیں۔ جیسا کہ

ولكنهم تناولوا الأقسام بأنواعها كلها، كالإمام ابن القيم الجوزية في كتابه «التبيان في أقسام القرآن»، والشيخ حميد الدين الفراهي في كتابه «الإمعان في أقسام القرآن»، وغيرهما من المؤلفات للعلماء الأفاضل. ولكن للشيخ القادري قصب السبق في المجال، إذ نراه قد انفرد وامتاز حين أفرد كتاباً مستقلا لما جاء في الكتاب العزيز عن الأقسام برسول الله على، وعليه، وله، وتلك هي مزية نادرة، قد أتت لشيخ الإسلام القادري، و ﴿ ذَلِكَ فَضُلُ ٱللّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَآءُ وَاسِعُ عَلِيمٌ ﴾. (١)

والذي أدهشني وأعجبتُ به كثيرًا، هو أننا لم نعهد الشيخ أديبًا عربيًا يُتقِن العربية إتقانًا وإن كنا قد عرفناه خطيبًا مصقعًا للأردية، وقد امتاز بأسلوب أخّاذ جذّاب مقنع، يستهوي النفوس، ويستأسر القلوب، كما أننا قد عهدناه كاتبًا أرديا بارعًا، يأتي بالروائع من النشر الأردى، بقلمه العذب السيال!

⁽١) المائدة، ٥/ ٥٥.

تقديم ۱۷

علامہ ابن القیم الجوزیہ نے اپنی کتاب التبیان فی أقسام القرآن میں اور شخ حمید الدین فراہی نے اپنی کتاب الإمعان فی أقسام القرآن میں اور ان کے علاوہ کئی افاضل علماء نے اپنی مؤلفات میں (بہی طریقہ) اختیار کیا۔ لیکن اس میدان میں شخ الاسلام ڈاکٹر محمہ طاہر القادری کو سبقت کا اعزاز حاصل ہے، جب ہم انہیں دیکھتے ہیں کہ وہ کتابِ عزیز میں آنے والی صرف اُن آتسام پر ایک الگ اور مستقل کتاب لکھنے میں منفر د اور ممتاز حیثیت کے حامل ہیں جو صرف رسول اللہ کے کی ذاتِ مبار کہ سے متعلق ہیں اور جو فقط آپ کی پر کھائی گئیں۔ یہی وہ خصوصی اور انو کھا اعزاز کھائی گئیں۔ یہی وہ خصوصی اور انو کھا اعزاز ہے جو شخ الاسلام طاہر القادری کو نصیب ہوا: ﴿ ذَالِكَ فَضَلُ اُللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءٌ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ﴾ "اور یہ اللہ کا فضل ہے وہ جے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے اور اللہ وسعت والا، خوب جاننے والا ہے۔ "

اور وہ چیز جس نے مجھے ورطہِ چیرت میں ڈال دیا اور جس پر میں بہت زیادہ متعجب ہوا، یہ ہے کہ ہمیں شخ الاسلام موصوف کا اس حوالے سے تعارف نہیں تھا کہ وہ عربی زبان و ادب کے ایسے ادیب بھی ہیں جو اس قدر عمدہ اور پختہ عربی لکھنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ اگرچہ ہم انہیں اب تک اردو زبان میں ایک قادر الکلام مقرر کی حثیت سے تو پہچانتے تھے کہ وہ لوگوں کو اپنی گرفت میں لینے والے ایسے جاذبِ قلب و نظر اسلوب کے اعتبار سے ممتاز ہیں جو نفوس میں اتر تا اور قلوب و اذہان کو مقید کرتا چلا جاتا ہے۔ اسی طرح ہم انہیں عمدہ اردو کھاری کی حثیت سے بھی پہچانتے تھے جو اردو نثر میں اپنے شیریں اور رواں قلم کے ذریعے اعلیٰ اور عمدہ تحریر لانے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

وأدهش وأعْجب من ذلك كله هو أن الشيخ، حفظه الله، قد دهانا بأسلوب بديع من السّجع والقافية، إلا أنه لا يأتي في هذا السّجع وفي هذه القافية بالغريب الوحشي من كلام العرب، وإنما يستخرج ويستعير مفرداته اللغوية من القرآن الكريم، مما جاء فيه من أسماء السّور وصفات الله، ومن ميزات الرسول وألقابه في في الكتاب العزيز. وذلك لا يتحقّق إلا لـمن عكف على سُورِ القرآن وآياته وتوغّل في معارف التفسير، وتعمّق في علوم القرآن، واستفاد من أسرارها ورموزها.

فانظر إلى شيخ الإسلام، أبقاه الله، كيف يتّخذ صفات الرسول وألقابه على من أسماء السّور القرآنية فيقول:

وَجَعَلَهُ سِرَّ الْكِتَابِ وَفَاتِحَةَ الْوُجُوْدِ، الَّذِي شَرِبَتْ بَقَرَةُ آلِ عِمْرَانَ مِنْ وِرْدِهِ الْهَوْرُوْدِ، وَامْتَدَّتْ لِبَرَرَةِ النِّسَاءِ بِهِ مَائِدَةُ الشُّهُوْدِ، وَالَّذِي طَافَتْ بِهِ أَنْعَامُ الْأَعْرَافِ ذُوْو الْأَنْفَالِ، وَنَجَا بِهِ وَبِالتَّوْبَةِ يُوْنُسُ وَهُوْدٌ وَيُوْسُفُ مِنَ الرَّعْدِ الثُقَالِ ... الخ

والشيخ، حفظه الله، لا يتردد في معارضة من سبقه أو مخالفته إياه، فهذا ابن القيم الجوزية يرى أن 'يس' بمنزلة 'حَمّ' و 'الّـمّ' وليست من أسماء النبي هي، ولكن القادري يوافق من قال: بأنه

تقديم

سب سے بڑھ کر جرت و تعجب میں ڈالنے والی بات یہ بھی ہے کہ شخ الاسلام حفظہ اللہ نے شبخ و قافیہ سے مزین اپنے اسلوب بدلیع کے ذریعے ہمیں ورطبہ جیرت میں ڈال دیا ہے، مگر اس شجع و قافیہ میں وہ عربوں کے کلام میں سے غیر مانوس اور غریب کلمات کااستعال نہیں کرتے، بلکہ وہ اپنے لغوی مفردات کا استخراج و استعارہ قرآنِ کریم میں آنے والی سورتوں کے اساءِ مبارکہ، صفاتِ الہی اور رسول اللہ کے ممیزات و القابات سے کرتے ہیں۔ مبارکہ، صفاتِ الہی شخص کے لیے ممکن ہے جو قرآن مجید کی سورتوں اور یہ سب پچھ صرف اُسی شخص کے لیے ممکن ہے جو قرآن مجید کی سورتوں اور اس کی آیات کے علوم و معارف کے حصول میں مہارت رکھتا ہو اور قرآنِ مجید کے معارفِ تفسیر میں گم ہو کر علومُ القرآن میں غوطہ زن رہا ہو اور اس کے اسرار و رموز سے استفادہ کرتا رہا ہو۔

پس آپ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کا حسن تحریر دیکھیں۔ اللہ انہیں سلامت رکھے۔ وہ کس طرح رسول اللہ کے کی صفات و القاب کو قرآنی سورتوں کے اساء سے اخذ کرتے ہوئے کہتے ہیں:

وَجَعَلَه سِرَّ الْكِتَابِ وَفَاتِحَةَ الْوُجُوْدِ، الَّذِيْ شَرِبَتْ بَقَرَةُ آلِ عِمْرَانَ مِنْ وِرْدِهِ الْـمَوْرُودِ، وَامْتَدَّتْ لِبَرَرَةِ النِّسَاءِ بِه مَائِدَةُ الشُّهُوْدِ، وَالَّذَيْ طَافَتْ بِه أَنْعَامُ الْأَعْرَافِ ذُوُو الْأَنْفَالِ، وَنَجَا الشُّهُوْدِ، والَّذِيْ طَافَتْ بِه أَنْعَامُ الْأَعْرَافِ ذُوُو الْأَنْفَالِ، وَنَجَا الشُّهُوْدِ، والَّذِيْ طَافَتْ بِه أَنْعَامُ الْأَعْرَافِ ذُوُو الْأَنْفَالِ، وَنَجَا بِه وَبِالتَّوْبَةِ يُونُنُسُ وَهُوْدٌ وَيُوسُفُ مِنَ الرَّعْدِ الثَّقَالِ، ... الخ

اور شخ الاسلام حفظہ اللہ اپنے سابقہ لوگوں کے ساتھ معارضہ یا ان کے موقف کی مخالفت میں متر دو بھی نہیں ہوتے۔ یہ ابن القیم الجوزیہ ہیں جن کا خیال ہے کہ یٰسَ بمنزلہ خم اور الآسے اور نبی مکرم علی کے اساء گرامی میں

اسم من أسمائه على كما أنه صحّ فيه أنه قسم كان فيه من التعظيم والتمجيد والشهادة بأنه على من المرسلين!

والحق أن «كشف الغطا عن معرفة الأقسام للمصطفى هي خطوة جديدة للقادري في مجال التأليف، وقد تقدّمت به تقدمًا واضحًا، ككاتب عربي وأديب مُتَفَنِّن، كما أنّه قد جاء بكتاب منفرد في آدابنا العربية لشبه القارة، فقد ابتكره مؤلفه العلامة ليكون له كتابًا نادرًا ليس له نظير ولا مثال، ووفقه الله وسدّد خطاه! وتقبّل منه وأبقاه ذخرًا لأمّة الإسلام!

أ. د. ظهور أحمد أظهر

الأستاذ الفخري، جامعة بنجاب، لاهور رئيس القسم العربي للكليّة الشّرقية لجامعة بنجاب سابقًا عميد الكلية الشّرقية لجامعة بنجاب سابقًا تقديم

سے نہیں ہے جبکہ شخ الاسلام القادری اُن کے ساتھ موافقت رکھتے ہیں جن کا موقف ہے کہ اُس آپ کے اساءِ گرامی میں سے ایک نام ہے جیسا کہ انہوں نے اس کے اثبات میں تحریر فرمایا: اور اس کے بارے میں یہ بھی صحیح اور درست ہے کہ یہ قسم ہے جس میں تعظیم و تمجید کا اظہار بھی ہے اور اس بات کی شہادت بھی کہ آپ کے رسولوں میں سے ہیں۔

اور حق تویہ ہے کہ کشف الغطاء عن معرفة الاقسام للمصطفیٰ الیف کے میدان میں شخ الاسلام القادری کا نیا اور منفرد قدم ہے اور اس کتاب کے ذریعے عربی کاتب اور مختلف فنون کے ماہر ادیب کی طرح انہوں نے واضح پیش قدمی کے ساتھ ساتھ برصغیر میں ہمارے عربی ادب میں ایک منفرد کتاب کا اضافہ بھی کیا ہے۔ اس کتاب کے مولف موصوف نے ایک منفرد کتاب کا اضافہ بھی کیا ہے۔ اس کتاب کے مولف موصوف نے ایسے ایک ایسا نیا رنگ اور انداز دے دیا ہے۔ یہ ان کی ایسی نادر کتاب بن گئی ہے جس کی کوئی مثال اور نظیر نہیں۔ اللہ تعالی انہیں مزید توفیق مرحمت فرمائے اور ان کی اس کاوش کو قبول فرما کر اُمتِ مسلمہ کے لیے انہیں فیتی اثاثہ و ذخیرہ کی حیثیت سے بقاء و دوام عطا فرمائے۔ مسلمہ کے لیے انہیں فیتی اثاثہ و ذخیرہ کی حیثیت سے بقاء و دوام عطا فرمائے۔ (آمین!)

(پروفیسر ڈاکٹر ظہور احمد اظہر) ایمریٹس پروفیسر، پنجاب یونی ورسٹی، لاہور سابق صدر شعبہ عربی اور ینٹل کالج، پنجاب یونی ورسٹی سابق پرنسپل اور ینٹل کالج، پنجاب یونی ورسٹی

توطئة

الحمد لله الذي أمد كل شيء موجود، وأظهر الشّاهد والمشهود، وجعل السّماء سبع طبقاتٍ وشرّف فيها بنوره كلّ موجودٍ، وبه ظهرت العوالم وترتبت وتزخرفت الأرض وتزيّنت، ولولاه ماكان سلوك ولا سفر، ولا عين ولا أثر، ولا مكان ولا تمكين، ولا حال ولا تلوين، ولا نَفَس ولا قَبَس، ولا فَرَس ولا جَرَس، ولا تحليّ ولا تجلّي، ولا تدنيّ ولا ترقيّ، ولا تدليّ ولا تلقيّ، ولا جود ولا وجود، ولا حامد ولا محمود، ولا غينٍ ولا رين، ولا كيف ولا أين، ولا جمع ولا بين، ولا لذّة ولا سَماع، ولا إصاخة ولا استماع، ولا سلخ ولا انخلاع، ولا صدق ولا يقين، ولا خفيّ ولا مبين.

والصّلاة والسّلام عَلَى سَيِّدِنَا مُحُمَّدٍ الَّذِي حَسَّنَ اللهُ صُوْرَتَهُ بِجَمَالِ ذَاتِه وَأَلْبَسَهُ بِأَنْوَارِ صِفَاتِه، وَأَظْهَرَ حُسْنَ أُسُوتِهِ وَسِيْرَتِهِ مِنْ أَشِعَّةِ سُورِ الْقُرْآنِ، وَزَيَّنَ خُلُقَهُ وَعَادَتَهُ مِنْ أَشِعَةِ سُورِ الْقُرْآنِ، وَزَيَّنَ خُلُقَهُ وَعَادَتَهُ مِنْ أَسْعَةِ اللهُ عُودِ، لَلْمُعَةِ آيَاتِ الْبُرْهَانِ، وَجَعَلَهُ سِرَّ الْكِتَابِ وَفَاتِحَةَ الْوُجُودِ،

تمهيد

تمام تعریفیں اللہ رب العزت کے لیے ہیں جس نے ہر موجود شے کو وجود بخشا، شاہد و مشہود کو ظہور عطا فرمایا، آسمان کو سات طبقات بنایا، ان میں ہر موجود کو اپنے نور سے بہرہ ور فرمایا، اسی نور سے تمام جہان ظہور پذیر ہوئے اور درست حالت میں ترتیب پائے اور اسی سے زمین خوبصورت اور مزین ہوئی۔ اگر وہ نور نہ ہوتا تو سلوک ہوتا نہ سفر، ذات ہوتی نہ اس کا اثر (نشان)، مکان ہوتا نہ اس میں قیام، حال ہوتا نہ تلوین، نفس ہوتا نہ وہ جس میں نفس قید ہوتا نہ اس میں قیام، حال ہوتا نہ وجود، حامد ہوتا نہ محمود، دور میں نفس قید ہوتا اور نہ ہوئی، جُود ہوتا نہ وجود، حامد ہوتا نہ محمود، دور ہونے والا تجاب ہوتا اور نہ ہی دور نہ ہونے والا تجاب، کیف (کسے) ہوتا نہ غور سے سنا، رات دن کا بدلنا ہوتا نہ کوئی شے اپنی جگہ سے ہلتی، صدق ہوتا نہ ویتی، خور ہوتا نہ کوئی شے اپنی جگہ سے ہلتی، صدق ہوتا نہ کوئی شے اپنی جگہ سے ہلتی، صدق ہوتا نہ کوئی شے اپنی جگہ سے ہلتی، صدق ہوتا نہ کوئی شے اپنی جگہ سے ہلتی، صدق ہوتا نہ کوئی شے اپنی جگہ سے ہلتی، صدق ہوتا نہ کوئی شے اپنی جگہ سے ہلتی، صدق ہوتا نہ کوئی ہوتا نہ مبین (واضح و ظاہر)۔

درود و سلام ہوں ہمارے آقا و مولا سیدنا مجمہ پیر جن کی صورت کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی ذات کے جمال سے حسن بخشا، اپنی صفاتِ عالیہ کے انوار کا لباس پہنایا اور قرآن مجید کی سورتوں کی شعاعوں سے آپ کے اسوہ حسنہ اور سیرتِ طیبہ کے حسن کو ظاہر فرمایا۔ قرآن کریم کی آیات کی چک دمک سے آپ کے کُنُق و عادات کو مزین فرمایا اور آپ کے کو اپنی کتاب کا سِر" نِہاں اور تمام موجودات کا نقطہِ آغاز (فاتحةُ الوجود) بنایا۔ وہ

الَّذِي شَرِبَتْ بَقَرَةُ آلِ عِمْرَانَ مِنْ وِرْدِهِ الْمَوْرُوْدِ، وَامْتَدَّتْ لِبَرَرَةِ النِّسَاءِ بِهِ مَائِدَةُ الشُّهُوْدِ، وَالَّذِي طَافَتْ بِهِ أَنْعَامُ الْأَعْرَافِ ذُوُو الْأَنْفَالِ، وَنَجَا بِهِ وَبِالتَّوْبَةِ يُونُسُ وَهُوْدٌ وَيُوسُفُ مِنَ الرَّعْدِ الثِّقَالِ، وَسَعِدَ بِهِ إِبْرَاهِيْمُ فِي حِجْرِ الْفِصَالِ، وَحَصَلَ بِهِ وَحْيُ النَّحْلِ وَإِسْرَاءُ الْكَمَالِ، وَشَرِبَ بِهِ أَصْحَابُ الْكَهْفِ مِنْ خَمْرَةِ الْوِصَالِ، وَالَّذِي حَمَلَتْ بِهِ مَرْيَمُ، لِأَنَّهُ طَهَ الْأَنْبِيَاءِ الْـمُرْسَلِيْنَ، وَهُوَ حَجُّ الْـمُؤْمِنِيْنَ، وَالنُّوْرُ وَالفُرْقَانُ لِلشُّعَرَاءِ الْعَارِفِيْنَ. والَّذِي آمَنَ النَّمْلُ بِالْقَصَص لَدَيْهِ، وَعَشْعَشَ الْعَنْكَبُوْتُ فِي الْغَارِ عَلَيْهِ، والَّذِي أَذْعَنَتْ لَهُ الرُّوْمُ بِأَنَّهُ لُقْمَانُ الْحِكْمَةِ وَسَجْدَةُ الْأَحْزَابِ، وَسَبَى بِمَحَبَّتِهِ الْقُلُوْبَ، وَهُوَ حَبِيْبُ فَاطِر الْأَلْبَاب، والَّذِي هُوَ يَاسِيْنُ الصَّافَّاتِ مِنَ الْـمَلَائِكَةِ، وَهُوَ صَادُ الزُّمَرِ مِنَ الطَّائِفَةِ الْـمُبَارَكَةِ، وَهُوَ سِرُّ غَافِرِ الذَّنْبِ التَّوَّابِ الْغَفُوْرِ، وَفُصِّلَتْ لَهُ الْآيَاتُ وَالْأُمُوْرُ، والَّذِي هُوَ صَاحِبُ الشُّوْرَى بَيْنَ الْأَصْحَابِ وَالْأَحْبَابِ وَالْأَشْرَافِ، وَزُخْرِفَ دُخَانُ النَّفْس الْجَاثِيَةِ عَنْهُ بِالْأَحْقَافِ.

توطنة ٢٥

وجودِ مسعود جن کے موردِ مبارک سے آل عمر ان کی گائے (بقرة) نے خوب پہا۔ جن کی خاطر نیک عورتوں (النساء) کے لیے فرشتوں کی حاضری والا دستر خوان بچھ گیا۔ وہ جن کا برزخ (الأعراف) کے چویایوں (الأنعام) نے طواف کہا، جو فتوحات اور غنیمت (الأنفال) والے تھے اور جن کے صدقے اور توبہ (التوبة) كے ذريع حضرت يونس، حضرت هود اور حضرت يوسف الهير نے بہت بھاری سختی و کڑک (الرّ عد) سے نجات یائی اور جن کی وجہ سے حضرت ابراهیم علی نے گوشہ تنہائی (حِجر الفِصال) میں سعادت حاصل کی اور جن کے سبب سے مکھی (النحل) کو وحی اور کمال و عروج کا اسراء حاصل ہوا اور جن کے صدقے اصحاب الکھف نے شراب وصال کے جام نوش کیے اور سیرہ مریم کو حضرت علیلی ﷺ جیسا فرزند ارجمند عطا ہوا۔ کیونکہ وہ أنبياء و مرسلين كے طہ ہيں اور وہ تمام مؤمنون كا حج اور شعراء عارفین کے لیے النور اور الفرقان ہیں۔ النَّمَل جن کے سامنے القصص کے ذریعے ایمان لائیں اور جن پر غار میں العنکبوت نے جالا تن دیا۔ وہ جن کے سامنے اہل روم نے گرونیں جھا دیں کیونکہ وہ لقہ انِ حکمت اور سجدہِ احزاب ہیں اور جن کی محبت میں اہلِ عشق و محبت کے دل سبا (قیدی) ہو گئے اور وہ فاطر الالباب کے حبیب مکرم ﷺ ہیں۔ وہ جو ملائکہ میں سے الصافات کے ایس بیں اور مبارک گروہ میں سے الزمر کا ص بیں اور وہی غافر الذنب اور تواب و غفور کا راز ہیں اور انہی کے لیے آیات و امور کو فصّلت بنایا گیا اور وہ جو اصحاب و احباب اور اشراف کے در میان الشوری والے ہیں اور نفس جاثیہ کے ڈخان کو اَحقاف میں زخرف بنا دیا گیا ہے۔

والَّذِي هُو صَاحِبُ الْفَتْحِ وَالْحُجُرَاتِ، وَقَافُ الذَّارِيَاتِ مِنْ طُوْرِ النَّفُوْسِ بِالتَّجَلِّيَاتِ، وَالنَّجْمُ الَّذِي طَلَعَ بِنُوْرِ الْهُدَى مِنْ طُوْرِ النَّفُوْسِ بِالتَّجَلِيَاتِ، وَالنَّجْمُ الَّذِي طَلَعَ بِنُوْرِ الْهِيْمَانِ وَالْبُرْهَانِ، وَهُو وَالسُّلْطَانِ، وَالْقُرُ الَّذِي نَوَّرَ الْكُوْنَ بِنُوْرِ الْإِيْمَانِ وَالْبُرْهَانِ، وَهُو الْسُمْتَمِدُّ مِنْ عِلْمِ الرَّحْمَنِ، الَّذِي هُو صَاحِبُ الشَّفَاعَةِ وَالْكَرَامَةِ يَوْمَ الْوَاقِعَةِ، وَصَاحِبُ الْمُقَاتَلَةِ وَصَاحِبُ الْمُقَاتَلَةِ وَصَاحِبُ الْمِيْزَانِ فِي يَوْمَ الْوَاقِعَةِ، وَصَاحِبُ الْمُقَاتَلَةِ وَصَاحِبُ الْمُقَاتَلَةِ وَصَاحِبُ الْمِيْزَانِ فِي الْمُقَاتَلَةِ وَصَاحِبُ الْمِيْزَانِ فِي الْمُقَاتَلَةِ وَالْعَذَابَ وَالْجَلَاءَ، اللهُ لِأَعْدَائِهِ الْمُحَلِّمَةُ وَالْعَذَابَ وَالْجَلَاءَ، وَالْعَذَابَ وَالْجَلَاءَ، وَالْعَذَابَ وَالْجَلَاءَ، وَالْعَذَابَ وَالْجَلَاءَ،

والَّذِي قَاتَلَ أَصْحَابُهُ فِي سَبِيْلِ اللهِ صَفَّا كَأَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ، والَّذِي وَكَثُرُتْ عَلَيْهِ الصَّلَوَاتُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ بِالْحُكْمِ الْمَنْصُوْصِ، والَّذِي يُرَى الْمُنَافِقُوْنَ عِنْدَهُ كَأَنَّهُمْ خُشُبٌ مُّسَنَّدَةٌ، وَسَتَأْتِي إِلَيهِ الْأُمَمُ يَوْمَ التَّعْلِيلِ يَلْمَ اللَّهُ لِأَجْلِهِ أَحْكَامَ التَّحْلِيلِ اللهُ لِأَجْلِهِ أَحْكَامَ التَّحْلِيلِ وَالطَّلَاقِ وَالتَّحْرِيْمِ، كَتَبْتَ لَهُ يَا مَالِكَ الْمُلْكِ، مَنْ أَهَانَهُ مِنْ أَهْلِ عَذَابٍ أَلِيْم، هُوَ مِيْمُ الْقَلَمِ وَ نُ وَمَا يَسْطُرُونَ.

وَهُوَ شَافِعٌ مُشَفَّعٌ لِيَوْمِ الْحَآقَّةِ إِذَا هُمْ يُعْرَضُوْنَ، وَهُوَ مَعَارِجُ نُوْحٍ وَجَمِيْعِ الْمَلَائِكَةِ وَالْجِنِّ الصَّالِحِيْنَ، وَهُوَ الْمُزَّمِّلُ وَالْمُدَّثِّرُ

توطنة ٢٧

وہ محمد جو صاحب الفتح اور صاحب الحجرات ہیں اور تجلیات کے فریعے طور نفوس سے الذاریات کا ق بیں اور وہ النجم بیں جو ہدایت اور سلطان کے نور کے ساتھ طلوع ہوا۔ وہ القمر ہیں جس نے کائنات کو ایمان اور برہان کے نور سے روشن و منور کر دیا اور وہی الر چھن کے عِلم سے مدد حاصل كرنے والے بيں اور يوم الو اقعة (قيامت كے دن) كو صاحبُ الشفاعة اور صاحب الكرامة بين، كفار و مشركين كے ساتھ مقاتله ميں صاحبُ الحديد اور مخالفین کے ساتھ المجادلة میں صاحب المیزان (عدل والے) ہیں۔ وہ جن کے دشمنوں کے لیے اللہ تبارک و تعالیٰ نے عذاب، جلاو طنی اور الحشر لكه ديا اور بر فتنه و آزمائش مين انهين اسوة ممتحنة عطا فرمايا وہ (رسولِ مکرم ﷺ) جن کے صحابہ کرام ﷺ نے اللہ کے رائے میں اس طرح صف در صف قال کیا گویا وه سیسه بلائی هوئی دیوار بین اور ان پر تكم منصوص كے ذريع يوم البجمعة كو صلوات و شليمات كى كثرت ہو گئ۔ وہ جن کے سامنے المنافقون اس طرح دکھائے جاتے ہیں گویا وہ خُشُبُّ مُّسَنَّده (دیوار کے سہارے کھڑی کی ہوئی ککڑیاں) ہیں، اور جن کی طرف عنقریب التغابن کے دن تمام المتیں جُنُو د مُجنّدہ کی طرح حاضر ہوں گی۔ وہ جن کے لیے احکامُ التحلیل، احکامُ الطلاق اور احکامُ التحریم نازل فرمائے گئے۔ اے مالک الملك! جس نے اُن كى اہانت كى تو نے اس كے ليے دردناک عذاب لکھ دیا۔ وہ القلم کی میم اور و مایسطرون کان (نون) ہیں۔ وبی الحاقة کے دن شافع و مُشْفّع لینی وہ شفاعت فرمانے والے ہیں اور ان کی شفاعت قبول بھی فرمائی جائے گی۔ اور وہ حضرت نوح ﷺ اور تمام

وَالْمَرْجَعُ فِي الْقِيَامَةِ لِلْمُلْنِينَ، هُو أَوَّلُ الدَّهْرِ وَآخِرُهُ، وَعُرْفُ الْمُرْسَلَاتِ وَذِكْرُ الْمُلْقِياتِ، وَهُو الإِمَامُ لِأَهْلِ النَّبَا، وَقُدُوةُ الْمُرْسَلَاتِ وَذِكْرُ الْمُلْقِياتِ، وَهُو صَاحِبُ الْخُلُقِ الْعَظِيْمِ لِمَنْ الْمَكَائِكَةِ النَّازِعَاتِ وَالنَّاشِطَاتِ، هُو صَاحِبُ الْخُلُقِ الْعَظِيْمِ لِمَنْ عَبَسَ مِنَ التَّكُويْرِ وَالْإِنْفِطَارِ، وَالْقَاطِعُ لِلْمُطَفِّفِيْنَ بِانْشِقَاقِ الْبُرُوْجِ وَبَطْشِ الْحَبَّارِ، هُو الطَّارِقُ فِي الْأَفْقِ الْأَعْلَى بِغَاشِيَةِ الْفَجْرِ.

وَأَقْسَمَ اللهُ لَهُ بِالْبَلَدِ وَالشَّمْسِ وَاللَّيْلِ الْحَجْرِ، هُوَ ضُحَى الإِيْمَانِ لِمَنْ شَرَحَ اللهُ بِهِ صَدْرَهُ إِنْشِرَاحًا كَامِلًا، وَافْتَخَرَ التِّيْنُ وَالْعَلَقُ بِقَدْرِهِ افْتِخَارًا شَامِلًا، وَهُوَ الَّذِي جَاءَ مَعَهُ الْبَيِّنَةُ، وَزُلْزِلَتِ وَالْعَلَقُ بِقَدْرِهِ افْتِخَارًا شَامِلًا، وَهُو الَّذِي جَاءَ مَعَهُ الْبَيِّنَةُ، وَزُلْزِلَتِ الْأَرْضُ وَالْعَادِيَاتُ بِالْقَارِعَةِ، هُو الَّذِي أَخْبَرَ عَنْ هَلَاكِ التَّكَاثُرِ فِي الْأَرْضُ وَالْعَادِيَاتُ بِالْقَارِعَةِ، هُو الَّذِي أَخْبَرَ عَنْ هَلَاكِ التَّكَاثُرِ فِي الْعَصْرِ لِلنَّفْسِ الْهُمَزَةِ، الَّذِي وُلِدَ عَامَ الْفِيْلِ، وَابْتَهَجَتْ قُرَيْشُ فِي الْعَصْرِ لِلنَّفْسِ الْهُمَزَةِ، الَّذِي وُلِدَ عَامَ الْفِيْلِ، وَابْتَهَجَتْ قُرَيْشُ فِي الْمَعْمِ لِلنَّفْسِ الْهُمَزَةِ، الَّذِي وُلِدَ عَامَ الْفِيْلِ، وَابْتَهَجَتْ قُرَيْشُ فِي الْمَعْمِ لِلنَّفْسِ الْهُمَزَةِ، الَّذِي وُلِدَ عَامَ الْفِيْلِ، وَابْتَهَجَتْ قُرَيْشُ فِي الْمَعْمِ لِلنَّفْسِ الْهُمَزَةِ، الَّذِي وُلِدَ عَامَ الْفِيْلِ، وَابْتَهَجَتْ قُرَيْشُ فِي الْمَاتُ وَكُلُّ عَزَفٍ، وَالَّذِي وَلَيْ لَمَا لُو لَكُونُ مِنَ الْكَوْتُونَ مِنَ الْكَوْرُونَ بِيدِهِ النَّاسُ وَكُمُّ لَلُهُ الْإِخْلَاصُ وَتَمَّ لَهُ الْفَلَقُ وَكُلُّ عَزَفٍ، وَالَّذِي الْمَعْرَةِ إِلَى الْمَعْرُولُ اللّهِ إِلَى الْمَعْرَقِ إِلَى الْمَالُ الْمُلَاقُ وَكُلُّ عَزَفٍ، وَالنَّاسِ، وَوَصَلُوا بِهِ إِلَى الْمَجَنَّةِ وَالنَّاسِ.

توطئة ٢٩

ملائکہ کے لیے الے معارج ہیں اور صالح الے جن کے بھی۔ اور وہ الے مُزَّمِّل اور اللہ مُدَّثِّر ہیں اور القیامة کے دن تمام گناہگاروں کے مرجع و ماؤی ہیں۔ وہ الدھر کا اوّل و آخر ہیں اور عرف الے مرسلات اور ذکر الے مُلْقِیٰت ہیں۔ وہی اہل نباء کے امام اور النَّازعات و ناشطات ملائکہ کے لیے اسوہ اور تکویر و انفطار سے عَبَسَ کا اظہار کرنے والے کے لیے صاحب خُلقِ عظیم ہیں۔ وہ انشقاق البروج اور جبار کی گرفت کے ساتھ الے مطففین کے لیے قاطع ہیں۔ وہی غاشیة الفجر کے ساتھ افتی الاعلیٰ میں الطارق ہیں۔

الله رب العزت نے ان کی خاطر البلد، الشمس اور اللیل کی قسم کھائی۔ وہ اس شخص کے لیے ایمان کی الضحیٰ ہیں جس کے سینے کو اللہ تبارک و تعالی نے ان کے صدقے سے انشراح کامل عطا فرما دیا اور ان كى قدر و منزلت كى وجه سے التين اور العلق نَے فخر و افتخار حاصل كيا۔ وه الی عظیم شخصیت ہیں جن کے ساتھ البینة (روشن دلیل)، زمین کا زلْزَال اور القارعة کے ساتھ العادیات آئے۔ وہی ہیں جنہوں نے نفس کھکزَة (طعنہ زنی کرنے والے نفس) کے لیے العصر (زمانہ) میں التکاثر (کثرت مال کی ہوس) کی ہلاکت و بربادی کے بارے خبر دی۔ عام الفیل میں جن کی ولادت باسعادت ہوئی اور الماعون میں قریش جن کے الکوثر سے بہجت و سرور کے حامل ہوئے اور الکافرون، ابوجہل و ابو لہب کے خلاف نازل ہونے والی النصر کے ذریعے جن کے ہاتھوں شکست کھا گئے اور جن کے لیے الاخلاص نقطہ کمال کو پہنچا۔ جن کے لیے الفلق اور ہر آوازیابہ سمیل کو پینچی اور جن کے ذریعے النَّاس نے ہدایت یائی اور خناس کے شر سے محفوظ فإنَّ سَيِّدَنَا محمَّدًا هُو عرشُ الحقائقِ، وسَمَاءُ الدَّقائقِ، وَوَمَرُ الْعَجَائِبِ، ونَجْمُ الْغَرَائِبِ، وَفَجْمُ الْغَرَائِبِ، وَفَجْمُ الْغَرَائِبِ، وَفَجْمُ الْغَرَائِبِ، وَفَكْ الرِّقائقِ، وشمسُ اللَّطائفِ، وقَمَرُ الْعَجَائِبِ، ونَجْمُ الْغَرَائِبِ، هو أَرْضُ أسرارِ الجَبَرُوْتِ، وبحرُ أنوارِ الملكُوتِ، وسِدْرَةُ النُّبُوَّةِ، ومُنْتَهَى الرِّسَالَةِ، وغَوْثُ الفضائلِ، وقُطبُ الشّمائل، وعَروسُ الْمُحَاسِنِ وسلطانُ الْمَحَامِدِ، وعَرْشُ حَقِيْقَةِ الْجَلَالِ، وكُرسِيُّ الْمُتَعَال، ولَوْحُ صِفَاتِ الكمال، وقَلَمُ الكبيرِ الْمُتَعَال، والْحَمَال، وقَلَمُ الكبيرِ الْمُتَعَال، والْحَمَال، والْمَثَعَال، والْحَمَال، واللَّمَ والْمِثَالِ.

هُو نورُ التَّجَلِّيَاتِ وحُسْنُ التحلّيات، ومقصود الوحي والتَّنَوُّ لَات، وسِرِّ الْحُرُوفِ الْمُقَطَّعَاتِ، ومَعْنَى الآياتِ المُحكَماتِ، ومعرفةُ الآياتِ المتشابهات، ومفتاح أسرارِ المعقولاتِ، ونورُ أنوارِ المحسوسات، وشمس جميع المعوجودات، وسراجُ عوالِم الكائنات، وَفَرْحَةُ النَّسَهَاتِ، وَبَهْجَةُ النَّسَهَاتِ، وَنُزْهَةُ اللَّمَحَاتِ، وَالنُّورُ الطَّالِعُ فَوقَ السَّمَاوات، والسِّرُ اللَّامِعُ فِي الْحُضَراتِ، مَظْهَرُ أسرارِ اللَّذَاتِ، ومَنْظُرُ أنوارِ الصِّفَاتِ، اللَّمْعُ فِي الْحِضَراتِ، مَظْهَرُ أسرارِ اللَّذَاتِ، ومَنْظُرُ أنوارِ الصِّفَاتِ، اللَّمْعُ فِي الْحِضَراتِ، مَظْهَرُ أسرارِ اللَّذَاتِ، ومَنْظُرُ أنوارِ الصِّفَاتِ، اللَّمْعُ فِي الْحِضَراتِ، وأشِعَةُ كَوَاكِبِ العِبَارَاتِ، وعينُ جميع الأَشْبَاحِ، وأَبْدَةُ التَّسْبِيحَاتِ العَالِيَاتِ، وأَبْبَابُهُ التَّمْرِ اللَّوْلُ فِي أَرْفَعِ الْمَكَانَاتِ، وَالرُّوحُ اللَّوْلُ فِي أَرْفَعِ الْمَكَانَاتِ، وَالرُّوحُ

توطنة ٣١

کیے گئے۔ جن کے وسیلہ سے وہ جنت تک پہنچے اور جن و انس کے رب کی بارگاہ اقدس کا قرب حاصل کیا۔

بے شک ہمارے آقا و مولا سیدنا محمہ علی تمام حقائق کے عرش، تمام دقائق کے عرش، تمام دقائق کے سورج، تمام عجائب دقائق کے جائن ہمام نظائف کے سورج، تمام عجائب کے چاند اور تمام غرائب کے نجم (ستارہ) ہیں۔ وہ آسرار جبروت کی زمین، انوارِ ملکوت کے سمندر، نبوت کی سِدرہ اور رسالت کی منتہٰ ہیں۔ تمام فضائل کے غوث، تمام شائل کے قطب، تمام محاس کے دولہا، تمام محامد کے سلطان، حقیقتِ جلال کے عرش، معرفتِ جمال کی کرسی، صفاتِ کمال کی لوح، کبیر و متعال ربّ ذوالجلال کے عرش، معرفتِ جمال کی کرسی، صفاتِ کمال کی لوح، کبیر و متعال ربّ ذوالجلال کے عرش، معرفتِ جمال کی کرسی، صفاتِ کمال کی جامع ہیں۔

آپ سے تمام تجلیات کے نور، تمام تزین و آرائش کے حسن، تمام وی و نزول کے مقصود، تمام حروفِ مقطعات کا راز، تمام آیاتِ محکمات کا معلی آیاتِ متابہات کی معرفت، تمام معقولات کے اسرار کی چابی، تمام محسوسات کے انوار کے نور، جمیع موجودات کے سورج، عالمین کائنات کے سراج، تمام ارواح کی فرحت، تمام نفخات کی بہجت، تمام لمحات کی نزجت، سارے آسانوں کے اوپر طلوع ہونے والا نور، تمام حاضرات میں جمینے والا راز، آسرارِ ذاتِ اللی کے مظہر، آنوارِ صفاتِ ربانی کے منظر، اشارات کی بجلیوں کی چمک، عبارات کے ساروں کی دمک، تمام ارواح کی آنکھ، تمام جسموں کے دل، تمام شبیحات عالیہ کا زُبدہ، تقدیباتِ ازلیہ کے لُبِ لُباب، ارفع و اعلیٰ مکانات میں نورِ اوّل، علی عالیہ کا زُبدہ، تقدیباتِ ازلیہ کے لُبِ لُباب، ارفع و اعلیٰ مکانات میں نورِ اوّل، اعلیٰ عزیز المرام، تمام توضیحات میں ظاہر، میں عظیم المقام، ڈنو تنزیلات میں عزیز المرام، تمام توضیحات میں ظاہر، میں عظیم المقام، ڈنو تنزیلات میں عزیز المرام، تمام توضیحات میں ظاہر، میں

الأَعْظَمُ فِي أَعْلَى الحِجَابَاتِ، والسِّرُ الأَكْمَلُ فِي أَقْرَبِ الْحُضَرَاتِ، وعظيمُ المَعْامِ فِي عُلُوِّ التَّنَزُّ هَاتِ، وعَزِيْزُ الْمَرَامِ فِي دُنُوِّ التَّنَزُّ لَاتِ، وعَزِيْزُ الْمَرَامِ فِي دُنُوِّ التَّنَزُّ لَاتِ، وَالظَّاهِرُ فِي التَّلُوِيْخَات، والسِّرُ فِي التَّلُوِيْخَات، والسِّرُ فِي التَّلُوِيْخَات، والسِّرُ فِي التَّلُوِيْخَات، والسِّرُ فِي التَّلُومِيْخَات، والسِّرُ فِي التَّلُومِيْخَاتِ، والسِّرُ فِي التَّكُومِيْخَاتِ، والسِّرُ فِي التَّلُومِيْخَاتِ، والسِّرُ فِي التَّكُومِيْخَاتِ، والسِّرُ فِي الْكِنَايَاتِ.

هُوَ نُوْرُ الطُّوْرِ، وَبَيانُ الكِتَابِ الـمَسْطُوْرِ، والـمحفوظُ فِي الرَّقِّ الْمَنْشُورِ والمرفوعُ إِلَى البَيْتِ المَعْمُوْدِ، وَالْفائِقُ على الْبَحْرِ المَسْجُورِ، والجُالِسُ على الْعَرْشِ يَوْمَ النُّشُورِ. خَلَقَهُ اللهُ تَعالى وَلـم يَكن في ذلك الوقتِ عرش وَلَا كرسيّ، وَلَا مَلَكٌ وَلَا جِنّي وَلَا إنسيّ، وَلَا جَنَّة وَلَا نَارٌ، وَلاَ لَيلٌ وَلَا نَهارٌ، فَخَلَقَ اللهُ مِنَ البهدَايَةِ رَأْسَهُ، وَمِنَ الطِّيْبِ أَنفاسَهُ، وَمِنَ الرَّحْمَةِ وَجْهَهُ، وَمِنَ الرَّأَفة قلبَهُ، وَمِنَ الفتح صَدْرَهُ، وَمِنَ الصَّيْرِ بَطْنَه، وَمِنَ السَّخَاء كَفَّه، وَمِنَ الذَّكَاءِ أَنْفَه، وَمِنَ الْخُسْنِ عينَيْهِ، وَمِنَ الْجُهَالِ خَدَّيْهِ، وَمِنْ لَذِيْذِ الْخِطَابِ أُذْنَيْهِ، وَمِنَ اللُّطْفِ شَفَتَيْهِ، وَمِنْ بَسْط الْعَطَاءِ يَكَيْهِ، وَمِنَ الشُّكْرِ ثَدْيَيْهِ، وَمِنَ الْعَظَمَةِ مَنْكِبَيْهِ، وَمِنْ قَوْسَيْنِ حَاجِبَيْهِ، وَمِنَ الْقُرْبَةِ ذِرَاعَيْهِ، وَمِنَ الْقُوَّةِ عَضْدَيهِ، وَمِنَ الْعَزِيْمَةِ سَاقَيْهِ، وَمِنَ التَّمْكِينِ قَدَمَيْهِ، وَمِنَ الْعَفْوِ نُطْقَهُ، وَمِنَ الصَّفْحِ خُلُقَهُ وَمِنَ الشَّرَفِ هِمَّتَهُ، وَمِنَ الْخُلْوِ لَهْجَتَهُ. وَمِنَ الْبُرْهَانِ لِسَانَهُ، وَمِنَ السُّلْطَان شَأْنَهُ، وَمِنَ الضِّياءِ أَسْنَانَهُ، وَمِنَ الْعِبَادَةِ ظَهْرَهُ، وَمِنَ الْمَحَبَّةِ جَنْبَهُ، وَمِنَ الْقُدْرَةِ عَزْمَهُ، وَمِنَ النَّضَارَةِ حُسْنَهُ، وَمِنَ الْعُلُوِّ شَرَافَتَهُ، وَمِنَ الدُّنُوِّ مَكَانَتَهُ، وَمِنَ الكمال جَلَالَتَهُ، وَمِنَ الجُلَالِ

توطنة توطنة

تمام تلویحات میں باطن اور تمام کنایات میں خفی کی حیثیت کے حامل ہیں۔

وہ طور کے نور، کتاب مسطور کے بیان، رقّ منشور میں محفوظ، بیتِ معمور میں مر فوع، بحر مسجور پر فائق (بلندی حاصل کرنے والے) اور بومُ النشور کو عرش پر بیٹھنے والے ہیں۔ رب العزت نے انہیں اس وقت تخلیق فرمایا جب عرش تها نه کرسی، فرشته تها نه جن و انس، جنت تهی نه دوزخ، رات تهی نه دن۔ پھر اللہ تبارک و تعالی نے ہدایت سے اُن کے سر انور، خوشبو سے اُن کی سانسوں، رحمت سے اُن کے چیرہ انور، رافت سے اُن کے قلب اطهر، وقتح سے اُن کے سینے انور، صبر سے اُن کے بطن مبارک، سخاسے اُن کے دست اقدس، ذکاء سے اُن کی بینی مبارک، حُسن سے اُن کی خوبصورت آنکھیں، جمال سے اُن کے حسین رخسار، لذیذ خطاب سے اُن کے مبارک کان، لطف سے اُن کے لطیف ہونٹ، عطاؤل کے پھیلاؤ سے ان کے کشادہ ہاتھ، شکر سے ان کے دونوں بیتان، عظمت سے ان کے مضبوط کندھے، قوسین سے اُن کے ابرو، قربت سے اُن کی کلائیاں، قوت سے اُن کے قوی و مضبوط بازو، عزیمت سے اُن کی مبارک ینڈلیاں، تمکین و ثبات سے اُن کے قدمین شریفین، عفو سے اُن کی گومائی، در گذر سے اُن کا خُلُق، شرف سے اُن کی ہمت، حلاوت و مٹھاس سے اُن کا لہجہ، برہان و دلیل سے اُن کی ملیٹھی زبان، سلطان سے اُن کی اعلیٰ شان، ضاء سے اُن کے حمیکتے دندان، عبادت سے اُن کی مبارک پیپٹھ، كَرَامَتَهُ، وَمِنْ فيض الرَّحْمانيّةِ جُودَهُ، وَمِنْ فيض الرَّبُوبيّةِ وُجُودَهُ.

أمّا بعد: فإنّ الله بخل يُقْسِمُ في القرآن بأمورِ على أمورِ، تارةً يقسم بذاته وصفاته، وتارةً يُقسم بآياته، تارةً يُقسم على التوحيد، وتارةً على النبوّة والرّسالة والوعد والوعيد، تارةً يُقْسِمُ على القرآن، وَتارةً على الجزاء والمعاد والأعمال الحسنة وأحوال الإنسان، وتارة بالأشياء والمواقع والأماكن والأزمان. فمنها: الأمور الّتي جَعَلَها مُقْسَمًا والسّماء، وَالأرض، والجبال، والبحار. وجعل بعض الأمور منها وَالسّماء، وَالأرض، والجبال، والبحار. وجعل بعض الأمور منها مُقْسَمًا عليها. وذلك لأنّ الحكم يفصل باثنين: إمّا بالشّهادة وإمّا بالقسّم، فذكر الله تعالى في كتابه النوعين، حتى لا تبقى للناس حجة، ومن الأصول أنه لا يكون القسم إلا باسم معظم وشيء مكرّم، فأقسم الله تعالى بنفسه في القرآن في سبعة مواضع، والباقي كلّه أقسم بمخلوقاته.

توطنة ٣٥

محبت سے اُن کے پہلو، قدرت سے اُن کا عزم، تازگی و شادابی سے اُن کا حسن، علو و بلندی سے اُن کی شر افت، قرب و دنُو سے اُن کا مرتبہ، کمال سے اُن کی جلالت، جلال سے ان کی کرامت، فیضِ رحمانیت سے ان کی جُود و سخا اور فیضِ ربوبیت سے اُن کے وجودِ مسعود کو تخلیق فرمایا۔

اَما بعد: الله بطی قرآن مجید میں کئی امور پر بہت سے امور کی قسمیں کھاتا ہے۔ کبھی اپنی ذات و صفات کی قسم کھاتا ہے تو کبھی اپنی آیاتِ بیّنات کی، تبھی اپنی توحید کی قسم کھاتا ہے تو تبھی نبوت و رسالت اور وعد و وعید کی۔ تبھی قرآن مجید کی قسم کھاتا ہے تو تبھی جزا و معاد، اعمالِ حسنہ اور انسان کے مختلف احوال کی، اور تہمی اشیاء و مواقع کی قسم کھاتا ہے تو تہمی جگہوں اور زبانوں کی۔ پس ان میں سے کھ ایسے امور ہیں جنہیں اس نے مُقْسَمُ به (جس کی قسم کھائی جائے) بنایا ہے، اُن پر قسمیں نہیں کھاتا، جیسے سورج، چاند، سارے، رات، دن، آسان، زمین، بہاڑ، سمندر وغیرہ جبکہ ان میں سے بعض امور ایسے ہیں جنہیں ذاتِ رب العزت نے مُقْسَمٌ عَلَيْه (جس ير قسم کھائی جائے) بنایا ہے اور یہ اس لیے ہے کہ حکم کو دو چیزوں کے ذریعے کھول کر بیان کیا جاتا ہے مجھی 'شہادۃ' (گواہی) کے ذریعے اور مجھی 'قسم' کے ذریعے۔ یں اللہ بھلانے نے قرآن مجید میں ہر دو انواع کا ذکر فرمایا تاکہ لوگوں کے لیے کوئی حجت و دلیل باقی نہ رہے۔ یہ بات مسلمہ اصول و ضوابط میں سے ہے کہ قسم صرف معظم نام' کی ہی کھائی جاتی ہے یا کسی ممرسم شے کی۔ پس اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں سات مقامات پر اپنی ذاتِ اقدس کی قسم کھائی اور باقی تمام مقامات پر اپنی مخلو قات کی قسمیں کھائیں۔

قال الإمام أبو القاسم القشيري: القسم بالشيء لا يخرج عن وجهين: إما لإظهار فضيلةٍ أو لإظهار منفعةٍ، فالفضيلة كقوله: ﴿ وَطُورِ سِينِينَ ۞ وَهَلَذَا ٱلْبَلَدِ ٱلْأَمِينِ ﴾. (١) والمنفعة نحو: ﴿ وَٱلِّتين وَٱلزَّيْتُونِ ﴾ (١) (١) (٣) . (٢)

ومن لطائف القسم أنه تعالى أقسم لنبيّه الحبيب المصطفى الله به الله ومكانته لديه. فتارة أقسم الله به الله ومكانته لديه. فتارة أقسم عليه منه فجعله مُقْسمًا به في بعض الآيات ومُقْسمًا عليه في بعض المقامات، تارة أقسم بعمره وحياته ، وتارة أقسم بنبوّته وصفاته منه وتارة أقسم ببلده ومولده ، وتارة أقسم على إنعامه عليه وتارة على إكرامه لديه .

وهذا من فضائل النّبي على بأنّ الله تعالى أقسم به وأقسم عليه

⁽١) التين، ٩٥/ ٢-٣.

⁽٢) التين، ٩٥/ ١.

⁽٣) ذكره السيوطي في الإتقان في علوم القرآن، باب في أقسام القرآن، ٢/ ٣٥٢.

توطنة ٣٧

امام ابو القاسم القشيرى نے ارشاد فرمايا كه كسى چيزكى قسم كھانا دو وجوہ سے خالى نہيں ہوتا۔ يا تو قسم (كسى ہستى ياشے)كى فضيات كے اظہار كے ليے كھائى جاتى ہے يا (اس كے) اظہار منفعت كے ليے۔ پس اظہار فضيات كے ليے قسم كھانے كى مثال يہ ارشاد بارى تعالى ہے: ﴿ اور سينا كے (پہاڑ) طوركى قسم۔ اور اس امن والے شہر (مكه)كى قسم ﴾۔ اور اظہار منفعت كے ليے ارشاد خداوندى بے: ﴿ اَجْرِ كَى قَسْم اور زيتون كى قسم ﴾۔

اور لطائفِ قسم میں سے ایک باکمال صورت یہ ہے کہ باری تعالیٰ نے اپنے نبی مجتبیٰ اور حبیب مصطفٰی کی قسم کھائی تاکہ لوگوں کو اپنی بارگاہ میں اللہ ان کی عظمتوں اور قدر و منزلت کی رفعتوں سے رُوشاس کروائے۔ پس اللہ رب العزت نے کبھی تو آپ کی کی قسم کھائی اور کبھی آپ کی کے لیے قسم کھائی۔ اس طرح ربِ ذوالجلال نے بعض آیاتِ مبارکہ میں حضور نبی اکرم کھائی۔ اس طرح ربِ ذوالجلال نے بعض مقامات پر آپ کی کو مُقْسَم عَلَیْہ بنایا۔ کبھی کو مُقْسَم عِلَیْہ بنایا۔ کبھی اور سفات عالیہ کی عمر مبارک اور حیاتِ طیبہ کی قسم کھائی، تو کبھی آپ کی خبوت اور صفات عالیہ کی قسم کھائی۔ کبھی آپ کی عمر مبارک اور حیاتِ طیبہ کی قسم کھائی، تو کبھی آپ کی حمولہ مبارک کی قسم کھائی۔ کبھی آپ کی جانے والے اپنے انعامات کی قسم مبارک کی قسم کھائی۔ کبھی آپ کی پر کیے جانے والے اپنے انعامات کی قسم مبارک کی قسم کھائی۔ کبھی آپ کی کو عطا فرمائے جانے والے ایکرام مبارک کی قسم کھائی۔

یہ بات حضور نبی اکرم کے فضائلِ مبارکہ میں شامل ہے کہ اللہ تبارک و تعالی نے قسموں کی تمام انواع میں سب سے زیادہ آپ کی قسم کھائی تاکہ اپنے نبی کے قدر و منزلت اور ان کی تعظیم و تکریم سے لوگوں کو آگاہ فرمائے، اور اپنی بارگاہِ صمدیت میں آپ کے

اكثر وأزيد من كل نوع من الأقسام، إخبارًا عن إجلال قدر نبيه و تبجيله و تعظيمه في وإظهارًا لعلو مرتبته و كمال منزلته في و تبجيله و تعظيمه في و لا يخبر عنه في إلا بالكناية، وهي النبوة والرّسالة، التي لا شيء أجلّ منها فخرًا ولا أعظم خطرًا. وخاطب غيره في من الأنبياء، وأخبر عنهم بأسمائهم، ولم يذكرهم بالكناية. هذه هي غاية المرتبة ونهاية الفضيلة، التي لم تثبت لأحد إلّا للرّسول النبي الأمّي في، لأن من بلغ به غاية التعظيم كنّي عن اسمه. فإن كان ملكا، يقال له: أيّها الملك؛ وإن كان أميرًا، يقال له: أيها الأمير، ولا يخاطبه بالاسم. فنحن نرى في القرآن بأنّ الله لم يقسم به باسمه بل أقسم له في بالكناية، وهذه زيادة في جلالته في ونبالته وشر فه ونباهته.

توطئة توطئة

کے مقام و مرتبہ کی بلندی، شان و منزلت کے کمال اور اعلیٰ حیثیت کی رفعتوں كا اظهار هو جائے۔ جس طرح رب ذوالمجد والعلیٰ كا اپنے محبوب ﷺ كي قسميں کھانے کا انداز آپ ﷺ کی رفعتوں اور عظمتوں کے بیان کے لیے ہے، اُسی طرح وہ اپنے حبیب مکرم ﷺ سے خطاب فرماتے ہوئے یا آپ ﷺ کے بارے خبر دیتے ہوئے صراحت کے ساتھ آپ علے کا اسم مبارک نہیں لیتا، بلکہ آپ ﷺ کے علوہ مرتبت اور عظمت ِشان کے اظہار کے لیے کنایٹا آپ ﷺ کے صفاتی اساء سے خطاب فرماتا ہے۔ چنانچہ مجھی یا آٹھا النّبیُّ کہہ کر خطاب فرماتا ہے تو تمجھی یا آٹھا الوّ سُولُ کے الفاظ سے آپ ﷺ کی رفعتِ شان کا اظہار فرماتا ہے۔ کیونکہ اس کی بار گاہ میں منصب نبوت و رسالت ہی وہ اعلیٰ ترین صفت ہے، جس سے بڑھ کر کوئی ایسی شے نہیں جو اس کے ہاں اس سے زیادہ عظمتوں کی حامل ہو۔ چنانچہ اللہ رب العزت نے حضور نبی اکرم علیہ التحیۃ والتسلیم کے علاوہ دیگر انبیاء کرام بھی سے جب بھی خطاب فرمایا یا ان کے بارے کوئی خبر دی تو ان کے اساءِ گرامی کا ذکر فرمایا اور آپ ﷺ کی طرح کنایتًا اُن کے صفاتی اساء کا تذکرہ نہیں فرمایا۔ یہی وہ بلند ترین مرتبہ اور عظمت و فضیلت کی انتہا ہے جو تمام انبیاءِ کرام و رسل عظام ﷺ میں اس اُمّی نبی و رسول ﷺ کی ذاتِ اقدس کے سوا کسی اور نبی و رسول کے لیے ثابت نہیں۔ کیونکہ جو تعظیم و تکریم کے اس بلند مقام پر فائز ہو تا ہے، اُسی کے ساتھ کنایتاً خطاب کیا جاتا ہے۔ لہذا اگر وہ بادشاہ مو تو يَا أَيُّهَا الْهَ لِك اور اكر وه امير مو تو يَا أَيُّهَا الْأَمِير كهه كر خطاب كيا جاتا ہے، اور اس کا نام لے کر خطاب نہیں کیا جاتا۔ پس ہم قرِ آن مجید میں و کھتے ہیں کہ اللہ رب العزتِ نے آپ ﷺ کے اسم گرامی کی قسم نہیں کھائی، بلکہ کنایتاً آپ ﷺ کے لیے قسم کھائی اور یہ انداز آپ ﷺ کی جلالت و وجاہت اور ومن فضائله عن أن مَن تقدمه من الأنبياء على كانوا يدفعون ويردون عن أنفسهم ما نسبه إليهم أعداؤهم ومكذّبوهم من السفه، والضلال، والكذب، والسحر وغيرها. ولكن نزّه الله تعالى حبيبه عما نسبوه إليه تشريفًا له وتعظيمًا، وبرأه الله من كل ما رموه به من السّحر والكهانة والجنون والشّعر.

وذبّ الله عنه على استهزاءهم وردّ عليهم استنكارهم واستنكارهم واستكبارهم مجيبًا عنه على تارةً مقسمًا به وتارة مقسمًا عليه. وفي بعض السُّورِ أقسمَ اللهُ له على بأقسامٍ كثيرةٍ في الرّد على طعن واحد واختارَ كثيرًا من أساليب القسم تأكيدًا لعصمته وعزّته، ومنزلته وكرامته على.

ومن فضائله ﴿ أَن الله تعالى قرن اسْمَهُ ﴿ باسمه، وذِكْرَهُ إِ بِذِكْره، وطاعتَه ﴿ بطاعتِه، وحُكمَه ﴿ بحُكمِه، ومعصيتَه ﴾ بمعصيتِه، وأُمرَه ﴿ بأمرِه، وحرمتَه ﴿ بمعصيتِه، وأُمرَه ﴿ بأمرِه، وخهيّه ﴿ بنهيه، ورضاهُ ﴾ برضاهُ، وعطائه ﴿ بعطائِه، وإغنائه ﴾ **توطنة** ٤١

شرف و فضیلت میں زیادتی اور اضافہ کے اظہار کے لیے ہے۔

حضور نبی اکرم کے فضائل میں سے یہ بھی ہے کہ آپ کے سے پہلے جتنے انبیاء کرام کی تشریف لائے وہ اپنے دشمنوں اور جھلانے والوں کی طرف سے حمافت، گر اہی، جھوٹ، جادوگری وغیرہ جیسی لگائی گئی بہتان تراشیوں کا دفاع و تردید خود کیا کرتے تھے۔ لیکن اللہ رب العزت نے اپنے حبیبِ مکرم کی کی طرف منسوب کی جانے والی بہتان تراشیوں کا جواب آپ کی کی تعظیم و تکریم اور تشریف و توقیر کی خاطر خود دیا۔ اور دشمنوں نے ساحر و کائن اور مجنوں و شاعر ہونے کی تہمت آپ کی کی ذات والا صفات پر لگائی، اللہ رب العزت نے خود ان تمام انہامات سے آپ کی کی براءت کا اعلان فرمایا۔

اسی طرح اللہ رب العزت نے خود آپ کی ذات مبار کہ سے دشمنوں کے استہزاء اور ان کے تکبر و غرور کا جواب دیتے ہوئے کبھی تو آپ کی کو مقسّم بیہ اور کبھی مُقْسَم عَلَیه بنا کر آپ کی کی طرف سے منکرین کا روّ فرمایا۔ اور بعض سورتوں میں اللہ رب العزت نے دشمنوں کے ایک ہی طعن کو ردّ کرنے کی خاطر کئی قسمیں کھائیں اور آپ کی عصمت و عزت اور منزلت و کرامت کے اِظہار میں تاکید کے لیے قسم کے بہت سارے انداز اور اُسلوب اختیار فرمائے۔

آپ کے فضائل میں سے یہ بھی ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ کے اسم گرامی کو اپنے مقدس نام کے ساتھ اس طرح اکٹھا کر دیا کہ آپ کے ذکر کو اپنی اطاعت کے فاکر کو اپنی اطاعت کے ساتھ، آپ کے کا طاعت کو اپنی اطاعت کے ساتھ، آپ کے کا فرمانی کو اپنی

بإغنائِه، وفضلَه في بفضلِه، وإنْعَامَهُ في بإنعامِه، ومحبَّته في بمحبَّته، وحبَّته في بمحبَّته، وقربتَه في بقربتِه، وأذانَه في بأذانِه، وبراءَته في ببراءَته، ومشاقَّته في بمشاقَّتِه، ومحادّتِه، ومحادّتِه، ومحاربتَه في بمحاربتِه، واستجابتَه في باستجابتِه.

فإن هذا الأمر متعارف عليه ومسلّم بين العقلاء والعلماء أن الأقسام لا تقع إلا على المعظّمين والمبجّلين والمكرّمين. فتبيّن بهذا جلالة النّبي في وعظمة نبوّته وكرامة الرّسول في ورفعة رسالته. وكذلك أنّ الإسمين والذكرين والأمرين والحكمين لا يُقرنان ولا يُجمعان ولا يُشرَكان ولا يشتركان إلّا للمُحِبَّيْنِ والمتقارِبَيْنِ والمتلازِمَيْنِ وَالمُستلزمَيْنِ.

توطنة توطنة

نافرمانی کے ساتھ، آپ کے اذبت کو اپنی اذبت کے ساتھ، آپ کے امر کو اپنی حرمت کو اپنی حرمت کے ساتھ، آپ کے امر کو اپنی مرمت کے ساتھ، آپ کے کی رضا کو اپنی رضا کے ساتھ، آپ کی کی رضا کو اپنی رضا کے ساتھ، آپ کی کی عطا کو اپنی عطا کے ساتھ، آپ کی کے غنی کرنے کو اپنے غنی کرنے کو اپنے غنی کرنے کے ساتھ، آپ کی کے ساتھ، آپ کی کے ساتھ، آپ کی کے ساتھ، آپ کی کو اپنی محبت کو اپنی محبت کو اپنی محبت کو اپنی محبت کے ساتھ، آپ کی کی قربت کے ساتھ، آپ کی کی قربت کے ساتھ، آپ کی کی فالفت کو ساتھ، آپ کی کی فالفت کو اپنی خالفت کے ساتھ، آپ کی کے ساتھ، آپ کی کے ساتھ اور آپ کی کے ساتھ ملا دیا۔

یے شک اہل علم اور اہل عقل و دانش کے ہاں یہ امر متعارف و مسلّم ہے کہ قسمیں صرف عظمت و سکریم کے حاملین کے لیے ہی کھائی جاتی ہیں۔ لہذا اس انداز سے حضور نبی مکرم کے کا جلالتِ شان، آپ کی کی نبوت کی عظمت، آپ کی کرر گی و کرامت اور آپ کی کی رسالت کی بلندی و رفعت بالکل واضح ہوگئ ہے۔ اسی طرح یہ بات بھی متحقّق ہے کہ دو ناموں، دو ذکروں، دو امروں، دو حکموں کو ایک دوسرے کے ساتھ ملایا جاتا ہے اور نہ ہی اکٹھا جمع کیا جاتا ہے، شریک کیا جاتا ہے اور نہ ہی مشترک تظہرایا جاتا ہے مگر صرف ان دو شخصیات کے لیے جو آپس میں بہت محبت کرنے والے، ایک دوسرے کے ساتھ اس طرح ملے ہوئے دوسرے کے ساتھ اس طرح ملے ہوئے

فعندما علمنا أنّ الله تعالى جعل محبّته مشروطةً بمحبّته في، وطاعته منوطة بطاعته في، وذكْره مقرونًا بذكره في، وكلمته معلومة بنطقه في، وبيعته مفروضة ببيعته في، وأقسامه مقصودةً بإظهار كرامته في، وإعلان فضيلته في. فسألت التوفيق من الله تعالى أن يقدر لي أن أجمع الآيات البيّنات من القرآن العظيم، الّتي أقسم الله عز وجل فيها للنّبي الحبيب المصطفى في تنزيها له وتنويها وتبجيلًا له وتعظيمًا، وأن أشرحها وأفسّرها بما يتيسّر لي من فيض عطاياه ومكنونات خزائنه في.

فاستعنت بالعزير الحكيم العلّام، واستخرته في جميع ذلك منه، وتوسّلت بسيّدنا محمّد خير الأنام ، وتوجّهت إليه في جميع ما ألّفته مِنه، وجمعت في هذا التأليف بعض فضائل النّبي ، قد ظهرت لي من الأقسام، التي ذُكرت في القرآن الكريم، ونقلتُ فيه من بعض الفوائد والفرائد من كلام الأئمة الأعلام، إضافةً إلى ما أخذت، وما فهمت، وما استخرجتُ من بُحُور المعارف القرآنية،

توطنة توطنة

ہوں کہ مجھی جدانہ ہوں اور ایک دوسرے کے لیے لازم و ملزوم ہوں۔

جب میں نے جان لیا کہ اللہ رب العزت نے اپنی محبت کو آپ ﷺ کی محبت کے ساتھ ہی مشروط کر دیا، اپنی اطاعت کو آپ ﷺ کی اطاعت میں ہی منحصر فرما دیا، اینے ذکر کو آپ ﷺ کے ذکر مبارک کے ساتھ ہی جوڑ دیا، اینے کلام کو آپ ﷺ کے بولنے میں ہی منحصر کردیا، اپنی بیعت کو آپ ﷺ کی بیعت کے ساتھ ہی مفروض (لازم) کر دیا اور اپنی قسموں کو آپ ﷺ کے شرف کے اظہار اور آپ ﷺ کی فضیات کے بیان کا مقصود بنا دیا تو میں نے الله تبارک و تعالیٰ کی بار گاہِ اقدس سے توفیق کا سوال کیا کہ وہ میرے لیے مقدر فرما دے کہ میں قرآن عظیم کی ان آیاتِ بیّنات کو جمع کروں جن میں الله رب العزت نے اپنے نبی مصطفل اور حبیب مجتبل ﷺ کی تنزیہ و تقدیس اور آپ ﷺ کی رفعت ِ شان اور تعظیم و تکریم کے اظہار کے لیے قسمیں کھائیں اور یہ کہ میں ان آیاتِ مبار کہ کی وہ تشریح و تفسیر کر سکوں جو رب ذوالمجد والعطا اپنی عطاؤں اور حضور ﷺ کے مخفی خزانوں کے فیض سے میرے لیے آسان فرما دے۔

لہذا میں نے اللہ رب العزت کی بارگاہ سے مدد طلب کی جو بڑا غالب، بڑی حکمتوں والا اور سب کچھ جاننے والا ہے اور اس تمام کام میں اس کی بارگاہ سے خیر کا طلب گار ہوا، اور اپنے آقا و مولا سیدنا محمد کے جو خیر الانام ہیں، کی ذات مبار کہ کا اس کی بارگاہِ اقدس میں وسیلہ پیش کیا اور جو کچھ میں نے تالیف کیا اس تمام کام میں اس کی بارگاہ کی طرف ہی متوجہ رہا۔ میں نے اس تالیف کیا اس تمام کام میں اس کی بارگاہ کی طرف ہی متوجہ رہا۔ میں نے اس تالیف میں نبی کریم کے چند ایسے فضائل مبارکہ کو ہی جمع کیا ہے جو ان تالیف میں نبی کریم کے چند ایسے فضائل مبارکہ کو ہی جمع کیا ہے جو ان

وأنهار المعالم العرفانية، ومن منابع الفيوضات النبويّة، ومصادر الفتوحات المدَنيّة.

واستدللتُ فيه من الآيات والأحاديث الصحيحة، وأقوال الصحابة والتّابعين، وتحقيق أئمة الـمحقّقين الـمعتمدين، ورجوت أن يجد مُطالِعُه فيه ما يقصد ويريد. فإني أعترفُ اعترافَ عبد معترفِ بالعجز والتقصير، وأشكر الله تعالى على ما أعان عليه من قصدٍ، وَيسَّرَ من عسِيرٍ. وأرجو العفو والنجاة به في الآخرة من عذاب السّعير، وشفاعة سيّدنا محمّدٍ البشير النذير السراج الـمنير، الـمبعوث إلى كافّة الخلق من غني وفقيرٍ.

وحسبنا الله ونعم الوكيل؛ فنعم المولى ونعم النصير.

توطئة ٢٧

قسموں کی صورت میں میرے سامنے ظاہر ہوئے جن کا ذکر قرآن کریم میں فرمایا گیا۔ قرآنی معارف کے سمندروں اور عرفانی معالم کے دریاؤں اور فیوضاتِ نبویّہ کے چشموں اور فقوحاتِ مَدنیّہ کے مصادر میں سے جو کچھ میں نے نکالا اور جو کچھ میں نے نکالا اور جو کچھ میں نے سمجھا اور حاصل کیا وہ پیش خدمت ہے۔

میں نے اس تالیف میں آیاتِ مبارکہ، احادیثِ صحیحہ، اقوالِ صحابہ و تابعین اور محقین و معتدین ائمہ کرام کی تحقیق سے اسدلال کیا ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ اس کتاب کا مطالعہ کرنے والا ان شاء اللہ اس میں یقیناً وہ کچھ پالے گا جس کا وہ ارادہ اور قصد رکھتا ہے۔ بے شک میں اس بندے کی طرح اپنے عجز و تقصیر کا اعتراف کرتا ہوں جو اپنی عاجزی اور کوتاہی کا معترف ہے اور اللہ رب العزت کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے میرے اس ارادہ و قصد کو پایہ سخیل تک پہنچانے میں میری مدد و اعانت فرمائی اور ہر قسم کی مشکل کو آسان فرما دیا اور میں اس کے عفو و درگرر کے ذریعے آخرت میں دوزخ کے عذاب سے نجات کا امیدوار ہوں اور اپنے آتا و مولی سیدنا محمد کی جو بشیر و نذیر اور سراج مُنیر ہیں اور جنہیں تمام مخلوقات کے ہر غی و قسیر کی طرف مبعوث فرمایا گیا، کی شفاعت کا طلب گار ہوں۔

اور ہمارے لیے اللہ کافی ہے اور وہ کیا ہی اچھا حامی ہے۔ پس وہ کتنا اچھا کارساز (ہے) اور کتنا اچھا مدد گار ہے۔

أقسام اللَّه تعالى لنبيه عَلَيْ

نذكر فيما يلي من الصفحات الأقسام التي أقسم الله بها للنبي المصطفَى على في القرآن الكريم، وهي:

١. ﴿ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُواْ فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجَا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُواْ تَسْلِيمًا ﴾ (١)
 تَسْلِيمًا ﴾ (١)

فأبتدأ بالقسم الأوّلِ الّذي أقسم الله تعالى فيه بنفسه المقدّسة، مؤكّدًا إذ قال تعالى: ﴿ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُواْ فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجَا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُواْ تَسْلِيمًا ﴾. (٢) جعل الله بخل نَفْسَه وربوبيّته في هذه الآية مُقْسَمًا به، وجعل نبيّه الحبيب على مُقْسَمًا عليه، وَأَكّد بالقسم على عَدَم إيمان

⁽١) النساء، ٤/ ٢٥.

⁽٢) النساء، ٤/ ٢٥.

الله رب العزت كى اپنے نبى مكرم رفي كے ليے قسميں ان صفحات ميں ہم ان قسموں كا بيان كريں گے جو الله تبارك و تعالى نے قرآن مجيد ميں اپنے نبى (حضرت محمد) مصطفیٰ کے ليے كھائيں اور وہ يہ ہيں:

ا. ﴿ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُواْ فِيَ أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُواْ تَسْلِيمَا ﴾

پس نہیں (اے حبیب!) آپ کے رب کی قسم، یہ لوگ مسلمان نہیں ہوسکتے،

ہمال تک کہ وہ اپنے در میان واقع ہونے والے ہر اختلاف میں آپ کو حاکم

ہنالیں، پھر اس فیصلہ سے جو آپ صادر فرما دیں اپنے دلوں میں کوئی شکی نہ

پائیں اور (آپ کے حکم کو) بخوشی پوری فرمانبر داری کے ساتھ قبول کر لیں۔

اللہ تعالیٰ نے پہلی قسم کے ساتھ ابتداء فرمائی: ﴿پس میں اپنی ذات مقدسہ

کی تاکید کے ساتھ قسم اٹھائی۔ چنانچہ ارشاد فرمائی: ﴿پس (اے حبیب!) آپ

کے رب کی قسم یہ لوگ مسلمان نہیں ہو سکتے یہاں تک کہ وہ اپنے در میان

واقع ہونے والے ہر اختلاف میں آپ کو حاکم بنالیں پھر اس فیصلہ سے جو آپ

صادر فرما دیں اپنے دلوں میں کوئی شکی نہ پائیں اور (آپ کے حکم کو) بخوشی

بوری فرمانبر داری کے ساتھ قبول کر لیں پھر اللہ سے این ذاتِ مقدسہ

اور اپنی راوبیت کو اس آیت مبار کہ میں مُقْسَم بِهِ اور اپنے نبی مکرم، حبیب

اور اپنی راوبیت کو اس آیت مبار کہ میں مُقْسَم بِهِ اور اپنے نبی مکرم، حبیب

الخلق، حتى يُحكِّمُوْا رسوله في في كلّ ما شجر بينهم، ولم يثبت لهم الإيمان بِمجرَّد التَّحْكيم، حتى يَنْتَفِيَ عنهم الحرج وهو ضيق الصّدر والشكّ، وتنشرح صدورهم لحكمه في كُلَّ الانشراح، وتنفسح له كُل الانفساح، ولم يثبت لهم الإيمان بذلك أيضًا حتى يقبَلوا ويطيعوا حكمه وأمره في بالرضى والتسليم، وعدم المنازعة والمعارضة.

الوجهُ الأوّلُ: في القَسَم: جاء 'لا' الأولى ردًّا لِزَعْم المنافقين، ثم استأنف قَسَمًا بعد ذلك، فعلى هذا يكون الوقف على 'لا' الأولى تامًّا.

والوجه الثّاني: أن 'لا' الأولى قُدّمت على القسم اهتمامًا بالنَّفي ثم كُرِّرت توكيدًا للنَّفي.

والوجه الثّالث: أن 'لا' الأولى في قوله ﴿فَلَا وَرَبِّكَ ﴾ زائدة للتّأكيد المزيد على القسم، تعظيمًا للنّبي في وتفخيمًا وتنويها له في، وهذا لتأكيد وجوب العلم أيضًا. فمعناه: يا حبيبي، ليس

میں سے کسی کو اس وقت تک ایمان نصیب نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ اپنے در میان واقع ہونے والے ہر اختلاف میں اس کے رسول کرم کے کو حکم نہ بنا لیں۔ پھر آپ کے کو صرف حکم بنا لینے سے بھی ان کے لیے ایمان ثابت نہ ہوگا جب تک کہ ان کے دلوں سے 'حرج' یعنی دل کی تنگی اور ہر قسم کے شکوک و شبہات کا خاتمہ نہ ہو جائے اور ان کے دل آپ کے حکم اور فیصلے کو تسلیم کرنے کے لیے اس طرح وسیع ہونے کا حق ہے ، اور اس طرح کشادہ نہ ہو جائیں جس طرح کشادگی کا حق ہے۔ اور پھر حق ہے محض اس سے بھی ان کے لیے ایمان ثابت نہ ہوگا جب تک کہ وہ آپ کے محض اس سے بھی ان کے لیے ایمان ثابت نہ ہوگا جب تک کہ وہ آپ کے فیصلے کو خوشی اور فرمانبر داری کے ساتھ قبول نہ کرلیں، اور آپ کی کے فیصلے کو خوشی اور فرمانبر داری کے ساتھ قبول نہ کرلیں، اور آپ کی کے فیصلے کو خوشی اور فرمانبر داری کے ساتھ قبول نہ کرلیں، اور آپ کی کے فیصلے کو خوشی اور مخالفت کے تصور کو بھی دل و دماغ میں پیدا نہ ہونے دیں۔

پہلی وجہ: اس قسم میں پہلا لا منافقین کے (مومن ہونے کے) دعویٰ کو رد کرنے کے لیے آیا ہے۔ پھر اس کے بعد قسم سے آغاز فرمایا۔ اس اعتبار سے پہلے لا پر وقف تام ہو گا۔

دوسری وجہ: پہلا لا نفی کے اہتمام کے لیے قسم سے پہلے لایا گیا اور پھر دوسرا لا اس نفی میں تاکید پیدا کرنے کے لیے دوبارہ ذکر کیا گیا۔

تیسری وجہ: پہلا لا جو ﴿فَلَا وَرَبِّكَ ﴾ میں ہے زائدہ ہے۔ یہ نبیِ مکرم کی تعظیم و تکریم اور عظمت ورفعت کے اظہار کے لیے کھائی گئ قسم میں مزید تاکید پیدا کرنے کے لیے ہے، اور یہ قسم وجوب علم کی تاکید کے لیے بھی الأمر كما يزعمون من أنهم آمنوا بما أنزل إليك، وهم لا يقبلون ويسلمون بولايتك، وبتحكيمك على نفوسهم، وأمورهم وخيارهم، ولا يجعلونك حاكمًا عليهم وحكمًا بينهم، فأقسمتُ لك بِربِّكَ يا محمّد، بأنّه لا يؤمن هؤلاء، حتى لا يخالفوك في شيء، وحتى يا محمّد، بأنّه لا يؤمن هؤلاء، حتى لا يخالفوك في شيء، وحتى يحكّموك فيما اختلف، واختلط، والتبس، وأشكل ووقع بينهم من المخاصمات والمنازعات، فتقضي بينهم فيها، وحتى لا يحسوا في قلوبهم حرجًا وضيقًا وشكًا وريبًا. وينقادوا لك بظواهرهم وبواطنهم انقيادًا تامًّا، وتسليمًا كاملاً، مُذعِنيْنَ في نُفُوْسِهِم لِحُكمك وقضائك، ومُوقِنيْنَ بِقُلُوْمِم بأمرك ورضاك.

فإن هذَا الْقَسَمَ للنَّبِي فِي أُوجَبَ الانقياد لحكمه في كُلِّ حالٍ، فبيّن أنّه لا بُدَّ أن يعتقدوا في عصمة النّبي في وتنزيهه في، عن صدور الخطاء في كل حالٍ ومقالٍ، فهذه إشارةٌ بليغةٌ في إقسام الله تعالى للنبى الحبيب المصطفى في.

ہے۔ لہذا اس کا معنیٰ یہ ہے کہ اے میرے حبیب! یہ معاملہ اس طرح نہیں جس طرح وہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ آپ کی طرف اتاری گئی وحی پر ایمان لائے ہیں، حالانکہ وہ اپنی جانوں پر اور اپنے تمام امور میں دل و جان سے آپ ی ولایت و حاکمیت کو اس طرح تسلیم نہیں کرتے جیسے تسلیم کرنے کا حق ہے، اور نہ ہی وہ آپ سے کو اینے اوپر حاکم اور اینے در میان پیدا ہونے والے تمام نزاعات میں فیصل اور تحکم مانتے ہیں۔ اس لیے اے محد! میں آپ کے رب کی قسم کھاتا ہوں کہ یہ لوگ ہر گز ایماندار نہ ہو سکیں گے جب تک کہ وہ کسی بھی شے میں آپ کی مخالفت ترک نہ کر دیں اور اینے در میان پیدا ہونے والے تمام جھگڑوں اور نزاعات میں آپ کو فیصل نہ مان لیں۔ پھر جب آپ ان کے در میان ان کے معاملات میں فیصلہ صادر فرما دیں، تو وہ اپنے دلوں میں کسی قشم کی تنگی و حرج اور شک و شبه بھی محسوس نه کریں، اور اپنے ظاہر و باطن میں مکمل طور پر آپ کی اطاعت و فرمانبر داری کو اختیار کریں، اور آپ کے تھم اور فیلے کے سامنے سر تسلیم خم کر دیں، اور آپ کے امر و رضا پر دل کی گہرائیوں سے یقین کامل رکھنے والے ہو جائیں۔

حقیقت یہ ہے کہ نبی اکرم کے لیے کھائی گئی اس قئم نے آپ کے کے حکم کے لیے ہر حال میں اطاعت و انقیاد کو واجب اور فرض کر دیا اور پھر یہ بھی واضح کر دیا کہ سب کے لیے ضروری ہے کہ وہ حضور نبی اکرم کی کی ذات کے بارے میں ہر حال میں اور ہر بات میں ہر قسم کی خطاء کے صدور سے مبرا اور معصوم ہونے کا اعتقاد رکھیں۔ پس یہ وہ بلیغ اشارہ (حکمت) ہے جو نبی مجتبی حبیب مصطفیٰ کے لیے اللہ رب العزت کے قسمیں کھانے میں موجود ہے۔

٢. ﴿ لَعَمْرُكَ إِنَّهُمْ لَفِي سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُونَ ﴾ (١)

وكذلك أقسم الله تعالى به في في مواضع كثيرة في القرآن لإظهار عظيم قدره في، ومنزلته في، وشرفه في، ومرتبته في، إذ قال تعالى: (لَعَمُرُكَ إِنَّهُمْ لَغِي سَكُرَتِهِمْ يَعْمَهُونَ ﴾. (٢)

وروى على بن أبي طلحة عن ابن عباس في قال: ﴿لَعَمْرُكَ ﴾ لَعَيْشُك. (٣) وروى أبو الجوزاء عن ابن عباس في قال: بحياتك (٤) ومعناه: أُقْسِمُ، فقال: أقسم بالنّبي في وحياته إنهم لفي غفلتهم يتردّدون. روى هذا سفيان عن الأعمش أيضًا. (٥)

⁽١) الحجر، ١٥/ ٧٢.

⁽٢) الحجر، ١٥/ ٧٢.

⁽٣) أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب تفسير القرآن، باب تفسير سورة الحجر، ٤/ ١٧٣٦، الرقم/ ١٩١؛ وذكره الطبري في جامع البيان في تفسير القرآن، ١٤/ ٤٤؛ والنحاس في معانى القرآن، ٤/ ٣٣؛ وابن كثير في تفسير القرآن العظيم، ٢/ ٨٩؛ والسيوطي في الدر المنثور في التفسير بالماثور، ٥/ ٩٨؛ والشوكاني في فتح القدير، ٣/ ١٣٩.

⁽٤) رواه أبو يعلى في الـمسند، ٥/ ١٣٩، الرقم/ ٢٧٥٤.

⁽٥) رواه الطبري في جامع البيان في تفسير القرآن، ١٤/ ٤٤؛ والنحاس في معاني القرآن، ٤/ ٣٤؛ وذكره الشوكاني في فتح القدير، ٣/ ١٣٩.

٢. ﴿لَعَمْرُكَ إِنَّهُمْ لَفِي سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُونَ ﴾

اور اسی طرح اللہ رب العزت نے قرآن مجید میں بہت سارے مقامات پر آپ کی قدر و منزلت اور شرف و مرتبہ کی عظمت کے اظہار کے لیے قسم کھائی، جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے: ﴿(اے حبیبِ مَرِّم!) آپ کی عمرِ (مبارک) کی قسم، بے شک یہ لوگ (بھی قوم لوط کی طرح) اپنی بدمستی میں سرگردال پھر رہے ہیں ﴾۔

حضرت علی بن ابی طلحہ نے حضرت عبد اللہ بن عباس کے سے روایت کیا کہ انہوں نے فرمایا۔ ﴿ لَعَمْرُكَ ﴾ سے مراد لَعَیْشُکَ ہے (یعنی آپ کی زندگی کی قسم)۔ ابو الجوزاء نے حضرت عبد اللہ بن عباس کی سے روایت کیا کہ انہوں نے فرمایا: ﴿ لَعَمْرُكَ ﴾ سے مراد لَحَیَاتُکَ ہے اور اس کا معنی اُقْسِمُ حَیَاتُکَ نے فرمایا: ﴿ لَعَمْرُكَ ﴾ سے مراد لَحَیَاتُکَ ہے۔ اور اس کا معنی اُقْسِمُ حَیَاتُکَ کے درمایا کی زندگی کی قسم کھاتا ہوں) ہے۔ پس اللہ رب العزت نے فرمایا کہ میں نبی اکرم کے اور آپ کی حیات طیبہ کی قسم کھاتا ہوں کہ وہ (کافر لوگ) اپنی غفلت میں سرگردال ہیں۔ یہی معنی حضرت سفیان نے الاعمش سے بھی روایت کیا۔

پس اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ کی حیات طیبہ کی قئم اٹھا کر آپ کوئی کے شرف و عظمت میں انتہائی کمال کا اظہار فرمایا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے کوئی مخلوق پیدا نہیں کی اور نہ ہی کسی شخص کو وجود بخشا جو اس کی بارگاہ اقد س میں نبی مجتبیٰ اور حبیب مصطفیٰ ہے سے زیادہ عزت والا ہو، کیونکہ اس نے آپ کی کے سواکسی کی زندگی کی قئم نہیں کھائی۔ پس ربِ ذوالجلال نے آپ کی ولادتِ باسعادت سے وفات تک مکمل حیات مبارکہ کو معصوم و مامون اور طاہر و مطہر بنایا ہے، اور آپ کو قبل از بعثت اور بعد از بعث ہر قشم کے عیب، آلودگی اور شک و خطاسے پاک رکھا کیونکہ ربِ ذوالجلال نے آپ کی بعثتِ مبارکہ کی قسم کھائی ہے۔

٣-٤. ﴿ يِسَ قُ ٱلْقُرْءَانِ ٱلْحَكِيمِ قَ إِنَّكَ لَمِنَ ٱلْمُرْسَلِينَ ﴾ (١)

وكذلك قال: ﴿يَسَ وَٱلْقُرْءَانِ ٱلْحَكِيمِ إِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِينَ ﴾. (٢) وقيل: إن ﴿يَسَ ﴾ إسم من أسمائه هي، وصح فيه أنه قسمٌ كان فيه من التعظيم والتمجيد والشّهادة بأنّه هي من المرسلين. وذكر النَّحَاسُ قولَ عِكرمة، قال: هو قَسَم. (٣) فأقسم الله تعالى بـ: ﴿ يَسَ ﴾ وبـ: ﴿ وَٱلْقُرْءَانِ ٱلْحَكِيمِ ﴾.

قال النّقاش: لم يُقسم الله على لأحد من أنبيائه بالرّسالة في كتابه إلا لمحمد على تعظيمًا له وتمجيدًا أنّ فقال في إنسان العيون : من خصائصه في أنّ الله تعالى أقسم على رسالته في بقوله: (يسّ وَٱلْقُرْءَانِ ٱلْحُكِيمِ إِنّكَ لَمِنَ ٱلْمُرْسَلِينَ ﴾. (٥) قال سعيد بن جبير وغيره: هو اسم من أسماء محمّد في وَدليله: ﴿إِنّكَ لَمِنَ ٱلْمُرْسَلِينَ ﴾. وقال الْحِمْيَري:

⁽۱) یس، ۳٦/ ۱-۳.

⁽۲) یس، ۳٦/ ۱-۳.

⁽٣) ذكره النحاس في معانى القرآن، ٥/ ٤٧٢.

⁽٤) ذكره القرطبي في الجامع لأحكام القرآن، ٥/ ١٥.

⁽٥) ذكره الحلبي في إنسان العيون في سيرة الأمين المأمون، ٣/ ٤٢٤.

٣-٣. ﴿ يَسَ ۞ وَٱلْقُرْءَانِ ٱلْحَكِيمِ۞ إِنَّكَ لَمِنَ ٱلْمُرْسَلِينَ ﴾

اسی طرح ربِ ذوالجلال نے ارشاد فرمایا: ﴿ اِسُ (حقیق معنی الله اور رسول ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں) حکمت سے معمور قرآن کی قسم بے شک آپ ضرور رسولوں میں سے ہیں ﴾ ۔ کہا گیا ہے کہ یسین آپ ﷺ کے اساء مبار کہ میں سے ہے اور اس کے بارے میں یہ بھی صحیح اور درست ہے کہ یہ قسم ہے جس میں آپ ﷺ کی تعظیم و شجید کا اظہار بھی ہے اور اس بات کی شہادت بھی کہ آپ ﷺ رسولوں میں سے ہیں۔ النّاس نے حضرت عکرمہ کا قول بیان کی انہوں نے فرمایا: یہ قسم ہے ۔ پس الله رب العزت نے ﴿ يَسَ ﴾ اور گائھُوءَانِ اُلْہُ کِيمِ ﴾ کے ذریعے قسم کھائی۔

نقاش نے کہا کہ اللہ بھالے نے قر آن مجید میں انبیاء کرام بھی میں سے کسی نبی کے لیے اس کی رسالت کی قسم نہیں کھائی، سوائے حضرت مجمہ کے، کہ اس نے آپ کی عظمت و بزرگی کے اظہار کی خاطر آپ کی کی رسالت کی قسم کھائی۔ الحلی نے 'انسان العیون' میں کہا ہے: آپ کی خصائص میں سے ہے کہ اللہ بھالی نے اپنے اس ارشاد گرامی میں آپ کی رسالت کی قسم کھائی، جب یہ فرمایا: ﴿ یَسَ کَ وَالْقُرْءَانِ اللّٰہ کِیمِ کَ اِنّٰکَ لَمِنَ اللّٰہ عَلَی اللّٰہ کِیمِ کَ اِنّٰکَ اَلٰہ کِیمِ کَ اِنّٰکَ اَلٰہ کِیمِ کَ اِنّٰکَ اَلٰہ کِیمِ کَ اِنّٰکَ اَلٰہ کے اللّٰہ کے اللّٰہ کے اللّٰہ کے اللّٰہ کے اللّٰہ کے اللّٰہ کی حضور اللّٰہ کی حضور اللّٰہ کے اللّٰہ کے۔ اور حِمُیُری نے ایک شعر

ومنه قوله: ﴿سَلَمُ عَلَىٰ إِلَ يَاسِينَ ﴾ (٢) أي على آل محمّدٍ ﷺ، كما قرأ زيد بن علي ونافع وابن عامر: ﴿سَلَمُ عَلَىٰ إِلَ يَاسِينَ ﴾. وروى الواحدي عن ابن عباس ﷺ: قال: يريد يا إنسان، يعني محمّدًا (٣) ﷺ وقال أبوبكر الورّاق: معناه: يا سيّدَ البشر. (٤) وروى السُّلمي عن الإمام جعفر الصادق ﷺ: أن معناه يا سيّد، (٥) ورجّح الزَّجَاج: أن عناه يا محمّد، (١) وقال كعب: هو قَسَمٌ أقسم الله به (٧) ولا شك بأن

⁽١) ذكره القرطبي في الجامع لأحكام القرآن، ١٥/ ٤؛ والأندلسي في المحرر الوجيز في تفسير الكتاب العزيز، ٤/ ٤٤٥؛ والثعالبي في الجواهر الحسان، ٤/ ٢-٣.

⁽٢) الصافات، ٣٧/ ١٣٠.

⁽٣) ذكره القرطبي في الجامع لأحكام القرآن، ١٥/ ٤.

⁽٤) ذكره البغوي في معالم التنزيل، ٤/ ٥؛ والقرطبي في الجامع لأحكام القرآن، ١٥/ ٤؛ والشوكاني في فتح القدير، ٤/ ٣٦٠.

⁽٥) رواه السلمي في التفسير، ٢/ ١٧١؛ وذكره القرطبي في الجامع لأحكام القرآن، ١٥/ ٥؛ والشوكاني في فتح القدير، ٤/ ٣٦٠.

⁽٦) ذكره القرطبي في الجامع لأحكام القرآن، ١٥/ ٥.

⁽٧) ذكره القرطبي في الجامع لأحكام القرآن، ١٥/ ٥.

اے میری جان! آل کیمین (اہلِ بیت رسول ﷺ) کی محبت کے سوا مجھے کسی کی محبت کے سوا مجھے کسی کی محبت میں مشقت کے ذریعہ نہ آزمانا۔

میں (آلِ یاسین) استعال کیا ہے جو ﴿ يسَ ﴾ سے حضور ﷺ کے مراد ہونے ير دليل ہے۔

اس پر اللہ رب العزت کا یہ ارشاد بھی دلیل ہے: ﴿ سَلَمُ عَلَیۡ إِلَٰ يَاسِينَ ﴾ یعنی سلام ہو آل محمد ہے پر۔ جیسا کہ حضرت زید بن علی، حضرت نافع اور حضرت ابن عامر کی قراءت میں ہے۔ الواحدی نے حضرت عبد اللہ بن عباس ہے ہوایت کیا کہ انہوں نے فرمایا: اس سے مراد یا انسان لیعنی یا محمد ہے۔ اور ابو بکر الوراق نے فرمایا: اس کا معنی یا سید البشر ہے۔ امام السلمی نے حضرت امام جعفر الصادق سے روایت کیا کہ اس کا معنی ہے: یا سید۔ اور الزجاج نے اس کے معنی 'یا محمد ہے' کو ترجیح دی ہے۔ اور حضرت امام ہیں کہ ﴿ وَالْقُرْءَانِ الْحَدِیمِ ﴾ میں واو قسم کے لیے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ ﴿ وَالْقُرْءَانِ الْحَدِیمِ ﴾ میں واو قسم کے لیے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ ﴿ وَالْقُرْءَانِ الْحَدِیمِ ﴾ میں واو قسم کے لیے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ ﴿ وَالْقُرْءَانِ الْحَدِیمِ ﴾ میں اس کا معنی ہے: یا سید! یا محمد میں آپ کی اور آپ کو دی گئی کتاب یعنی قرآنِ مجید کی قسم کھاتا ہوں یا محمد اور افضل ترین (نبی و) رسول ہیں۔

'الواو' في ﴿ وَٱلْقُرُءَانِ ٱلْحَكِيمِ ﴾ قسمٌ أو أنه مُقسَم به فمعناه: يا سيّد، يا عمّد، أقسم بك وبكتابك القرآن، ﴿ إِنَّكَ لَمِنَ ٱلْمُرْسَلِينَ ﴾ أي إنّك أكمل الرّسل وأفضل الكلّ.

وذكر القشيري معناه: يا سيد، ويقال: 'الياء' في (يس) تشير إلى يوم الميثاق، (١) فمعناه: يا سيّد الرّسل، أقسم بيوم الميثاق، (إِنَّكَ لَمِنَ ٱلْمُرْسَلِينَ)، وأقسم بالقرآن الحكيم، إنّك (عَلَى صِرَطِ مُسْتَقِيمِ). (٢)

⁽۱) ذكره القشيري في التفسير، ٣/ ٧٤.

⁽۲) یس، ۳٦/ ٤.

امام القشيرى نے بيان فرمايا: اس كا معنی ہے: 'يا سيد' اور يہ بھى كہا جاتا ہے كہ ﴿ يِسَ ﴾ ميں 'يا' يوم ميثاق كى طرف اشارہ كرتى ہے۔ پس اس كا معنی ہوگا! يَا سَيِّدَ الرُّسُلِ (اے تمام رسولوں كے سردار)! ميں يوم ميثاق كى قسم كھاتا ہوں كہ ﴿ بِ شُك آپ مرسلين ميں سے بيں ﴾ اور قرآن حكيم كى قسم كھاتا ہوں كہ ﴿ بِ شُك آپ ﴿ صراطمتنقيم پر قائم بيں ﴾۔

٥-٦. ﴿ صَّ وَٱلْقُرْءَانِ ذِي ٱلذِّكْرِ ۞ بَلِ ٱلَّذِينَ كَفَرُواْ فِي عِزَّةٍ وَصَالَّ وَالْقُرْءَانِ ذِي ٱلذِّكْرِ ۞ بَلِ ٱلَّذِينَ كَفَرُواْ فِي عِزَّةٍ وَصَالَّ وَشِقَاقٍ ﴾ (١)

وكذلك أقسم الله تعالى في سورة 'ص' بقوله: ﴿ضَّ وَٱلْقُرْءَانِ ذِي ٱلذِّكْرِ۞ بَلِ ٱلَّذِينَ كَفَرُواْ فِي عِزَّةٍ وَشِقَاقٍ﴾. (٢)

قال الضّحاك في روايةٍ عنه ﴿صَّ﴾ إنّه قَسَمٌ أقسم الله به؛ وكما قال البغوي، والقرطبي، والقشيري، والواحدي، وابن القيم وغيرهم.

وروى ابن عباس ﴿ : ﴿ صَ ﴾ معناه: صَدَقَ محمَدُ الله الله عباس الله عباس الله عبال في القرآن، البغوي والخازن: ﴿ وَٱلْقُرْءَانِ ذِي ٱلذِّكْرِ ﴾: أقسم الله عبال في القرآن،

⁽۱) ص، ۳۸/ ۱-۲.

⁽۲) ص، ۳۸/ ۱-۲.

⁽٣) ذكره البغوي في معالم التنزيل، ٤/ ٤٧؛ والقرطبي في الجامع لأحكام القرآن، ١٥/ ١٤٣؛ والقشيري في التفسير، ٣/ ٩٨؛ والواحدي في التفسير، ٢/ ٩١٨؛ وابن القيم في التبيان في أقسام القرآن/ ٨.

⁽٤) ذكره البغوي في معالم التنزيل، ٤/ ٤٧؛ والسمعاني في التفسير، ٤/ ٤٢٣.

٣-١. ﴿ صَ ۚ وَٱلۡقُرۡءَانِ ذِى ٱلذِّ كُرِ ۞ بَلِ ٱلَّذِينَ كَفَرُواْ فِي عِزَّةِ وَشِقَاقٍ ﴾

اسی طرح اللہ تبارک وتعالیٰ نے سورۃ 'ص' میں اپنے اس ارشاد کے فرایع قسم کھائی ہے: ﴿ صِّبِ۔ (حقیقی معلیٰ اللہ اور رسول ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں) ذکر والے قرآن کی قسم۔ بلکہ کافر لوگ (ناحق) حیّت و تکبّر میں اور (ہمارے نبی ﷺ کی) مخالفت و عدادت میں (مبتلا) ہیں ﴾۔

الضحاك سے مروى ہے كہ انہوں نے فرمایا: '﴿ضَ ﴾ ایک قسم ہے جو اللہ تعالى نے كھائى ہے۔' بغوى، قرطبى، قشرى، واحدى اور ابن القيم وغير ہم نے بھى يہى كھا ہے۔

حضرت (عبد الله) بن عباس ﷺ نے روایت کیا کہ ﴿ صَ ﴾ کا معنی ہے:
محمد ﷺ نے سِج فرمایا۔ بغوی اور خازن نے فرمایا کہ ﴿ وَٱلْقُرْءَانِ ذِی ٱلذِّکْرِ ﴾
کے ذریعے الله تعالی نے قرآن مجید میں قسم کھائی کہ یقیناً محمد ﷺ صادق ہیں،
اور آیت کا مجازیہ ہے کہ الله رب العزت نے ﴿ صَ وَٱلْقُرْءَانِ ذِی ٱلذِّکْرِ ﴾
کے ذریعے قسم کھائی کہ اہل مکہ میں سے وہ لوگ جو کافر ہوئے وہ ﴿ فِی عِزَّةِ ﴾
لینی دور جاہلیت کی حمیت اور حق سے تکبر میں مبتلا ہیں اور ﴿ وَشِقَاقِ ﴾ لینی دور جاہلیت کی حمیت اور حق سے تکبر میں مبتلا ہیں اور ﴿ وَشِقَاقِ ﴾ لینی کھر ﷺ کی مخالفت و عداوت میں گے ہوئے ہیں۔

بأنّ محمدًا و لصادقٌ، (() ومجاز الآية: أنّ الله تعالى أقسم بـ: ﴿ صَّ وَالْقُرْءَانِ ذِي ٱلذِّكْرِ بَلِ ٱلَّذِينَ كَفَرُواْ ﴾ من أهل مكّة ﴿ فِي عِزَّةِ ﴾ أي حميّةٍ جاهليةٍ وتكبّرٍ عن الحق، ﴿ وَشِقَاقٍ ﴾ أي خلافٍ وعداوةٍ للمحمّد هي.

وقال القرطبي: وله في ذلك ثلاثة مذاهب، وأحدهُنّ: إنّه قَسَمٌ وقيل معناه: 'صَادَ' محمّدٌ في قلوبَ الخلق واستعمالها، حتّى آمنوا به، (۲) وقال: ﴿ وَٱلْقُرْءَانِ ذِى ٱلِّذِكْرِ ﴾ أي ما الأمر كما يقولون مِنْ أنّك ساحرٌ كذّابٌ، لأنّهم يعرفونك بالصّدق والأمانة، بل هم في تكبّر وامتناع عن قبول الحق. (۳)

وهناك بعضُ ملاحظات في هذه الآيات: ﴿ صَّ وَٱلْقُرُءَانِ ذِى الدِّكْرِ فَ بَلِ ٱلَّذِينَ كَفَرُواْ فِي عِزَّةٍ وَشِقَاقٍ ﴾ وقوله: ﴿ صَ ﴾ يكون هذا النوع بحرفِ الْقَسَم مجرّدًا، وجواب القسم فيه محذوفٌ، ولا يُرادُ ذكره، بل يُرادُ تعظيم الـمُقسمِ به، فَحُذِفَ جوابُ القسم في القرآن في مواضع كثيرةٍ.

⁽١) ذكره البغوي في معالم التنزيل، ٤/ ٤٧؛ والخازن في لباب التأويل، ٤/ . ٣٠

⁽٢) ذكره القرطبي في الجامع لأحكام القرآن، ١٥٨/ ١٤٣.

⁽٣) ذكره القرطبي في الجامع لأحكام القرآن، ١٥٨/ ١٤٤.

امام قرطبی نے کہا کہ ان کے نزدیک اس میں تین مذاہب ہیں: ان میں سے ایک مذہب یہ ہے کہ یہ قسم ہے۔ کہا گیا کہ اس کا معلیٰ صَادَ ' یعنی محمہ کے فیات کے فیلوقِ خدا کے دل موہ لیے اور ان کو اس طرح مسخّر فرما لیا کہ وہ آپ کے فیلوقِ خدا کے دل موہ لیے اور ان کو اس طرح مسخّر فرما لیا کہ وہ آپ پر ایمان لے آئے۔ پھر ارشاد فرمایا: ﴿وَالْقُورَةَانِ ذِی اللّٰهِ کُورِ ﴾ یعنی بات یہ نہیں جیسا کہ وہ کہہ رہے ہیں کہ (نعوذ بالله) آپ کے طور پر پیچانتے ہیں، ہیں کیونکہ وہ تو آپ کے کو صدافت و امانت کے پیکر کے طور پر پیچانتے ہیں، بلکہ (حقیقت یہ ہے کہ) وہ قبولِ حق میں تکبّر اور انحراف کا شکار ہیں۔

ان آیات ﴿ ص ﴿ (حقیقی معنی الله اور رسول ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں) ذکر والے قرآن کی قسم۔ بلکہ کافر لوگ (ناحق) حمیّت و تکبّر میں اور (ہمارے نبی ﷺ کی) مخالفت و عداوت میں (مبتلا) ہیں ﴾۔ میں بعض قابلِ توجہ باتیں ہیں۔ الله تعالیٰ کے فرمانِ ﴿ صَ ﴾ میں قسم کی ایمی نوع ہے جو حرفِ قسم کے بغیر ہے۔ اِس کا جوابِ قسم بھی مخذوف ہے اور اس کا ذکر مقصود نہیں ہے، بلکہ مُقْسَم بِهِ (نبی اکرم ﷺ) کی عظمت کا إظهار مقصود ہے۔ پس قرآن کریم میں بہت سارے مقامات پر جوابِ قسم کو مخذوف کیا گیا ہے۔

قال ابن القيم: هذا القسم كقول مَنْ حَلَفَ بشخص أَنَّهُ يُحبُه، ويُعظِّمُهُ، فقال: والذي ملأ قلبي مِن محبّتك وإجلالك ومهابتك. (۱) وكمن أراد أَن يُقْسِمَ على عُلُوِّه تعالى فوق عرشه، فقال: والّذي استوى على عرشه، فوق سماواته، يصعد إليه الْكَلِمُ الطيّب، وتُرفَعُ الله الأيدي، وتعرج إليه الملائكة والرّوح، ونحو ذلك لم يحتج إلى جواب القسم، وكان في المُقسَم به ما يدل على المُقسَم عليه. فإنَّ في المُقسم به مِنْ تصديق النبي محمد وصفه بأنّه ذو الذكر، والشرف، والمحادقُ، وتصديق القرآن وتعظيمه ووصفه بأنّه ذو الذكر، والشرف، والمحانة المتضمّن لتذكير العباد ما يحتاجون إليه، وهذا الإظهار والعَظَمة لهما، وهذا ما يدلّ على المُقْسَم عليه.

وهذا قول كثير مِنَ الـمُفسِّرين، متقَدِّميهم ومتأخّريهم بأنّ الجواب محذوف. وقال أبو القاسم الزَّجَّاج: قال النحويّون: إنَّ 'بل' فِي ﴿ بَلِ ٱلَّذِينَ كَفَرُواْ ﴾، تقع في جواب القَسَم كما تقع 'إنّ '

⁽١) ذكره ابن القيم في التبيان في أقسام القرآن/ ٨-٩.

علامہ ابن القیم نے کہا ہے: یہ قسم اس شخص کے قول کی طرح ہے جس نے کسی شخص کی قسم اٹھائی کہ وہ اس سے محبت کرتا ہے اور اس کی تعظیم کرتا ہے۔ چنانچہ اس نے یوں کہا: اس شخص کی قسم جس کی محبت، تعظیم اور میبت نے میرے دل کو لبریز کر دیا ہے، یا یہ اس شخص کی قسم کی طرح ہے جس نے عرش پر اللہ تعالیٰ کے عُلّو کی قسم اٹھانے کا ارادہ کیا اور کہا: قسم ہے اس ذات کی جس نے آسانوں کے اوپر اینے عرش پر اِستواء فرمایا، اُس کی طرف یا کیزہ کلمات بلند ہوتے ہیں، (دعا کے وقت) ہاتھ اُسی کی طرف اٹھائے جاتے ہیں، ملا تکہ اور روح القدسِ (جبریل امین ﷺ) اُسی کی طرف بلند ہوتے ہیں۔ اس طرح کی قسم جواب قسم کی محتاج نہیں ہوتی، اور مُقْسَم بهِ میں ہی وہ شے موجود ہوتی ہے جو مُقْسَم عَلَيهِ ير دلالت كرتى ہے۔ بے شك مُقْسَم بهِ ميں حضور نبی اکرم علی کی تعظیم کا یہ وصف ہے کہ آپ علی صادق ہیں، اور قرآن کریم کی تصدیق و تعظیم قرآن کریم کے اس وصف کی بنا پر ہے کہ یہ نصیحت کرنے والا اور شرف و بزرگی والا ہے اور یہ بندوں کو وہ سب کچھ یاد دلاتا ہے جس کے وہ مختاج ہوتے ہیں۔ یہ انداز حضور نبی اکرم ﷺ اور قرآن حکیم کے شرف و فضیلت، قدر و منزلت اور عظمت و رِفعت کے اظہار کے لیے ہے اوریہ ہے جو مُقْسَم عَلَيهِ پر ولالت كرتا ہے۔

متقدمین و متاخرین میں سے کثیر مفسرین کا یہ قول ہے کہ یہاں جوابِ
قَم مخدوف ہے۔ ابو القاسم الزجاج نے فرمایا: نحویوں نے کہا ہے کہ ﴿بَلِ
اللَّذِینَ کَفَرُواْ ﴾ میں کلمہ بل جوابِ قسم میں واقع ہوا ہے، جیسے کہ إِنَّ جوابِ
قسم کے لیے استعال ہوتا ہے کیونکہ اس سے مراد خبر کی تاکید ہے۔ امام ابو
حاتم سہیل بن محمد نے اس قول کو اختیار کیا ہے اور اسے اخفش نے اہل کوفہ

لأنَّ الـمراد بها توكيد الخبر، وهذا القول اختيار أبي حاتم (سهل بن محمد)، وحكاه الأخفش عن الكوفييّن (۱) وقال الفَرَّاء: ﴿صَ ﴾ جواب القسم، فهي جواب لقوله: ﴿وَٱلْقُرْءَانِ ﴾. (۲)

وذكر الشّوكاني عن عطاء أيضاً: ﴿ضَ معناه صَدَقَ محمّدٌ فَيَهُ مَا الشّوكاني عن عطاء أيضاً: ﴿ اللَّهُ وَالِ ذِى اللَّهُ كُرِ ﴾، إنّه ليمعجزُ ، أو الواجب العمل به ، أو أن محمّدًا لصادقُ.

وذكر البيضاوي وجهًا آخر في ﴿صَّ﴾ وقال: 'الواو' في قوله: ﴿وَٱلْقُرْءَانِ﴾ للقسم، إن جعل ﴿صَّ﴾ اسمًا للحرف مذكورًا للتحدي أو للرّمز بكلام، مثل: صِدْق محمّدٍ (') ﴿ أَو الواو للعطف إن جعل مُقْسَمًا به، أي: أقسمت بـ: ﴿صَّ ﴾ وَبـ: ﴿وَٱلْقُرْءَانِ ذِى ٱلذِّكْرِ ﴾، والجواب محذوف، دلّ عليه ما في 'ص' من الدلالة على التحدي كما ذكرناه متقدّمًا.

وفي الوجه الأول يكون معنى الآية: أي أقسم بالقرآن ذي الذّكر، والشرف، والرفعة إنّه لـمعجزٌ وإنّ محمّدًا لصادقٌ فيما يدَّعِيه مِنَ

⁽١) ذكره ابن القيم في التبيان في أقسام القرآن/ ٩.

⁽٢) ذكره البغوي في معالم التنزيل، ٤/ ٤٧.

⁽٣) ذكره الشوكاني في فتح القدير، ٤/ ١٩.٤.

⁽٤) ذكره البيضاوي في أنوار التنزيل، ٥/ ٣٤.

سے حکایت کیا ہے۔ اور الفراء نے کہا کہ ﴿ضَ ﴾ جواب قسم ہے۔ پس یہ ارشاد باری تعالی ﴿وَٱلْقُرْءَانِ ﴾ کا جواب ہے۔

شوکانی نے حضرت عطاء سے بھی بیان کیا ہے کہ ﴿ضَ ﴾ کا معنی حضرت محمد ﷺ کا صدق ہے۔ یعنی میں ﴿ضَ ﴾ کی اور ﴿ وَٱلْقُرْءَانِ ذِی ٱلذِّکْرِ ﴾ کی قسم کھاتا ہوں کہ بے شک یہ قرآن اعجاز والا ہے یا یہ واجب العمل ہے لینی اس قرآن مجید پر عمل واجب ہے یا یہ کہ محمد ﷺ یقیناً صادق ہیں۔

اور بیناوی نے ﴿ صَ ﴾ کی ایک اور توجیہ بیان کرتے ہوئے کہا کہ ارشاد باری تعالی ﴿ وَٱلْقُرْءَانِ ﴾ میں 'واو' قسم کے لیے ہے؛ اگر ﴿ صَ ﴾ کو اس حرف کا اسم بنایا جائے جو تحدی اور چیلنج کے لیے یا کلام میں رمز و اشارہ کے لیے مذکور ہے، مثلاً صدقِ محمہ ﷺ لیکن اگر اسے مُقْسَم بِهِ بنایا جائے تو یہ 'واو' مطف کے لیے ہے۔ یعنی میں ﴿ صَ ﴾ اور ﴿ وَٱلْقُرْءَانِ ذِی ٱلذِ کُرِ ﴾ کی قسم کھاتا ہوں۔ یہاں جوابِ قسم محذوف ہے جس پر ﴿ صَ ﴾ میں موجود تحدی و چیلنج پر دلالت کر رہی ہے جیسا کہ ہم نے پہلے بیان کیا ہے۔

اور وجہ اوّل میں آیت مبار کہ کا معنیٰ یہ ہوگا: لیعنی میں ذکر، شرف اور رفعت والے قرآن مجید کی قسم کھاتا ہوں کہ وہ یقیناً معجزہ ہے اور بے شک محمد کھی اپنے دعوی نبوت میں صادق ہیں اور بے شک وہ اپنے رب کریم کی طرف

النبّوة، وإنّه مرسلٌ مِن ربّه إلى الأسود والأحمر، وإنّ كتابه الله المُنزّل من عنده تعالى. ولحما كان الإقسام دالًا على صدق نبي وصدق كتابٍ وأنّه ليس بمحل للرّيب لأنّه تعالى قال مُبَيّنًا للسّبَبِ الحقيقيّ في كفرهم: ﴿ بَلِ ٱلَّذِينَ كَفَرُواْ فِي عِزّةٍ وَشِقَاقٍ ﴾ (١) وهو مجرّد الخصام، والشّقاق، والحميّة، والعداوة معناه: بل كَذَّبُوا لـمُشَاقَّتِهِمْ لرسول الله وحرصهم على عداوته ومخالفته.

ذكر أبو حيّان في 'البحر': قال الفرّاء وثعلب: بأنّ المعنى: والقرآن لقد صَدَقَ محمدٌ هي، وهذا مبني على جواز تقديم جواب القسم. (۲)

وقال ابن عطية وابن مالك: أنّ جواب القسم محذُوْفٌ، وتقدير الكلام يكون: ما الأمر كما تزعمون، (٣) ودلّ على هذا المحذوف قوله: ﴿ بَلِ ٱلَّذِينَ كَفَرُواْ ﴾.

⁽۱) ص، ۳۸/ ۲.

⁽٢) ذكره أبوحيان في البحر المحيط، ٧/ ٣٨٣.

⁽٣) ذكره الآلوسي في روح المعاني في تفسير القرآن العظيم والسبع المثاني، ٢٣/ ١٦٢.

سے ہر گورے و کالے اور سرخ و سفید کی طرف مبعوث فرمائے گئے ہیں۔
یقیناً آپ کی کتاب، اللہ رب العزت کی طرف سے آپ کی پر اتاری گئی
ہے۔ جب یہ قسم کھانا نبی مکرم کی کی صدافت اور کتابِ مبین کی سچائی پر دلالت کر رہا ہے اور یہ کہ یہاں کی قسم کے شک و شبہ کا موقع و محل نہیں ہے کیونکہ اللہ رب العزت نے ان کے کفر کا حقیق سبب بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: ﴿ بَلِ ٱلَّذِینَ کَفَرُواْ فِی عِزَّةِ وَشِقَاقِ ﴾ یعنی وہ صرف خصومت، خالفت، حمیت اور عداوت ہے تو اس کا معنی یہ ہوا کہ انہوں نے رسولِ مکرم ابو کیان اندلی نے البحر المحیط میں الفراء اور ثعلب کا قول بیان فرمایا ہے کہ آیتِ مبارکہ کا معنی ہے: قرآن مجید کی قسم! یقیناً حضرت محمد فرمایا ہے کہ آیتِ مبارکہ کا معنی ہے: قرآن مجید کی قسم! یقیناً حضرت محمد فرمایا ہے کہ آیتِ مبارکہ کا معنی ہے: قرآن مجید کی قسم! یقیناً حضرت محمد فی نے بھی فرمایا۔ یہ معنی جوابِ قسم کو مقدم لانے کے جواز کی بناء پر ہے۔

ابن عطیہ اور ابن مالک نے کہا کہ جوابِ قیم مخدوف ہے اور تقدیر کلام یوں ہوگ: 'حقیقتِ اُمر یول نہیں جیسے تم گمان کرتے ہو۔' اس مخدوف جوابِ قیم پر اللہ رب العزت کا یہ ارشاد گرامی دلالت کرتا ہے: ﴿بَلِ ٱلَّذِينَ كَمَا مُولُوا ﴾۔

وقال الزنخشري: أنّه لـمعجزُّ، (۱) وقال أبو حيّان: إِنَّكَ لَمِنَ الْـمُرْسَلِيْنَ، وقال نظيره: ﴿ يَسَ ۞ وَٱلْقُرْءَانِ ٱلْحُكِيمِ ۞ إِنَّكَ لَمِنَ الْـمُرْسَلِيْنَ، وقال نظيره: ﴿ يَسَ ۞ وَٱلْقُرْءَانِ اللّهِ كَاللّهِ وَالسّرِف ٱلْمُرْسَلِينَ ﴾ (٢) والـمراد بكون القرآن ذي الذّكر، أي ذي الشرف لِأنّه قال تعالى: ﴿ وَإِنَّهُ وَلَيْكُرُ لَكَ وَلِقَوْمِكَ ﴾ (٤) وقال: ﴿ وَهَنذَا ذِكُرُ مُّبَارَكُ ﴾ (م) .

وقال القتيبي: ورد 'بُلْ' لتدارك كلامٍ ونفي آخر، ومجاز الآية: إن الله أقسم بـ: ﴿ صَّ وَٱلْقُرُءَانِ ذِى ٱلذِّكْرِ ﴾، إنّ الذين كفروا مِنْ أهل مكّة في عزّةٍ، وحميّةٍ جاهليّةٍ، وتكبّرٍ عن الحق، شقاق خلاف وعداوةٍ لمحمّدٍ على . (٢) فأقسم الله تعالى بصِدْقِ محمدٍ في وشأنه وشَرَفِ القرآن ومكانته للرّد على زعم الكفار، وذَكَر زعمهُمْ: ﴿ وَعَجِبُواْ

⁽١) ذكره الزمخشري في الكشاف عن حقائق غوامض التنزيل، ٤/ ٧٢.

⁽۲) یس، ۳٦/ ۱-۳.

⁽٣) ذكره أبوحيان في البحر المحيط، ٧/ ٣٨٣.

⁽٤) الزخرف، ٤٤/ ٤٤.

⁽٥) الأنبياء، ٢١/ ٥٠.

⁽٦) ذكره البغوي في معالم التنزيل، ٤/ ٤٧.

الزمخشری نے کہا ہے: 'بے شک یہ اعجاز والا ہے۔' ابو حیان اندلی نے کہا کہ ﴿ بِ شک آپ مکرم رسولوں میں سے ہیں ﴾ جوابِ قسم ہے۔ نیز فرمایا کہ اس کی مثال یہ آیاتِ مبار کہ ہیں: ﴿ یسین، حکمت سے معمور قرآن کی قسم، کہ اس کی مثال یہ آیاتِ مبار کہ ہیں: ﴿ یسین، حکمت سے معمور قرآن کی قسم، بوابِ شک آپ ضرور رسولوں میں سے ہیں ﴾۔ ان آیاتِ مبار کہ میں جوابِ قسم ﴿ إِنَّكَ لَمِنَ ٱلْمُرْسَلِينَ ﴾ ہے۔ اور قرآن مجید کے ﴿ ذِی ٱلذِّ کُرِ ﴾ ہونے سے مراد شرف و فضیلت والا ہونا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے: ﴿ اور یقیناً یہ (قرآن) آپ کے لیے اور آپ کی امت کے لیے عظیم شرف ہے ﴾۔ نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ یہ (قرآن) برکت والا ذکر ہے ﴾۔

المقتیبی نے بھی 'الاویل' میں کہا کہ ﴿بَل ﴾ ایک کلام کے تدارک اور دوسرے کی نفی کے لیے وارد ہوا ہے۔ سو آیت کا معنیٰ یہ ہوگا کہ اللہ رب العزت نے ﴿صَ ﴾ اور ﴿الْفُرْءَانِ ذِی اُلذِّ کُرِ ﴾ کی قسم کھائی کہ بے شک اللہ میں سے جن لوگوں نے کفر کیا؛ وہ تکبر، حمیتِ جابلی اور قبولِ حق سے تکبر و انحراف اور حضرت محمد ﷺ سے مخالفت و عداوت میں مبتلا ہیں۔ پس اللہ رب العزت نے کفار کے اس باطل گمان کو رد کرنے کے لیے حضرت محمد ﷺ کی صداقت اور آپ ﷺ کی عظمتِ شانِ اور قرآن مجید کے شرف و فضیلت اور اس کے بلند و عالی مقام و حیثیت کی قسم کھائی اور کفار کے اس زعم باطل کو بیان کرتے ہوئے فرمایا: ﴿اور انہوں نے اس بات پر تعجب کیا کہ ان باطل کو بیان کرتے ہوئے فرمایا: ﴿اور انہوں نے اس بات پر تعجب کیا کہ ان کے پاس اُن ہی میں سے ایک ڈر سانے والا آگیا ہے ﴾۔ پھر اللہ رب العزت نے ان کے گمان اور تعجب کو اپنے اس ارشاد گرامی کے ذریعے ردّ فرمایا: ﴿کیا نُن کی میں ہے بہت عطا ان کے پاس آپ کے رب کی رحمت کے خزانے ہیں جو غالب ہے بہت عطا فرمانے والا ہے ؟﴾

أَن جَآءَهُم مُّنذِرٌ مِّنْهُمُ ﴾. (١) فَرَدَّ الله زعمَهَمُ وتَعجُّبَهُمْ بقوله: ﴿أَمْ عِندَهُمْ خَزَآيِنُ رَحْمَةِ رَبِّكَ ٱلْعَزِيزِ ٱلْوَهَّابِ ﴾. (٢)

لما حكي عن الكفّار في كونهم ﴿ فِي عِزَّةٍ وَشِقَاقٍ ﴾ (أ) أَتْبَعَهُ بشرح كلماتهم الفاسدة فقال: ﴿ وَعَجِبُوۤا أَن جَآءَهُم مُّنذِرُ مِّنْهُم ﴾ أنهم زعموا أن محمّدًا على مُسَاوٍ لَنَا في الخِلقة الظّاهرة، والنسب، والشّكل والصّورة البشرية، فكيف يُعْقَلُ أَن يُخْتَصَّ مِنْ بيننا بهذا المنصب العالي؟ وهو يَدْعُوهم إلى التّوحيد، والترغيب في الآخرة، وقوله في ردّهم: ﴿ أَمْ عِندَهُمْ خَزَآبِنُ رَحْمَةٍ رَبِّكَ ﴾ (أ) يعني مفاتيح نعمة ربّك والنبوّة يعطونها من شاءوا ولمِنْ أرادوا، ونَظِيْرُه: ﴿ أَهُمُ يَقْسِمُونَ رَحْمَتَ رَبِّكَ ﴾ (أ) وقوله تعالى: ﴿ الْعَزِيزِ ٱلْوَهَابِ ﴾ معناه: هو الغالب والمعطي بغير حساب. وهو الّذي له أن يهب كلّ ما يشاء، لمن يشاء، فالنبوّة عطية مِنَ الله تعالى، يتفضّل بها على من يشاء من عباده و لا مانع له و لاحساب عليه.

⁽۱) ص، ۲۸/ ٤.

⁽۲) ص، ۲۸/ ۹.

⁽٣) ص، ٣٨/ ٢.

⁽٤) ص، ۲۸/ ٤.

⁽٥) ص ، ۲۸/ ۹.

⁽٦) الزخرف، ٤٣/ ٣٢.

جب الله رب العزت نے ﴿ فِي عِزَّةِ وَشِقَاقِ ﴾ ك الفاظ سے كفاركى حالت بیان فرمائی که وه ناحق حمیت و تکبر اور حضور ﷺ کی مخالفت و عداوت میں مبتلا ہیں، تو اس کے بعد ان کے خیالات و کلماتِ فاسدہ کی وضاحت کرتے موئ ارشاد فرمایا: ﴿ وَعَجِبُواْ أَن جَاءَهُم مُّنذِرٌ مِّنْهُمْ ﴾ كه انهول نے يه گمان کر لیا ہے کہ حضرت محمد ﷺ ظاہر ی خلقت، نسب، شکل اور صورتِ بشریہ میں ہماری طرح ہیں، تو عقل یہ بات کیسے قبول کر سکتی ہے کہ ہمارے در میان ان کو اس بلند و بالا منصب کے لیے مختص کر لیا جائے؟ حالانکہ وہ انہیں توحید باری تعالیٰ کی طرف دعوت دیتے ہیں اور آخرت کی طرف ترغیب دیتے ہیں۔ الله رب العزت كا ان (كفار) كے رو ميں ارشاد كرامي ہے: ﴿ كيا ان كے ياس غالب اور بہت عطا فرمانے والے آپ کے رب کی رحمت کے خزانے ہیں۔ ﴾ لینی کیا آپ کے رب کی نعمت کی چابیاں اور نبوت ان کے پاس ہیں کہ جسے وہ چاہیں اور جس کا ارادہ کریں اُسے وہ چابیاں اور نبوت دے دیتے ہیں؟ اس کی نظیر اللہ رب العزت کے ارشادات ﴿ کیا وہ آپ کے رب کی رحمت (نبوت) کو یہ لوگ تقییم کرتے ہیں؟ ﴾ اور ﴿ ٱلْعَزِيزِ ٱلْوَهَّابِ ﴾ ہیں۔ اس کا معنی ہے کہ وہ غالب اور بغیر حساب کے عطا فرمانے والا ہے۔ اور اللہ رب العزت ہی ہے جس کے اختیار میں ہے کہ وہ جسے جو کچھ عطا فرمانا چاہتا ہے عطا فرما دیتا ہے۔ ایس نبوت خالصتاً اللہ تعالیٰ کی عطا ہے، جس کے ذریعے اپنے بندوں میں سے جسے حیاہتا ہے فضیات عطا فرما دیتا ہے۔ اس پر اُسے کوئی روکنے والا ہے نہ اس ير اس سے كوئى حساب لينے والا ہے۔

فالحاصل أنّ سياق الكلام أيضًا يقتضي بأن القسم هو لِصِدْق نبوّة محمّدٍ هي فبدأ الله تعالى هذه السُّورة بالإقسام لِعَظَمة النبوّة، وهي وهي النبوّة السمحمّدية هي، وختمها أيضًا بذكر عَظَمَةِ النبوّة، وهي نبوّة آدم هي وذكر في البداية ردًّا على الكفّار والمشركين، الّذين كذّبوا سيّدنا محمّدًا هي لشقاقهم وعداوتهم واستكبارهم له وذكر في النبهاية أيضًا ردًّا على إبليس، الّذي أنكر السُّجُودَ لآدم واستكبر، فلذلك ﴿كَانَ مِنَ ٱلْكَفِرِينَ ﴾. (١)

فسأله عن إنكاره على التعظيم لنبوّة آدم ﴿ يَكُ بِشكل السّجود مشافهة بقوله: ﴿ يَكَإِبُلِيسُ مَا مَنَعَكَ أَن تَسَجُدَ لِمَا خَلَقُتُ بِيَدَيُّ مَشافهة بقوله: ﴿ يَكَإِبُلِيسُ مَا مَنَعَكَ أَن تَسَجُدَ لِمَا خَلَقْتَنِي مِن نَارِ أَسْتَكُبَرُتَ أَمْ كُنتَ مِن الْعَالِينَ ﴿ قَالَ أَنا خَيْرٌ مِنْهُ خَلَقْتَنِي مِن نَارِ وَخَلَقْتَهُ و مِن طِينِ ﴿ قَالَ فَا خُرُجُ مِنْهَا فَإِنَّكَ رَجِيمٌ ﴿ وَإِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِي إِلَى يَوْمِ الدِّينِ ﴿ قَالَ فَا خُرُجُ مِنْهَا فَإِنَّكَ رَجِيمٌ ﴿ وَإِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِي إِلَى يَوْمِ الدِّينِ ﴿ قَالَ وَإِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِي إِلَى يَوْمِ الدِّينِ ﴿ قَالَ وَإِنَّ عَلَيْكَ مَنْ اللّهُ عَلُومِ ﴾ لَوْقُتِ الْمُعْلُومِ ﴿ قَالَ فَبِعِزَتِكَ لَأُغُوينَنَهُمُ اللّهُ عَلَيْكِ مِنْ اللّهُ عَلَى اللّهُ وَاللّهُ عَلَى اللّهُ عَلَيْلُ اللّهُ عَلَى اللّهُ اللّهُ عَلَى اللّهُ عَلَى اللّهُ عَلَى اللّهُ عَلَى اللّهُ عَلَى اللّهُ اللّهُ عَلَى اللّهُ اللّهُ اللّهُ عَلَى اللّهُ عَلَى اللّهُ اللّهُ عَلَى اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ عَلَى اللّهُ الللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ الللّهُ اللّهُ الللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ الللّهُ الللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ الللّهُ الللللّهُ الللّهُ الللّهُ اللللّهُ اللّهُ الللّهُ الل

⁽۱) ص، ۳۸/ ۷۶.

⁽۲) ص، ۳۸/ ۲۵–۸۳.

پس حاصل کلام یہ ہوا اور سیاقِ کلام بھی اس کا تقاضا کرتا ہے کہ قسم حضرت مجمد کے نبوت کی صدافت کے اظہار کے لیے ہے۔ پس اللہ رب العزت نے اس سورۃ مبار کہ کا آغاز بھی عظمتِ نبوت کے اظہار کے لیے قسمول سے فرمایا، اور یہ نبوتِ مجمدی ہے اور اس کا اختتام بھی عظمتِ نبوت کے بیان سے فرمایا جو کہ نبوتِ سیدنا آدم کے بیان سے فرمایا جو کہ نبوتِ سیدنا آدم کے بیان کفار و مشرکین کا ردّ فرمایا جنہوں نے سیّدنا محمد کی واتِ مبار کہ کی ابتداء میں ان کفار و مشرکین کا ردّ فرمایا جنہوں نے سیّدنا محمد کی واتِ مبار کہ کے ساتھ مخالفت، دشمنی اور آئبر کی وجہ سے آپ کی کندیب کی اور اس سورہ کے اختتام پر بھی شیطان لیمنی المیس کا ردّ فرمایا جس نے سیّدنا آدم کی کو سجدہ کرنے سے انکار کیا اور آئبر کا اظہار کیا۔ اسی لیے ﴿ وہ کافروں میں سے ہو گیا ﴾۔

پس اللہ رب العزت نے سیّدنا آدم ﷺ کی نبوت کی تعظیم، جو آپ کو سیدہ کرنے کی صورت میں تھی، کے انکار پر شیطان سے براہ راست اپنے اس ارشاد گرامی کے ذریعے سوال فرمایا: ﴿ اے البیس! تجھے کس نے اس (ہستی) کو سجدہ کرنے سے روکا ہے جسے میں نے خود اپنے دست (کرم) سے بنایا ہے، کیا تو نے (اس سے) تکبر کیا یا تو (بزعم خویش) بلند رتبہ (بنا ہوا) تھا اس نے (نبی کے ساتھ اپنا موازنہ کرتے ہوئے) کہا کہ میں اس سے بہتر ہوں، تو نے گئے آگ سے بنایا ہے۔ ارشاد ہوا: سو تو راس گتا تی بیتر ہوں، تو راس گتا تی جرم میں) یہاں سے نکل جا، بے شک تو مر دود ہے اور راس گتا تی نبیت رہے گی اس نے کہا: اے برورد گار! پھر مجھے اس دن تک میری لعنت رہے گی اس نے کہا: اے پرورد گار! پھر مجھے اس دن تک (زندہ رہنے کی) مہلت دے جس دن لوگ تیروں سے اٹھائے جائیں گے ارشاد ہوا: (جا) بے شک تو مہلت والوں میں قبروں سے اٹھائے جائیں گے ارشاد ہوا: (جا) بے شک تو مہلت والوں میں

وذكر الله تعالى في بداية السورة تعجّبهم بعد الإقسام بصِدْقِ نبوّةِ محمّدٍ على كما قالوا بقوله: ﴿وَعَجِبُوۤاْ أَن جَآءَهُم مُّنذِرٌ مِّنْهُمُ ﴾. (١) وأجابهم الله تعالى في آخر السّورة مرّةً أخرى قبل ذِكْرِ السُّجود لآدم على وإنكار إبليس بقوله تعالى: ﴿قُلْ إِنَّمَاۤ أَنَا مُنذِرٌ ﴾، (١) وقال تعالى: ﴿قُلْ إِنَّمَاۤ أَنَا مُنذِرٌ ﴾، (١) وقال تعالى: ﴿قُلْ مِنْ ضُونَ ﴾. (٣)

وقال أبو حيّان في 'البحر المحيط': الضمير في قوله تعالى: ﴿ قُلُ هُوَ نَبَوُّا ﴾ يعود على ما أخبر النّبي هي مِنْ كونه رسولاً مُنْذرًا، داعِيا إلى الله تعالى... وهو خبرٌ عظيمٌ لا يُعْرِضُ عن مِثله إلاّ غافلٌ شديد الغفلة. (١)

⁽۱) ص، ۳۸/ ٤.

⁽۲) ص، ۳۸/ ۲۵.

⁽۳) ص، ۳۸/ ۲۷–۲۸.

⁽٤) ذكره أبوحيان في البحر المحيط، ٧/ ٤٠٨.

سے ہے اس وقت کے دن تک جو مقرر (اور معلوم) ہے اس نے کہا: سو تیری عزّت کی قسم، میں ان سب لوگول کو ضرور گراہ کرتا رہول گا، سوائے تیرے اُن بندول کے جو پُھنیدہ و برگزیدہ ہیں ﴾۔

اللہ رب العزت نے اس سورہ مبارکہ کی ابتداء میں نبوتِ محمدی کی صداقت کی قسم کھانے کے بعد کفار و مشرکین کے تعجب کو اپنے اس ارشادِ گرامی کے ذریعے بیان فرمایا: ﴿ اور انہوں نے اس بات پر تعجب کیا کہ ان کے پاس اُن ہی میں سے ایک ڈر سنانے والا آگیا ہے ﴾۔ اور اللہ رب العزت نے اس سورۃ کے آخر میں ابلیس کو آدم ﷺ کے لیے سجدہ کرنے کے حکم اور اس کے انکار کے بیان سے پہلے کفار و مشرکین کو ایک مرتبہ پھر اپنے اس ارشاد گرامی کے ذریعے جواب ارشاد فرمایا: ﴿ فرما دیجئے: میں تو صرف ڈر سنانے والا ہوں ﴾۔ نیز ارشاد فرمایا: ﴿ فرما دیجئے: وہ (قیامت) بہت بڑی خبر ہے، تم اس منہ پھرے ہوئے ہو ﴾۔

امام ابو حیان اندلی نے البحر المحیط میں کہا ہے: اللہ رب العزت کے اس ارشاد گرامی ﴿قُلْ هُوَ نَبَوُّا ﴾ میں ضمیر اس خبر کی طرف لوٹ رہی ہے جو حضور ﷺ نے اپنے رسول، ڈر سنانے والا اور اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے والا ہونے کی دی اور یہ وہ خبر عظیم ہے کہ اس جیسی عظیم خبر سے صرف شدید غافل شخص ہی منہ پھیر سکتا ہے۔

وقال المراغى: والمعنى: أي قل لهم يا محمّد: إن ما أنبأتكم به، مِنْ كوني رسولاً مُنْذرًا، ومِن أنّ الله واحدٌ لاشريك له خبرٌ عظيم الفائدة لكم، فهو يُنقذكم مما أنتم فيه من الضلال، لكنَّكم معرضون عنه، لا تفكّرون فيه. (١) فذكر مِن الأدلَّة ما يرشد إلى النبوّة وعظمتها. ثم ذكر بعده بهذه الـمُنَاسَبَةِ قصة الخِلْقِيّةِ الآدميّة وذكر خِلْقته البَشَرِيّةَ وَتَسْوِيَةَ ظاهرها، وخِلْقَتَهُ البَاطِنِيّةَ وَالنَّفخ في بَاطِنِها مِن رُّوحه تعالى. فجعل البشريّة ظاهره والنّورانيّة باطنه، وذكر في هذا المقام أمره بالسَّجود لآدم علي تعظيمًا للنَّبوَّة، فقال: ﴿ فَسَجَدَ ٱلْمَكَ بِكَةُ كُلُّهُمْ أَجْمَعُونَ ﴿ إِلَّا إِبْلِيسَ ٱسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ ٱلْكَافِرِينَ ﴾، (٢) لإبائه وإستكباره عن أمر الله تعالى له بسُجُود آدم عَظِيمًا للنَّبوَّة وتكريمًا لها، بعد أن كان مُسْلمًا مُوَحَّدًا عابدًا لله بنظالي مع الملائكة، نحو ثمانين ألف سَنَةٍ، وطاف بالبيت أربعة عشر ألف عام. لقد أخطأ الشّيطان اللَّعين، حيث خَصَّ الفَضْلَ بما هو مِنْ جِهَةِ المادّةِ والعنصرِ والصُّورةِ الظاهرة، وزلّ عمّا هو مِنْ جِهَةِ الخالق الفاعل المعطى، كما أنبأ قوله تعالى: ﴿ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ ﴾ (٢) وما مِنْ جهةِ الباطن والسّيرة النّورية. كما نبّه عليه قوله

⁽١) ذكره المراغى في التفسير، ٨/ ١٣٦.

⁽۲) ص، ۲۸/ ۲۷–۷۶.

⁽۳) ص، ۳۸/ ۷۰.

المراغی نے کہا ہے: اس کا معنیٰ یہ ہے کہ اے محمد! آپ انہیں فرما دیں کہ میں نے متہیں اپنے رسول ہونے اور ڈر سنانے والا ہونے اور اللہ رب العزت کے وحدہ لا شریك له ہونے كى جو خبر دى ہے يہ تمهارے ليے عظیم فائدے پر مبنی خبر ہے۔ یہ تہہیں اُس صلالت و گر اہی سے بجالے گ جس میں تم پڑے ہوئے ہو، لیکن تم اِس سے منہ پھیرے ہوئے ہو اور اِس میں غور و فکر نہیں کرتے۔ پھر اللہ رب العزت نے ان دلائل کو بیان فرمایا جو نبوت اور اس کی عظمت کی طرف راہنمائی کرنے والے ہیں۔ پھر اس کے بعد اسی عظمت نبوت کی مناسبت سے انسانیت کی تخلیق کا قصہ بیان فرمایا اور ان کی بشریت کو پیدا فرمانے، اس کے ظاہر کو سنوارنے، اس کے باطن کو تخلیق فرمانے اور اس کے باطن میں اپنی روح پھو تکنے کو بیان فرمایا۔ پس اللہ رب العزت نے بشریت کو اُس کا ظاہر اور نورانیت کو اس کا باطن بنایا۔ اس مقام پر نبوت کی عظمت کی خاطر اہلیس کو آدم ﷺ کے سامنے سجدہ کرنے کا حکم بیان فرمایا اور کہا: ﴿ پُس سب کے سب فرشتوں نے بالاجماع سجدہ کیا، سوائے اہلیس کے، اس نے (شان نبوت کے سامنے) تکبر کیا اور کافروں میں سے ہو گیا ﴾۔ آدم ﷺ کو سجدہ کرنے سے انکار اور اللہ رب العزت کے اس حکم سے تکبر و انحراف کی وجہ سے اہلیس کافروں میں سے ہو گیا حالانکہ وہ پہلے مسلمان، توحید یرست اور تمام ملائکه کی معیت میں اُسی ہزار سال تک عبادت گزار رہا تھا اور وه چوده ہزار سال تک بیتِ معمور کا طواف بھی کرتا رہا تھا۔ یقیناً شیطان لعین نے خطا کی جب اس نے فضل و کمال کو اس چیز کے ساتھ مخصوص کیا جس کا تعلق مادی حیثیت، عناصر تر کتیبی اور ظاہری صورت کے ساتھ تھا۔ فضل و کمال کے اصل سرچشمہ کو سمجھنے میں اس سے لغزش ہو گئی کہ یہ حکم اس خالق

تعالى: ﴿ وَنَفَخُتُ فِيهِ مِن رُّوحِ ﴾ (١) وما مِنْ جهة المنزلة العلمية الرفيعة، كما قال تعالى: ﴿ وَعَلَّمَ ءَادَمَ ٱلْأَسُمَآءَ كُلَّهَا ﴾ (٢) وما من جهة النبوّة، وهي الخلافة الإلهية، كما أخبر بقوله: ﴿ إِنِّي جَاعِلٌ فِي ٱلْأَرْضِ خَلِيفَةً ﴾. (٣)

ولذلك أمر الملائكة بسجوده، حين ظهر لهم أنه الله أعلم منهم، وأفضل منهم، وأكرم منهم، وأكمل منهم، وأقرب إليه منهم، وأحب إليه منهم، ولكن الشيطان أنكر واستكبر على عُلُوِّ النبوَّةِ ورفعتها وعَظَمَتِها، فأَبْعَدَهُ الله تعالى عن رحمته وقطع عنه فَيْضَهُ وتوفِيْقَهُ، وجعله مَلْعُوْنًا مَذْمُوْمًا إلى يوم القيامة. فأقسم الشيطان

⁽١) الحجر، ١٥/ ٢٩.

⁽٢) البقرة، ٢/ ٣١.

⁽٣) النقرة، ٢/ ٣٠.

حقیق کا ہے جو فاعل حقیق اور سب کچھ عطا فرمانے والا ہے، جیسا کہ اللہ رب العزت نے اپنے اس ارشاد گرامی کے ذریعے اُسے آگاہ فرمایا: ﴿ جے میں نے خود اپنے دستِ (کرم) سے بنایا ہے۔ ﴾ اور وہ فضل و عظمت کو اس جہت باطنی اور سیرت نورانی کے اعتبار سے دیکھنے میں بھی مٹھوکر کھا گیا، جس سے اللہ رب العزت کے اس ارشاد گرامی نے آگاہ فرمایا: ﴿ اور میں نے اس پیکر (بشری کے باطن) میں اپنی (نورانی) روح پھونک دی۔ ﴾ اور وہ فضیات و عظمت کو اس بلند و رفیع علمی منصب و مقام کے اعتبار سے سمجھنے سے بھی قاصر رہا جس کی نشاندی اللہ رب العزت نے اپنے اس ارشادِ گرامی میں فرمائی: ﴿ اور اللہ ضیات و فضیات کے اعتبار سے بھی جاننے سے قاصر رہا جس شرف کو نبوت کی عظمت و فضیات کے اعتبار سے بھی جاننے سے قاصر رہا جس شرف کو نبوت کی عظمت و فضیات کے اعتبار سے بھی جاننے سے قاصر رہا جس کی خبر اللہ رب العزت نے اپنے اس ارشاد گرامی کے ذریعے عطا فرمائی: ﴿ کہ میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں ﴾۔

شرف و فضیات کی انہی حقیقی جہوں کی وجہ سے اللہ رب العزت نے فرشتوں کو حکم دیا کہ وہ آدم ﷺ کو سجدہ کریں۔ جب ان کے سامنے یہ واضح و ظاہر ہوگیا کہ آدم ﷺ ان سے زیادہ علم والے، ان سے زیادہ فضیلت و ہزرگی والے اور سب سے زیادہ عزت و شرف والے اور ان کے مقابلے میں اللہ رب العزت کا زیادہ قرب اور مقام محبوبیت رکھنے والے ہیں تو وہ سب ان کے سامنے سجدہ ریز ہو گئے۔ لیکن شیطان نے نبوت کی رفعت و عظمت اور علو مرتبت سے انکار کیا تو اللہ رب العزت نے اسے رحمت سے دور کردیا اور اس مرتبت سے انکار کیا تو اللہ رب العزت نے اسے رحمت سے دور کردیا اور اس ملعون اور مذموم بنا دیا۔ اُس وقت شیطان نے اپنی شقاوت و بد بختی کو مکمل ملعون اور مذموم بنا دیا۔ اُس وقت شیطان نے اپنی شقاوت و بد بختی کو مکمل

لِتمام شَقَاوَتِهِ وَقَالَ: ﴿ لَأُغُوبِيَنَّهُمْ ﴾ (١) أي لُأُضِلَّنَّ ذُرِّيَّةَ آدم.

فمعناه: أي لأكونن سببًا لِغِوايتهم وضلالتهم بإدخال الشّكوك والشّبهات فيهم، وبإدخال فكر الإهانة والتَّنْقِيْصِ لِشأن النّبوّة في عقائدهم، كما وقع في أمر ضلالتي، وصدر في أمر غوايتي. وإقسامُه كان بمعنى: لأجعلنّهم المنكرين، والطاعنين، والشّاتمين، والمتنقّصين في شأن النّبوّة والرّسالة، والمستكبرين والمستنكرين على الأنبياء والرسل على عن سبيلِ التشكيك والارتياب في مكانتهم، وعن طريق التقابل والتّساوي معهم، ومن اتّبعوني منهم فَهُمْ يتوجّهون ويُركّزون إلى الصّفات المثليّة والبشريّة في حياة الأنبياء، وينصرفون عن أمور العظمة والفضيلة والمعجزة في حياة الأنبياء، وينصرفون عن أمور العظمة والفضيلة والمعجزة فيهم، ولذلك أقسم الله تعالى بعظمة النبوّة في البداية، وجعل تَنْبيهًا في النهاية، لتأمّل المؤمنين وتفكّر العالمين.

کرتے ہوئے قسم اٹھائی اور کہا: ﴿ اور ان سب کو ضرور گمراہ کر کے رہوں گا۔ ﴾ یعنی میں آدم ﷺ کی اولاد کو ضرور گمراہ کروں گا۔

اس کا معنیٰ یہ ہوا کہ میں ان کے عقائد میں شکوک و شبہات پیدا کر کے اور شان نبوت کے بارے میں اہانت و تنقیص کی سوچ داخل کر کے ان کی غوایت و ضلالت کا ضرور سبب بنول گا۔ جس طرح که میری ضلالت و گمر اہی میں واقع ہوا ہے۔ شیطان کا قسم کھانا اس معلٰی میں تھا کہ میں ہر صورت انہیں عظمت رسالت کا انکار کرنے والے، ان کی شان میں طعنہ زنی کرنے والے، گالی دینے والے، نبوت و رسالت کی شان میں نقص نکالنے والے، اور انبیاء کرام و رُسلِ عظام کے مرتبہ و مقام کے حوالے سے شکوک و شبہات کے ذریعے ان کی عظمتوں کا انکار کرنے والے بنا کر رہوں گا۔ اور انبیاء کرام کے ساتھ برابری اور ہمسری کرنے کے ذریعے انہیں راہِ حق سے بہکا کر رہوں گا۔ ان میں سے جس نے میری پیروی کی وہ انبیاءِ کرام کی حیاتِ مبار کہ میں ان کی صفاتِ بشر می پر اپنی ساری توجه مر کوز ر تھیں گے، اور ان کی عظمت و فضیات اور معجزے کے تمام پہلوؤں سے روگر دانی کرتے رہیں گے۔ اسی لیے الله رب العزت نے سورۃ مبارکہ کے آغاز میں نبوت کی عظمت کی قسم کھائی اور سورت کے آخری حصہ میں اس کو مؤمنین کے تامل اور اہل علم کے تفکر و تدبر کے لیے آگاہی کا ذریعہ بنا دیا۔

٧. ﴿ وَقِيلِهِ ۦ يَكِرَبِّ إِنَّ هَـٰٓ قُلُآءٍ قَوْمٌ لَّا يُؤْمِنُونَ ﴾ (١)

وكذلك أقسم الله تعالى في قوله: ﴿ وَقِيلِهِ عَيْرَبِّ إِنَّ هَلَوُ لَآءِ قَوْمُ لَا يُؤْمِنُونَ ﴾ (٢) فالقيل مصدر كالقول، قال أبو عُبيد: يقال: قلتُ قولًا وقيلًا وقالًا، بمعنى واحد. جاءت المصادر على هذه الأوزان، كما في النساء: ﴿ وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ ٱللَّهِ قِيلًا ﴾ (٣) أي قولاً. قرأ حمزةُ وعاصمٌ بالجرِّ. (فانظروا في قراءات ﴿ وَقِيلِهِ ﴾ (٤): السبعة، والبحر، والحجّة، والتسير والقرطبي وغيرها.) والبعض بالنَّصَب أو الرّفع. والضمير في ﴿ وَقِيلِهِ ﴾ راجعٌ إلى النبي (٥) في كما صرَّحَ به قتادة إلى، وثبت بقول ابن عباس في ونافع في وابن عامر في وغيرهم.

⁽١) الزخرف، ٤٣/ ٨٨.

⁽۲) الزخرف، ۲۳/ ۸۸.

⁽٣) النساء، ٤/ ١٢٢.

⁽٤) ذكره ابن مجاهد البغدادي في السبعة في القراءت، ١/ ٥٨٩؛ وابن زنجلة في حجة القراءات، ١/ ٢٥٥؛ والداني في التيسير في القراءات السبع، ١/ ١٩٧؛ والأندلسي في المحرر الوجيز، ٥/ ١٧؛ والقرطبي في الجامع لأحكام القرآن، ١٦/ ١٢٣؛ وأبوحيان في البحر المحيط، ٨/ ٣٠.

⁽٥) ذكره القرطبي في الجامع لأحكام القرآن، ١٦/ ١٢٤؛ والرازي في التفسير الكبير، ٢٧/ ٢٠١؛ والشوكاني في فتح القدير، ٤/ ٥٦٨.

﴿ وَقِيلِهِ - يَـرَبِّ إِنَّ هَـــَـؤُلَآءِ قَوْمٌ لَّا يُؤْمِنُونَ ﴾

اسی طرح اللہ رب العزت نے اپنے اس ار ثاد گرای میں قیم کھائی ہے:
﴿ اور اُس (صببِ مَرِّم ﴿) کے (یوں) کہنے کی قیم کہ یا رب! بے شک یہ ایسے لوگ ہیں جو ایمان (ہی) نہیں لاتے۔ ﴾ پس 'القیل' مصدر ہے 'القول' کی طرح۔ ابو عبید نے کہا: کہا جاتا ہے: قلتُ قَوْلًا وَقِیْلًا وَقَیْلًا وَقَالًا۔ گویا قول، قِیْلُ اور قَال ہم معلیٰ ہیں۔ یہ مصادر ان اوزان پر استعال ہوتے ہیں جیسا کہ سورۃ النساء میں ہے: ﴿ اور اللہ سے زیادہ بات کا سچا کون ہوسکتا ہے؟ ﴾ یعنی سورۃ النساء میں ہے: ﴿ اور اللہ ہے۔ حمزہ اور عاصم نے اس کو جر (زیر) کے ساتھ پڑھا ہے۔ (پس تم ﴿ وَقِیلِهِ ﴾ کو قراءاتِ سبعہ، البحر، الحجۃ، التیسیر اور القرطبی وغیرہ میں دیکھو۔) اور بعض نے نصب یا رفع کے ساتھ پڑھا ہے۔ اور ﴿ وَقِیلِهِ ﴾ کو قراءاتِ سبعہ، البحر، الحجۃ، التیسیر اور ﴿ وَقِیلِهِ ﴾ کو قراءاتِ سبعہ، البحر، الحجۃ، التیسیر اور ﴿ وَقِیلِهِ ﴾ کو قراءاتِ سبعہ، البحر، الحجۃ، التیسیر اور ﴿ وَقِیلِهِ ﴾ کو قراءاتِ سبعہ، البحر، الحجۃ، التیسیر اور ﴿ وَقِیلِهِ ﴾ کو قراءاتِ سبعہ، البحر، الحجۃ، التیسیر اور ﴿ وَقِیلِهِ ﴾ کو قراءاتِ سبعہ، البحر، الحجۃ، التیسیر اور ﴿ وَقِیلِهِ ﴾ کو قراءاتِ سبعہ، البحر، الحجۃ، التیسیر اور ﴿ وَقِیلِهِ ﴾ میں ضمیر حضور نبی اگرم ﴿ کی طرف راجع ہے، جیسا کہ قادہ نے اس کی تصری کی ہے۔ اور یہی معنی حضرت عبد اللہ بن عباس، نافع، ابن عام اور دیگر مفسرین کے اقوال سے بھی ثابت ہے۔

وأنّ الواو حرف جرِّ وقَسَم، (() والجار والمجرور متعلق بفعلِ قسم، والجواب إمّا محذُوفٌ تقديره: لَتُنْصَرُنَّ أو لاَ فْعَلَنَّ بهم ما أريد، وإمّا مذكورٌ وهو قوله: ﴿إِنَّ هَنَوُلاَءِ قَوْمٌ لَّا يُؤْمِنُونَ ﴾ كما ذكره الزخشري، فمعناه: أُقْسِمُ قيله أو بقيله أي بقول محمدٍ (() ﴿ يُرَبِّ الله عَمْدُ لَا يُؤْمِنُونَ ﴾، وهذا قوله ﴿ شاكيا إلى ربّه تبارك إنّ هَنَوُلُآءِ قَوْمٌ لاَ يُؤْمِنُونَ ﴾، وهذا قوله ﴿ شاكيا إلى ربّه تبارك وتعالى قومه الّذين كذّبوه، وما لقي منهم شديد الأذى: يا ربّ، إنّ هؤلاء الذين أمرتني بإنذارهم وأرسلتني إليهم لدعائهم إليك قوم لا يؤمنون، أي لا يريدون الإيمان.

وكما رُوي عن ابن أبي نجيح عن مجاهد في قوله تعالى: ﴿ وَقِيلِهِ عَلَى اللهِ عَلَيْهِ وَلَهُ عَالَى : ﴿ وَقِيلِهِ عَلَى هَلَوْ اللهِ عَلَيْهِ قُولَ مُحَمَّدُ ﴾ قال: فأبر الله عَلَيْ قول محمّد هي قول وفي رواية أخري قال مجاهد في قوله تعالى هذا: يؤثر الله علي قول محمّد هي (١٠)

⁽١) ذكره أبوسعود في إرشاد العقل السليم إلى مزايا القرآن الكريم، ٨/ ٥٧.

 ⁽۲) ذكره الزمخشري في الكشاف عن حقائق غوامض التنزيل، ۶/ ۲۷۰،
 ۲۷۱.

⁽٣) رواه الطبري في جامع البيان في تفسير القرآن، ٢٥/ ١٠٦.

⁽٤) ذكره ابن كثير في تفسير القرآن العظيم، ٤/ ١٣٨.

اور بے شک 'واو' حرفِ جرّ اور جرفِ قسم ہے اور یہ جار و مجرور فعل قسم کے متعلق ہے۔ اور اس کا جواب قسم یا تو محذوف ہے اور اس کی تق*ذیر* ہے، لَتُنْصَرُ نَ کہ تمہاری ہر صورت مدد کی جائے گی؛ یا اس کی تقدیر ہے: لَأَفْعَلَنَّ بِهِمْ مَا أُرِیْدُ کہ میں ان کے ساتھ ہر صورت وہی کچھ کروں گا جو میں ارادہ رکھتا ہوں۔ اور یا اس کا جواب قسم مذکور ہے، اور وہ ہے قول باری تعالی: ﴿ بِ شَك يه ايسے لوگ بين جو ايمان (بي) نهيں لاتے۔ ﴾ جيسا كه امام ز مخشری نے بیان کیا ہے۔ پس اس صورت میں آیت مبار کہ کا معنی ہوگا۔ میں محمد ﷺ کے قول کی قسم کھاتا ہوں جو یہ ہے: ﴿ یا رَبِّ! بِ شَک یہ ایسے لوگ ہیں جو ایمان (ہی) نہیں لاتے ﴾۔ اور حضور نبی اکرم ﷺ کا یہ قول اپنے رب كريم كى بارگاہ ميں اپنی قوم كا شكوہ كرنے پر مشتل ہے، جنہوں نے آپ على کو حجالایا اور جن کی طرف سے آپ سے کو شدید اذیت کا سامنا کرنا بڑا۔ یعنی یا رب كريم! يه وه لوگ ميں جنهيں ڈر سنانے كا تُونے مجھے حكم ديا اور جنهيں اپنی بار گاہ کی طرف بلانے کے لیے تُو نے مجھے مبعوث فرمایا۔ لیکن یہ ایسے لوگ ہیں جو ایمان ہی نہیں لاتے لیعنی ایمان لانے کا ارادہ نہیں رکھتے۔

اور جیسا کہ اللہ رب العزت کے اس ارشاد گرامی کے بارے میں امام ابن ابی نجیح سے روایت کیا گیا ہے جو انہوں نے حضرت مجاہد سے روایت فرمایا کہ آیتِ مبارکہ ﴿ وَقِیلِهِ عِیْرَتِ إِنَّ هَنَوُّلاَ ءِ قَوْمٌ لاَ یُوْمِنُونَ ﴾ میں اللہ رب العزت نے حضرت محمد کے قول کی تصدیق فرمائی۔ اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ حضرت مجاہدنے اللہ رب العزت کے اس ارشاد گرامی کے حوالے سے فرمایا کہ اللہ رب العزت اپنے نبی مکر م حضرت محمد کے قول کی تکریم فرما رہا ہے۔

وعن قتادة ﴿ فَي قوله تعالى: ﴿ وَقِيلِهِ - يَرَبِّ إِنَّ هَلَوُلاَءِ قَوْمُ لاَ يُوْمِنُونَ ﴾ قال: هذا قول نبيّكم عليه الصلاة والسلام، يشكو قومه إلى ربّه. (٥) وفي تفسير الجلالين: ﴿ وَقِيلِهِ ﴾ أي قول محمد النّبي ﴿ (١) وفي تفسير البغوي: ﴿ وَقِيلِهِ ﴾ يعني قول محمّد ﴿ شاكيا إلى ربّه. (٧) وفي تفسير 'البحر المحيط' أنه يجوز في إعراب ﴿ قِيلِهِ ﴾ الجر والنصب تفسير 'البحر المحيط' أنه يجوز في إعراب ﴿ قِيلِهِ ﴾ الجر والنصب على إضمار حرف القسم وحذفه. والرفع على قولهم: أيمن الله، وأمانة الله، ويمين الله، ولعمرك، ويكون قوله: ﴿ إِنَّ هَلَوُلاَءِ قَوْمٌ لاَ يُؤْمِنُونَ ﴾، جواب القسم، كأنه قال: وأقسم بقيله، أو وقيله يا رب قسمي. (٨)

ثم خاطب الله تعالى النّبي الحبيب المصطفى على تهديدًا للمشركين ﴿فَٱصْفَحْ عَنْهُمْ ﴾ أي أعرض عنهم، وأمهلهم ﴿وَقُلْ

⁽٥) ذكره الطبري في جامع البيان في تفسير القرآن الكريم، ٢٥/ ١٠٦.

⁽٦) ذكره المحلى والسيوطى في الجلالين، ١/ ٢٥٦.

⁽٧) ذكره البغوي في معالم التنزيل، ٤/ ١٤٧.

⁽٨) ذكره أبوحيان في البحر المحيط، ٨/ ٣٠.

اور حضرت قادة کے بارے میں مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: یہ هَنَوُلَاءِ قَوْمٌ لَّا یُوْمِنُونَ کے بارے میں مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: یہ آپ کے بی مکرم کی کا قول ہے جس میں وہ اپنے ربِ کریم کی بارگاہِ اقد س میں اپنی قوم کا شکوہ فرما رہے ہیں۔ اور تفسیر جلالین میں ہے کہ ﴿وَقِیلِهِ ﴾ کا معنی ہے: 'بی مکرم حضرت محمد کے قول کی قیم' اور تفسیر بغوی میں ہے: ﴿وَقِیلِهِ ﴾ کی بارگاہ میں شکوہ کنال ہو کر کہا۔ اور تفسیر 'البحر المحیط' میں ہے کہ ﴿وَقِیلِهِ ﴾ کی بارگاہ میں شکوہ کنال ہو کر کہا۔ اور تفسیر 'البحر المحیط' میں ہے کہ ﴿وَقِیلِهِ ﴾ کی بارگاہ میں شکوہ کنال ہو کر کہا۔ اور تفسیر 'البحر المحیط' میں ہے کہ ﴿وَقِیلِهِ ﴾ کے اعراب میں حرفِ قیم کو مضم اور حذف کرنے کی بناء پر جر الله، یمین الله اور لعمر کے اعتبار سے اس کو رفع دینا بھی جائز ہے۔ اس الله، یمین الله اور لعمر کے کے اعتبار سے اس کو رفع دینا بھی جائز ہے۔ اس صورت میں ﴿إِنَّ هَنَوُلَاءِ قَوْمٌ لَا یُؤْمِنُونَ ﴾ جوابِ قیم ہوگا۔ گویا اللہ رب العزت نے فرمایا: 'میں آپ کے قول کی قیم کھاتا ہوں' یا آپ کی کا ﴿إِنَّ العزت نے فرمایا: 'میں آپ کی کے قول کی قیم کھاتا ہوں' یا آپ کی کا ﴿إِنَّ العزت نے فرمایا: 'میں آپ کی کی میں میں میں میں میں کہنا میری قیم ہے۔

پھر اللہ رب العزت نے مشرکین کو دھمکی دیتے ہوئے اپنے نبی مکرم مبیب مصطفل علیہ التحیۃ والثناء سے (یوں) خطاب فرمایا ﴿فَاصْفَحْ عَنْهُمْ ﴾ لیعنی ان سے رُخِ انور پھیرلیں اور انہیں اپنے حال پر چھوڑ دیں اور ﴿اور یوں کہہ دیجے: (بس ہمارا) سلام ﴾۔ امام سیبویہ نے کہا کہ اس کا معنی ہے: 'سلامُ اللہ متارکۃ لیعنی چھوڑ دینے کا سلام۔' اور یہ بھی جائز ہے کہ (سَلَمُ) محذوف متبدا کی خبر ہو۔ جس کی تقدیر یوں ہے: 'آپ اپنے دشمنوں سے کہہ دیں کہ میرا معاملہ اور میری شان تمہاری اذیت سے سلامت بیں اور تمہاری گراہی سے (میرا اعلانِ) براءۃ ہے۔' ﴿فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ﴾ یعنی عنقریب تم جان لو

سَلَمُ ﴾. قال سيبويه: معناه: سلامُ المتاركة. (۱) ويجوز أن يكون ﴿ سَلَمُ ﴾ خبرُ لمبتدإ محذوف، تقديره: فل الأعدائك أنّ أمري وشأني سلامةٌ مِن أذيَّتكم، وبراءةٌ مِن ضلالتكم. ﴿ وَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ﴾ (١) أي سَوْفَ تَعْلَمُونَ ﴾ (١) أتفاتًا على سَوْفَ تَعْلَمُونَ، كما قرأ نافع وابن عامر بتاء الخطاب (١) التفاتًا على أنّه مِن خطاب النّبي الله المشركين بالتهديد، وهو وعيدٌ مِنَ الله تعالى تسليةً لرسوله وحبيبه ، ومعناهُ: سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ: تجدون عقوبة ما تستوجبون وهلاكة ما تستحقون.

⁽١) ذكره الرازي في التفسير الكبير، ٢٧/ ٢٠١.

⁽٢) الزخرف، ٤٣/ ٨٩.

⁽٣) ذكره القرطبي في الجامع لأحكام القرآن، ١٦/ ١٢٥ والأندلسي في المحرر الوجيز، ٥/ ٦٧؛ والسمر قندي في بحر العلوم، ٣/ ٢٥٣.

گے، جیسا کہ نافع اور ابن عامر نے اس کو تاءِ خطاب کے ساتھ پڑھا ہے، اس بات کی طرف النفات کرتے ہوئے کہ یہ حضور نبی اکرم کی کا مشرکین کے لیے دھمکی آمیز خطاب بھی ہے اور یہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے لیے وعید اور اپنے رسولِ مکرم اور حبیبِ معظم کے لیے تسلی و دلاسہ بھی ہے۔ اس کا معنی ہے: 'تم عنقریب جان لو گے، یعنی تم جس سزا اور ہلاکت و بربادی کے مستحق ہو اسے ضرور یا لو گے۔'

٩-٨. ﴿قَ وَٱلْقُرْءَانِ ٱلْمَجِيدِ۞ بَلْ عَجِبُوٓاْ أَن جَآءَهُم مُّنذِرُ مِنْهُمْ فَقَالَ ٱلْكَافِرُونَ هَاذَا شَيْءٌ عَجِيبٌ

وكذلك أقسم الله تعالى في قوله: ﴿قَ وَٱلْقُرْءَانِ ٱلْمَجِيدِ۞ بَلُ عَجِبُوۤاْ أَن جَآءَهُم مُّنذِرُ مِنْهُمْ فَقَالَ ٱلْكَافِرُونَ هَلذَا شَىء عَجِيبٌ ﴾. (٥) قال ابن عباس ﴿ قَ هُ هُو قَسَمٌ ، (١) لمّا أقسم بالأشياء المعهودة فكر حرف القسم، وهو الواو كما قال ﴿ وَٱلطُّورِ ﴾ (٧) ﴿ وَٱلنَّجُمِ ﴾ (١) ﴿ وَالشَّمْسِ ﴾ (٩) وعند القسم بالحروف لم يذكر حرف القسم، فلم يقل: 'وق'، 'وص'، 'وحم' 'ون' لأن القسم لما كان بنفس الحروف كان الحرف مقسمًا، فلم يورده في موضع كونه آلة القسم تسويةً بين الحروف. (١٠) ولذلك حُذِف حرف القسم وهو 'الواو' في تسويةً بين الحروف. (١٠) ولذلك حُذِف حرف القسم وهو 'الواو' في هذا المقام.

⁽٤) ق، ٥٠/ ١-٢.

⁽٥) ق، ٥٠/ ١-٢.

⁽٦) ذكره ابن الجوزي في زاد المسير في علم التفسير، ٨/ ٤.

⁽٧) الطور، ٥٢/ ١.

⁽٨) النجم، ٥٣/ ١.

⁽٩) الشمس، ٩١/ ١.

⁽١٠) ذكره الرازي في التفسير الكبير، ٢٨/ ١٢٦.

٨-٩. ﴿قَ وَٱلْقُرْءَانِ ٱلْمَجِيدِ۞ بَلْ عَجِبُوٓاْ أَن جَاءَهُم مُّنذِرٌ مِّنْهُمُ
 فَقَالَ ٱلْكَافِرُونَ هَاذَا شَيْءٌ عَجِيبٌ

اور اسی طرح الله رب العزت نے اپنے اس ارشاد گرامی میں قسم کھائی: ﴿ تَهِ - (حقیق معنی الله اور رسول ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں)۔ قسم ہے قرآن مجید کی بلکہ اُن لوگوں نے تعجب کیا کہ اُن کے پاس اُنہی میں سے ایک ڈر سانے والا آگیا ہے سو کافر کہتے ہیں یہ عجیب بات ہے ، حضرت عبد اللہ بن عباس ﷺ نے فرمایا کہ ﴿قَ﴾ قسم ہے۔ جب الله رب العزت نے معلوم و معروف اشیاء کی قسم کھائی تو حرفِ قسم ذکر فرمایا جو 'واو' ہے۔ جیسا کہ ارشاد فرمایا: ﴿ کوہ طور کی قسم ﴾، ﴿ قسم ہے روشن سارے (محمد ﷺ) کی ﴾، ﴿ قسم ہے سورج کی ﴾۔ مگر جب حروف کے ساتھ قسم کھائی تو حرفِ قسم (و) بیان نہیں فرمایا۔ پس حروف کے ساتھ قسم کھاتے ہوئے وق، وص، وحم، ون نہیں فرمایا کیونکہ جب قسم اصل حروف کے ساتھے تھی تو حرف مقسَم تھا۔ پس ایسی جگہ جہاں آلہ قسم حروف تھے وہاں حروفِ قسم کو نہیں لایا گیا تاکہ حروف کے در میان برابری لازم نہ آئے۔ اس لیے حرفِ قسم کو ایسے مقامات پر حذف کر دیا گیا جو کہ 'واو' ہے۔ فإنّ الله تعالى أقسم بقوله: ﴿قَ﴾ وأقسم أيضًا بقوله: ﴿وَٱلْقُرْءَانِ الله تعالى أقسم بقوله: ﴿وَٱلْقُرْءَانِ الله النّبيّ الحبيب سيّدنا محمّدًا عليه في القسم الأوّل: ﴿وَٱلْقُرْءَانِ القسم الأوّل: ﴿وَٱلْقُرْءَانِ الله عَلَيْ بقُوّةِ قلب محمّدٍ ٱلْمَجِيدِ﴾. قال ابن عطاء في ﴿قَ﴾: 'أقسم الله عَيْلِي بقُوّةِ قلب محمّدٍ عيث حمل الخطاب والمشاهدة، ولم يؤثر ذلك فيه لِعُلُوِّ حاله عَيْد. رواه السُّلَمي والقرطبي. (1)

فأمّا القسمُ الثاني، فالقرآن مُقْسَمٌ به فيه، فكيف نفهم ما المُقْسَمُ عليه؟ فالجواب: أنّ المُقْسَمَ عليه إمّا يُفهم بقرينةٍ مقاليةٍ أو قرينةٍ حاليةٍ، فيكون التقدير في القرينة المقالية هذا: ﴿قَ وَٱلْقُرْءَانِ ٱلْمَجِيدِ ﴾ أي نُقْسِمُ بالقرآن المجيد هذا قلبُ محمّدٍ على النّذي حمل كلامي وخطابي بكمال قوته وعُلُوِّ حاله. وأمّا القرينة الحالية، فقال ابن الخطيب: هو كون محمّد على الحق فإنّ الكفار كانوا ينكرون ذكره الفخر الرازي. (٢)

⁽۱) ذكره السلمي في حقائق التفسير، ٢/ ٢٦٦؛ والقرطبي في الجامع لأحكام القرآن، ١٧/ ٣.

⁽٢) ذكره الرازي في التفسير الكبير، ٢٨/ ١٢٩.

بے شک اللہ رب العزت نے اپنے ارشاد گرامی ﴿قَ ﴾ کے ساتھ قسم کھائی۔ کھائی، اور اپنے ارشاد گرامی ﴿وَالْقُرْءَانِ اَلْمَجِيدِ ﴾ کے ساتھ بھی قسم کھائی۔ اللہ تبارک و تعالی نے نبی مکرم سیدنا محمہ ہے اور دوسری قسم میں مُقْسَم بِهِ اور دوسری قسم میں مُقْسَم عَلَیْهِ بنایا۔ ابن عطاء نے ارشاد ربانی ﴿قَ ﴾ کے بارے میں فرمایا کہ اللہ رب العزت نے قلبِ محمد کی قوت کی قسم کھائی، جب آپ کے قلب انور نے خطاب و مشاہدہ کا بوجھ برداشت کرلیا اور آپ کے کو علی عنی حال کی بلندی اور رفعت کی وجہ سے یہ تمام بوجھ آپ کے قلبِ انور پر اثر انداز نہ ہوئے۔ اسے امام سُلمی اور امام قرطبی نے روایت کیا تھے۔

جب کہ دوسری قُم میں قرآن مجید مُقْسَم بِهِ ہے تو ہم کیے سمجھیں کہ مُقْسَم عَلَیْهِ کون ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ مُقْسَم عَلَیْهِ یا تو قرینہ مقالیہ کے ذریعے۔ پس قرینہ مقالیہ کے ذریعے۔ پس قرینہ مقالیہ کے ماتھ تقدیر کلام یوں ہوگی: ﴿قَ وَالْقُرْءَانِ الْمُجِیدِ ﴾ یعنی ہم قرآن مجید کی مستم کھاتے ہیں کہ یہ قلب محمد کے جس نے میرے کلام و خطاب کا بوجھ ایخ کمالِ قوت اور عَلُوِّ حال کے سبب اٹھا لیا۔ رہا قرینہ حالیہ تو اس کے اعتبار سے ابن الخطیب نے فرمایا کہ وہ حضرت محمد کا حق پر ہونا ہے کہ کفار اس کا انکار کیا کرتے تھے۔ اِسے امام فخر الدین رازی نے بیان کیا ہے۔

وفي قوله: ﴿ بَلْ عَجِبُوۤاْ أَن جَآءَهُم مُّنذِرٌ مِّنَهُم ﴾ (١) توجد دلالةٌ صريحةٌ واضحةٌ واثقةٌ بأن النّبيّ المعظّم (٢) ﴿ هو المقسم عليه، فبذلك قال الأخفش: أقسم الله بالقرآن، بأنّك يا محمّد، لنبيٌّ منذرٌ، فيكون التقدير: ﴿ وَٱلْقُرۡءَانِ ٱلْمَجِيدِ ﴾ (٢) إِنَّكَ لَمُنْذِرٌ، وهذا جواب فيكون التقدير: ﴿ وَٱلْقُرۡءَانِ ٱلْمَجِيدِ ﴾ (٢) إِنَّكَ لَمُنْذِرٌ، وهذا جواب ﴿ بَلْ عَجِبُوّا ﴾ لأنّم لم يكتفوا بالشكّ ولا بالردّ، حتى عَجِبُوْا وَجَزَمُوْا بالخلاف، وجعلوا مجيئه ﴿ وبعثه ﴿ وبعثه اللهُ مِنَ الأُمُوْر العجيبة اللهُ مُسْتَنْكُرةِ. فَبَيّنَ التّكرار الصّريح في التعجُّب والإنكار في قولهم المُسْتَنْكُرةِ. فَبَيّنَ التّكرار الصّريح في التعجُّب والإنكار في قولهم كما ذكر بعد القسمين: ﴿ بَلْ عَجِبُواْ أَن جَآءَهُم مُّنذِرٌ مِنْهُمْ فَقَالَ كَما ذكر بعد القسمين: ﴿ بَلْ عَجِبُواْ أَن جَآءَهُم مُّنذِرٌ مِنْهُمْ فَقَالَ الْمَحْدُدِة ﴿ اللّهُ عَجِبُواْ اللّهُ اللّهُ عَجِبُواْ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّه عَلَى هذا الأمر 'بمَنْ جَاءَهُمْ مُنْذِرٌ. ' فهذا الـمُنْذِر هُوَ محمّدية ﴿ وسول الله ﴾ الّذي جاءهم.

⁽۱) ق، ۲۰۰ ۲.

⁽٢) ذكره القشيري في لطائف الإشارات، ٣/ ٢٢٥.

⁽٣) ذكره السلمي في حقائق التفسير، ٢/ ٢٦٦؛ والقرطبي في الجامع لأحكام القرآن، ١٧/ ٣.

ارشاد بارى تعالى ﴿ بَلْ عَجِبُوٓا أَن جَآءَهُم مُّنذِرٌ مِّنْهُمْ ﴾ ميں صرى، واضح اور پختہ ولالت یائی جاتی ہے کہ نبی معظم ﷺ ہی مُقْسَم عَلَيْهِ ہیں۔ اِسی لیے انتفش نے کہا کہ اللہ رب العزت نے قرآنِ مجید کی قسم کھائی کہ اے محد! یقیناً آپ نبی مُنْذِر ہیں۔ پس تقدیر کلام یوں ہوگی: ﴿ وَٱلْقُرْءَان ٱلْمَجِيدِ﴾ إِنَّكَ لَـمُنْذِرٌ لِعِنى قرآن مجيد كى قسم! يقينًا آب (نبي) مُنذِر بين اور یہ ﴿بَلْ عَجِبُوٓا ﴾ کا جواب ہے، کیونکہ انہوں نے صرف شک اور ردّ پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ انہوں نے قطعیت اور یقین کے ساتھ اس کی مخالفت کی اور حضور ﷺ کی تشریف آوری اور بعثت مبارکہ کو اُمورِ عجب میں شار کرتے ہوئے اس کا انکار کیا۔ ان کے قول میں تعجب و انکار میں ان کے صریح تکرار ك درميان، جس كو دو قسمول ك بعد ﴿ بَلْ عَجِبُوٓا أَن جَاءَهُم مُّنذِرٌ مِّنْهُمْ فَقَالَ ٱلْكَنْفِرُونَ هَاذَا شَيْءٌ عَجِيبٌ ﴾ كي صورت مين بان كيا كيا اور اس كرار كے درميان جو ﴿بَلْ عَجِبُوٓاْ﴾ اور ﴿شَيْءٌ عَجِيبٌ ﴾ كے تكراركى صورت میں موجود ہے، صراحت یائی جاتی ہے، جو رسالت محدید کے متعلق ان کے انکار کی شدت پر دلالت کرتی ہے۔ کیونکہ اس میں کوئی شک نہیں کہ ان کے یاس مُنذِر بن کر کون تشریف لایا۔ تو وہ منذر یقیناً محمد رسول اللہ ﷺ ہی ہیں جو ان کے یاس تشریف لائے۔

وصرّح القرآن في هذه الآية لـماذا تَعجَّبَتِ الكفّار، فَوَجْهُ تَعجَّبِهِم كان مجيئه في وبعثه في لأنهم كانوا يقولون بقوله تعالى: ﴿ فَقَالُواْ أَبَشَرَا مِنَّا وَاحِدَا نَتَبِعُهُ وَ إِنَّا إِذَا لَقِي ضَلَلٍ وَسُعُرٍ ﴾ (١) و فَقَالُواْ مَا أَنتُمْ إِلّا بَشَرٌ مِّثُلُنَا وَمَا أَنزَلَ ٱلرَّحْمَنُ مِن شَيْءٍ إِنْ أَنتُمْ إِلّا تَحْدِبُونَ ﴾ (١) تَحْذِبُونَ ﴾ (١)

وذلك إشارةٌ إلى أنّه كيف يجوز اختصاصه بهذه المنزلة الرفيعة مع اشتراكنا في البشرية ولوازمها، فهذا كان وجه استكبار إبليس، إذ أنكر أن يسجد لآدم هي إذ سأله الله تعالى: ﴿يَتَإِبُلِيسُ مَا لَكَ أَلَا تَكُونَ مَعَ ٱلسَّجِدِينَ ﴾ (1) فأجاب: ﴿لَمْ أَكُن لِأَسُجُدَ لِبَشِرَ ﴾ (2) وقال: ﴿خَلَقْتَنِي مِن نَّارٍ وَخَلَقْتَهُ مِن طِينٍ ﴾ (1) فإنّ الكفّار كانوا يقولون مثله: ﴿أَبَشَرًا مِّنَا وَاحِدًا نَتَبِعُهُ وَ ﴾ (1) فذكر الله تعُجّبهم يقولون مثله: ﴿أَبَشَرًا مِّنَا وَاحِدًا نَتَبِعُهُ وَ ﴾ (1)

⁽١) القمر، ١٥/ ٢٤.

⁽۲) یس، ۳٦/ ۱۵.

⁽٣) الحجر، ١٥/ ٣٢.

⁽٤) الحجر، ١٥/ ٣٣.

⁽٥) الأعراف، ٧/ ١٢.

⁽٦) القمر، ٥٤/ ٢٤.

قرآن مجید نے اس آیتِ مبار کہ میں تصریح فرما دی کہ کفار نے تعجب
کا اظہار کس لیے کیا؟ یقیناً ان کے تعجب کی وجہ حضور کے کا تشریف لانا اور
آپ کی بعثتِ مبار کہ تھی، کیونکہ وہ اِسی کے متعلق بات کیا کرتے تھے جس
کو اس ارشادِ ربانی میں بیان فرمایا گیا ہے: ﴿ پُس وہ کہنے لگے: کیا ایک بشر جو
ہم ہی میں سے ہے، ہم اس کی پیروی کریں، تب تو ہم یقیناً گر اہی اور دیوانگی
میں ہوں گے گے۔ اور ﴿ (بستی والوں نے) کہا: تم تو محض ہماری طرح بشر ہو
اور خدائے رحمن نے کچھ بھی نازل نہیں کیا، تم فقط جھوٹ بول رہے ہو ﴾۔

یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ان کے نزدیک حضرت مجمد کا اس باند و اُرفع مقام و منصب کے لیے مختص ہو جانا کیوں کر اور کیسے جائز ہو سکتا ہے جبکہ ہم بھی، بشریت اور اس کے تمام لوازمات میں آپ کے ساتھ برابر کے شریک ہیں۔ یہی دلیل ابلیس شیطان کی وجہ تکبر بھی تھی کہ اس نے سیدنا آدم کے کو سجدہ کرنے سے انکار کر دیا، جب اللہ تعالیٰ نے اس سے پوچھا: ﴿اے ابلیس! مجھے کیا ہو گیا ہے کہ تو سجدہ کرنے والوں کے ساتھ نہ ہوا۔ ﴾ تو اس نے جواب دیا: ﴿میں ہرگز ایسا نہیں (ہو سکتا) کہ بشر کو سجدہ کروں ﴾۔ بقیناً کافر بھی ابلیس کی طرح کہا کرتے تھے: ﴿کیا ایک بشر جو ہم ہی میں سے ہے، ہم اس کی بیروی کریں ﴾۔ تو اللہ رب العزت نے ان کے تعجب میں سے ہے، ہم اس کی بیروی کریں ﴾۔ تو اللہ رب العزت نے ان کے تعجب میں سے ہے، ہم اس کی بیروی کریں ﴾۔ تو اللہ رب العزت نے ان کے تعجب ان فرمایا: ﴿بلکہ میں سے ایک ڈر سنانے والا آگیا ہے سوکافر کہتے ہیں یہ عجیب بات ہے ﴾۔

وإنكارهم واستكبارهم بقوله: ﴿ بَلْ عَجِبُوٓاْ أَن جَآءَهُم مُّنذِرٌ مِّنْهُمُ فَقَالَ ٱلْكَافِرُونَ هَلذَا شَيْءٌ عَجِيبٌ ﴾. (١)

فتبيّن لنا أنّ سبب إنكارهم عن قبول الرّسالة كان للأمرين: الأوَّل: البشريَّة، والثَّاني: زَعْمُهُم لِلمثلِيَّةِ، لأنَّهم كانوا يقولون: ﴿مَآ أَنتُمُ إِلَّا بَشَرٌ مِّثُلُنَا ﴾ (٢) إنهم كانوا ينظُرُون إلى الظَّاهر، ولا ينظرون في الباطن، كما قال الله تعالى في خلق آدم الكير: ﴿ إِنِّي خَلِقٌ بَشَرًا مِّن صَلْصَالِ مِّنْ حَمَاإٍ مَّسْنُونِ ﴾. (٣) وأمر بعد هذا القول: ﴿فَإِذَا سَوَّيْتُهُۥ وَنَفَخُتُ فِيهِ مِن رُّوحِي فَقَعُواْ لَهُ مِ سَجِدِينَ ﴿ ﴾ فَإِنَّ الشَّيطان نظر إليه ولم ينظُر فيه، فتردّد لأجْل البَشَرِيّة الّتي كانت حالة ظاهرة ولم يَتَوَجُّه إلى الحالة الباطنة، الَّتِي فُضِّلَتْ بالرُّوح الإلهية، ونُوّرت بالأنوار الصَّمَديّة. فأمّا الملائكة بعدما نظروا مِنَ الظاهر، توجّهُوا إلى الباطن، لأنَّهم علموا وفهموا وعرفوا فضيلة النبوّة على غيرها، ولم يتردَّدُوْا في البشرية والمثليّة بِسَبَبِ ظاهرِ لَوَازِمِهَا. فهذا الشكّ والتردّد والارتياب كان سببًا لإنكار الكفّار وتَعَجُّبهم على رسالة سيّدنا محمّدٍ النّبي المصطفى على هذا التَّعَجُّب

⁽۱) ق، ۲۵/ ۲.

⁽۲) یس، ۳۹/ ۱۵.

⁽٣) الحجر، ١٥/ ٢٨.

⁽٤) الحجر، ١٥/ ٢٩.

پس ہمارے لیے واضح ہو گیا کہ قبولِ رسالت سے اُن کا انکار دو وجوہات کی بناء پر تھا۔ پہلا سبب بشریت اور دوسرا ان کا مثلیت کا گمان، کیونکہ وہ کہا کرتے تھے: ﴿ ثم تو محض ہماری طرح بشر ہو ﴾۔ یقیناً وہ ظاہر کی طرف ہی دیکھتے اور باطن کی طرف نہیں ویکھتے تھے، جس طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم ﷺ کی تخلیق کے وقت فرمایا: ﴿میں سِن رسیدہ (اور) سیاہ بودار، بجنے والے گارے سے ایک بشری پیر پیدا کرنے والا ہوں ، اور پھر اس کے بعد تھم فرمایا: ﴿ پُر جب میں اس کی (ظاہری) تشکیل کو کامل طور پر درست حالت میں لا چکوں اور اس پیکر (بشری کے باطن) میں اپنی (نورانی) روح پھونک دوں تو تم اس کے لیے سجدہ میں گر بڑنا۔ ﴾ بے شک شیطان نے حضرت آدم ﷺ کے ظاہر کی طرف تو دیکھا گر آپ ﷺ کے باطن میں نہیں جھانکا۔ پس وہ اس بشریت کی وجہ سے متر دّد ہو گیا جو ظاہری حالت تھی، اور باطنی حالت کی طرف وہ متوجہ نہیں ہوا جو روح الہی سے فضیات بافتہ ہو گئی تھی اور انوار صدیت سے روشن و منور کر دی گئی تھی۔ مگر ملائکہ حضرت آدم ﷺ کے ظاہر کو دیکھنے کے بعد باطن کی طرف متوجہ ہوئے کیونکہ انہوں نے باقی تمام حالتوں پر نبوت کی عظمت و فضیلت کو جان لیا تھا۔ اس لیے وہ بشریت و مثلیت کے ظاہری لوازمات کے سبب کسی تردُّد کا شکار نہ ہوئے۔ پس یہی شک و تردُّد ہی تھا جو سیدنا محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی رسالت پر کفار و مشرکین کے تعجب اور انکار کا سبب بنا۔ اللہ رب العزت نے ان کے اس تعجب کو دو قسموں کے

بالقَسَمين: ﴿قَ وَٱلْقُرْءَانِ ٱلْمَجِيدِ ﴾ وأقام برهانًا تامًّا على صدق نبوّته ورسالته على الله على الله ورسالته

فقوله: ﴿ بَلُ عَجِبُوٓ ا ﴾ يقتضي أن هناك أمرٌ مضروبٌ عنه فما ذلك؟ فأجاب الواحدي ووافقه الزمخشري أنّه تقديرٌ كأنه قال: ما الأمر كما يقولون. (١) وقال ابن الخطيب: التقدير ﴿ وَٱلْقُرُءَانِ ٱلْمَجِيدِ ﴾ إِنَّكَ لَـمُنْذِرٌ، (٢) فإن شكوا فيك يا محمّد، وعجبوا على محيئك، فإنّم كاذبون، لأنّ الحقّ لا يُكذّبُ، بل المكذّبون هم الكاذبون.

⁽۱) ذكره الرازى في التفسير الكبير، ۲۸/ ۱۲۹.

⁽٢) ذكره أبو حفص الحنبلي في اللباب في علوم الكتاب، ١٨/ ٩.

ساتھ رد کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ﴿قَ وَٱلْقُرْءَانِ ٱلْمَجِيدِ﴾ اور ان قسمول کو آپ ﷺ کی نبوت و رسالت پر کامل برہان کے طور پر قائم فرمایا۔

پھر ارشاد باری تعالی ﴿بَلُ عَجِبُواْ ﴾ تقاضا کرتا ہے کہ یہاں کوئی امر مضر و ب عَنْهُ (محذوف) ہے تو وہ کیا ہے؟ الواحدی نے اس کا جواب دیا ہے اور زمخشری نے ان کی موافقت کی ہے کہ تقدیر کلام یوں ہے کہ گویا اللہ تبارک و تعالی نے فرمایا کہ معاملہ اس طرح نہیں جس طرح وہ کہتے ہیں۔ اللہ تبارک و تعالی نے فرمایا کہ معاملہ اس طرح نہیں جس طرح وہ کہتے ہیں۔ ابن الخطیب نے کہا کہ تقدیر کلام یوں تھی: ﴿ قرآن مجید کی قیم! ﴾ بے شک آپ یقیناً مُنذر ہیں۔ 'اگر انہوں نے آپ کی ذات مبار کہ میں کسی قیم کا شک کیا ہے اور آپ کی کے تشریف لانے پر تعجب کا اظہار کیا ہے تو یقیناً کا شک کیا ہے اور آپ کی جھوٹے و یقیناً مبدر ہیں کوئکہ حق جھٹلایا نہیں جا سکتا بلکہ جھٹلانے والے ہی جھوٹے ہیں۔ ہوتے ہیں۔

١٤-١٠. ﴿ وَٱلطُّورِ ۞ وَكِتَبِ مَّسْطُورِ ۞ فِي رَقِّ مَّنشُورِ ۞ وَٱلْبَحْرِ مَّنشُورِ ۞ وَٱلْبَحْرِ ٱلْمَدُّورِ ۞ وَٱلْبَحْرِ ٱلْمَدُّورِ ۞ أَلْمَسْجُورِ ﴾ (١)

وكذلك أقسم الله تعالى في قوله: ﴿ وَٱلطُّورِ ۞ وَكِتَبِ مَّسُطُورٍ ۞ وَالسُّورِ ۞ وَٱلْبَحْرِ فِي مَّنشُورٍ ۞ وَٱلْبَيْتِ ٱلْمَعْمُورِ ۞ وَٱلسَّقْفِ ٱلْمَرْفُوعِ ۞ وَٱلْبَحْرِ ٱلْمَسْجُورِ ﴾. (٢)

فالطّور جبل سينين، وهو سيّد الجبال، وهو الـمكان الّذي كَلَّمَ اللهُ تعالى عليه موسَى هيئ. وقال القشيري: أقسم الله به لأنّه الـموضع الذي سَمِعَ فيه مُوسَى ذِكْرَ محمّدٍ على وذكر أمّته على .(")

⁽١) الطور، ٥٢ / ١-٦.

⁽٢) الطور، ٥٢/ ١-٦.

⁽٣) ذكره القشيري في لطائف الإشارات، ٣/ ٢٤١.

١٠-١١. ﴿ وَٱلطُّورِ ۞ وَكِتَٰكِ مَّسُطُورِ ۞ فِي رَقِّ مَّنشُورِ ۞ وَٱلْبَيْتِ
 ٱلْمَعْمُورِ ۞ وَٱلسَّقْفِ ٱلْمَرْفُوعِ ۞ وَٱلْبَحْرِ ٱلْمَسْجُورِ ﴾

اور اسی طرح اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے اس ارشاد گرامی میں قُسم کھائی: ﴿(کوهِ) طُور کی قُسم اور لکھی ہوئی کتاب کی قسم (جو) کھلے صحیفہ میں (ہے) اور (فرشتوں سے) آباد گھر (یعنی آسانی کعبہ) کی قسم اور اونچی حجبت (یعنی بلند آسان یا عرشِ معلّی) کی قسم اور اُبلتے ہوئے سمندر کی قسم ﴾۔

طور جبل سینین ہے اور وہ سیِّدُ الجبال ہے۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں اللہ رب العزت نے حضرت موسیٰ ہے ہے کلام فرمایا۔ امام قشری نے فرمایا کہ اللہ رب العزت نے اس کی قسم کھائی کیونکہ یہی وہ جگہ تھی جس میں حضرت موسیٰ ہے نے حضرت محمد مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء اور آپ کی اُمت کا ذکر سنا۔ میں کہتا ہوں کہ طور کی قسم کھانے کا کوئی دوسرا سبب ہونے کا بھی میں کہتا ہوں کہ جب نبی مکرم کے نے معراج کی رات مسجد حرام سے احمال ہے، اور وہ یہ کہ جب نبی مکرم کے اور معراج کی رات مسجد حرام سے سفر کا آغاز فرمایا تو آپ کے طور سینا تشریف لے گئے اور مسجد اقصاٰی کی طرف تشریف لے جانے سے پہلے یہاں نزول فرمایا، جیسا کہ صحیح حدیث میں آیا ہے (اس لیے اللہ رب العزت نے اس مقام کی قسم کھائی)۔ اور دوسری قسم کو کی اور دوسری قسم کی قسم کھائی)۔ اور دوسری قسم کوکھنٹ میں آیا سیٹ سے دانے قول یہ ہے کہ اس سے مراد قرآن مجید ہے، کیونکہ یہی وہ کتاب سیڈ

أنزل على سيّدنا النّبي محمّد على وهو أيضًا سيّد الكتب.

ثم أقسم بسيّد البيوت وهو البيت المعمور، فالمشهور أنه البيت في السّماء العليا تحت العرش بحيال الكعبة، حرمتهُ في السّماء كحرمة الكعبة في الأرض، وهذا البيت الّذي انتقل إليه النّبي الحبيب المصطفى على أيضًا ليلة الإسراء والمعراج كما ورد في الحديث الصحيح.

وقيل: هو البيت الحرام، ولا ريب أنّ كلا منهما معمور، وهذا قبلة النّبي المصطفى الله التي اختارها وحوّل وجهه إليه في الصّلاة، فكل منهما سيّد البيوت فكل أحد من البيتين، منسوبٌ إلى الحبيب فكل منهما سيّد البيوت فكل أحد من البيتين، منسوبٌ إلى الحبيب

فأما الكعبة، فهي بداية سفره في في ليلة الإسراء، والطور وبيت المقدس كانتا منزلتين من سفره الأرضي، والبيت المعمور كان أحدًا من منازله في سفره السماوي.

وقوله: ﴿وَٱلسَّقُفِ ٱلْمَرْفُوعِ ﴾ يعني السّماء، هي كانت طريقه إلى الجنّة وسدرة المنتهى والعرش وآيات ربّه الكبرى، حتّى وصل إلى ﴿ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلَّىٰ ﴾ (() وهذه كانت إلى ﴿ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلَّىٰ ﴾ (() وهذه كانت

⁽۱) النجم، ۵۳/ ۹-۸.

الکتب بھی ہے۔

پھر اللہ رب العزت نے اس گھر کی قسم کھائی جو سینڈ البیوت ہے اور یہ البیت السمعمور ہے۔ اس کے بارے مشہور ہے کہ سب سے اوپر والے آسان پر عرش البی کے ینچ کعبۃ اللہ کی سیدھ میں واقع ہے۔ آسانوں میں اس کی حرمت و عزت ایسے ہی ہے جیسے زمین میں کعبہ کی۔ یہ وہ گھر ہے جس کی طرف نبی مکرم حبیبِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء معراج کی رات تشریف کے جیسا کہ صحیح حدیث میں آیا ہے۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس سے مراد البیت الحرام ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ ان دونوں گروں میں سے ہر گر آباد ہے۔ اور یہ البیت الحرام نبی مصطفیٰ کے کا قبلہ بھی ہے جس کی طرف حالتِ نماز میں آپ کے نیا چرہ انور پھیر لیا تھا۔ ان دونوں گروں میں سے ہر گر سید البیوت بھی ہے اور حبیب مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی طرف منسوب بھی۔

یس کعبہ معظمہ شبِ اِسراء میں آپ کے سفر کی ابتداء تھی اور کوہ طور و بیت المقدس آپ کے زمینی سفر کی منازل تھیں اور بیت المعمور آپ کے آسانی سفر کی منازل میں سے ایک منزل تھی۔

ارشاد باری تعالی ہے: ﴿ اور اونجی حیبت کی قسم ﴾ ۔ یعنی آسمان کی قسم؛ جو کہ جنت، سدرہُ المنتہی، عرشِ اللی اور ربِ ذوالجلال کی آیاتِ کبریٰ کی طرف جانے کا راستہ تھا، یہاں تک کہ آپ کے مقام دَنَا فتدلِّی تک پہنچ، جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے: ﴿ پھر وہ (ربّ العرّت اپنے حبیب محمد کے میں قریب ہوا پھر اور زیادہ قریب ہو گیا ۔ پھر (جلوہُ حق اور حبیب مکرتم کے میں

نهاية سفره في المعراج، كما روى البخاريُّ عن أنس هُ : «وَدَنَا الْجَبَّارُ رَبُّ الْعِزَّة فَتَدَلَّى حَتَّى كَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى». (١)

وقوله: ﴿وَٱلْبَحْرِ ٱلْمَسْجُورِ﴾ هو آية عظيمة مِنْ آيات ربّه الكبرى، وعجائب ليلة الإسراء، الّتي رآها الحبيب المصطفىٰ ، هو البحر المملوء الّذي تحت العرش، (١) وبين أعلاهُ وأسفله مسيرة خمس مئة عام، كما روي عن علي بن أبي طالب .

فتضمّن القَسَمُ في هذه السُّورة خمسة أماكن وأشياء، فَلِكُلِّ أَحَدٍ منها نسبةٌ جليلةٌ وعلاقةٌ لطيفةٌ بالنّبيّ الحبيب المصطفى هُ فجعل الله تعالى الأشياء المقدّسة والأماكن المباركة مُقْسَمًا بها، ونبيّه المكرّم هُ مُقْسَمًا عليه.

⁽١) أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب التوحيد، باب قوله: ﴿وَكُلُّمَ ٱللَّهُ مُوسَىٰ تَكْلِيمًا ﴾، ٦/ ٢٧٣١، الرقم/ ٧٠٧٩.

 ⁽۲) ذكره ابن أبي حاتم الرازي في تفسير القرآن العظيم، ١٠/ ٣٣١٥؛
 والسيوطي في الدر المنثور في التفسير بالماثور، ٧/ ٢٢٩.

صرف دو کمانوں کی مقدار فاصلہ رہ گیا یا (انتہائے قرب میں) اس سے بھی کم (ہو گیا) ﴾۔ اور یہ مقاماتِ قرب، معراج میں آپ ہے کے سفر کا اختتام سے۔ جیسا کہ امام بخاری نے حضرت انس کے سے روایت کیا ہے: 'اور اللہ رب العزت (اپنے جبیبِ مکرم حضرت محمد سے سے) قریب ہوا۔ پھر اور زیادہ قریب ہو گیا۔ یہاں تک کہ (جلوہ خق اور حبیبِ مکرم میں صرف) دو کمانوں کی مقدار کا فاصلہ رہ گیا یا (انتہائے قرب میں) اِس سے بھی کم (ہو گیا)۔' ارشاد باری تعالی ہے: ﴿ اور الجلتے ہوئے سمندر کی قیم۔ ﴾ یہ آپ کے رب کریم کی آیاتِ کمی اور شب اسراء کے رب کریم کی آیاتِ کمی ، جسے حبیبِ مصطفیٰ کے خاب میں سے ایک تھی، جسے حبیبِ مصطفیٰ کے خاب میں سے ایک تھی، جسے حبیبِ مصطفیٰ کے خاب میں سے ایک تھی ، جسے حبیبِ مصطفیٰ کے خاب میں سے ایک تھی ، جسے حبیبِ مصطفیٰ کے خاب میں ابی طالب یہ حرمیان پانچ سو سال کی مسافت ہے؛ جیسا کہ حضرت علی بن ابی طالب کے درمیان پانچ سو سال کی مسافت ہے؛ جیسا کہ حضرت علی بن ابی طالب سے مروی ہے۔

لیں اس سورۃ مبارکہ میں پانچ مقامات اور اشیاء کی قسم کھائی گئی جن میں سے ہر ایک کو نبی مکرم حبیبِ مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کے ساتھ بہت بڑی نسبت اور لطیف تعلق حاصل ہے۔ سو اللہ رب العزت نے ان اشیاء مقدسہ اور اماکن مبارکہ کو مُقْسَم به اور اپنے نبی مکرم کے کُومُقْسَم عَلَیْہِ بنایا۔

• 1. ﴿ وَٱلنَّجْمِ إِذَا هَوَىٰ ۚ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوَىٰ ۗ • 1. ﴿ وَٱلنَّجْمِ إِذَا هَوَىٰ ۚ مَا يَنطِقُ عَنِ ٱلْهَوَىٰ ﴾ (١)

وكذلك أقسم الله تعالى به بي بقوله: ﴿ وَٱلنَّجْمِ إِذَا هَوَىٰ ۚ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوَىٰ ۚ وَمَا يَنطِقُ عَنِ ٱلْهَوَىٰ ۗ. (٢) وقال الإمام جعفر بن محمد الصّادق عي: النجم محمد في ومعناه بمحمد في (٣) ﴿ إِذَا هَوَىٰ ﴾: أي إذا نزل من السّماء ليلة المعراج. وقال أيضًا: النّجم قلبُ محمد في أو أقسم الله تعالى بقلبه في إذا هوى أي انشرح النّجم قلبُ محمد في أو أقسم الله تعالى بقلبه في إذا هوى أي انشرح من الأنوار أو انقطع عن جميع ما سوى الله بي وما أعوج عن طريق استقامته قطّ، وقال تعالى بمعنى: ما ضلّ حبيبي عني لمحةً وما احتجب عني بشيء لحظةً.

⁽۱) النجم، ۵۳/ ۱-۳.

⁽٢) النجم، ٥٣/ ١-٣.

⁽٣) ذكره البغوي في معالم التنزيل، ٤/ ٢٤٤؛ والقرطبي في الجامع لأحكام القرآن، ١٧/ ٨٣.

⁽٤) ذكره السلمي في حقائق التفسير، ٢/ ٢٨٣.

﴿ وَٱلنَّجْمِ إِذَا هَوَىٰ ۚ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوَىٰ ۚ وَمَا يَنطِقُ عَنِ ٱلْهَوَىٰ ﴾

اسی طرح الله رب العزت نے اپنے اس ارشاد گرامی میں حضور نبی اکرم ﷺ کی قسم کھائی: ﴿ قسم ہے روشن ستارے (محمد ﷺ) کی جب وہ (چیثم زدن میں شبِ معراج اویر جاکر) نیجے اترے۔ تمہیں (اپنی) صحبت سے نوازنے والے (رسول ﷺ جنہوں نے تمہیں اپنا صحابی بنایا) نہ (مجھی) راہ بھولے اور نہ (مجھی) راہ سے بھلے۔ اور وہ (اپنی) خواہش سے کلام نہیں کرتے ، امام جعفر بن محمد الصادق ﷺ نے فرمایا: ﴿ ٱلنَّجْمِ ﴾ سے مراد حضرت محمد ﷺ ہیں اور آیت کا معنیٰ ہے: محمد کے کی قسم، ﴿جب وہ نیج اترے ﴾ لیعنی شبِ معراج آسان سے بنیج اترے۔ نیزیہ بھی فرمایا کہ ﴿ ٱلنَّجْمِ ﴾ سے مراد 'قلب محد ﷺ' ہے اور یہاں اللہ رب العزت نے حضور ﷺ کے قلبِ انور کی قسم کھائی ہے۔ ﴿إِذَا هَوَىٰ ﴾ سے مراد ہے: جب اس قلبِ انور کو انوار اِلٰہی سے اِنشراح نصیب ہوا، وہ تمام ما سوی اللہ سے منقطع ہو گیا اور استقامت کے راستے سے تہمی نہ ہٹا۔ گویا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: میرا حبیب مکرم مجھ سے ایک لمحہ بھی إدهر أدهر نہیں ہوا اور ایک لحظہ کے لیے بھی مجھ سے مجوب (حجاب میں) نہیں ہوا۔

وقال الإمام جعفر الصادق على: ما ضلّ عن قربه طرفة عين. وقال الإمام جعفر الصادق على: وقال ابن عطاء: ما ضل عن الرؤية طرفة عين. وقال سهل التستري: ما ضلّ عن حقيقة التّوحيد قط. (١) وقال الشبلي: ما رجع عنّا منذ وصل إلينا.

ويقال في الحُبِّ: 'هَوِيَ' بالكسر يهوَى هويّا، معناه: نقسم بقلبِ محمّد على إذا اشتد فيه حبه لله، وما أضلّه هذا الحب عن الأدب.

⁽۱) ذكره السلمي في حقائق التفسير، ٢/ ٢٨٣؛ وسهل بن عبد الله التسترى في التفسير، ١/ ١٥٦.

امام جعفر بن محمد الصادق کے فرمایا: حبیبِ مکرم کے اللہ تعالیٰ کے قرب سے آنکھ جھپنے کی دیر بھی دور نہیں ہوئے۔ ابن عطانے کہا ہے: آنکھ جھپنے کی دیر بھی دور نہیں ہوئے۔ سہل تسری نے کہا: حقیقتِ توحید جھپنے کی دیر رویت سے محروم نہیں ہوئے۔ اور شبلی نے کہا: جب سے انہیں سے ایک لحظہ کے لیے بھی جدا نہیں ہوئے۔ اور شبلی نے کہا: جب سے انہیں کیا۔ ممارا وصال ملا ہے انہوں نے ہم سے کسی اور طرف رجوع (رخ) نہیں کیا۔ کُب کے معنیٰ میں هَوِیَ یَہُوی هَوِیًّا استعال کیا جاتا ہے۔ سو اس کا معنیٰ یہ ہوا: دہم قلبِ محمد کے قسم کھاتے ہیں جب اس دل میں اللہ کی محبت شدید تر ہوگئ اور اس محبت نے انہیں ادب کے راستے سے نہیں ہٹایا۔'

١٦-١٦. ﴿ نَّ وَٱلْقَلَمِ وَمَا يَسُطُرُونَ ﴾ (١)

وكذلك جَعَل اللهُ تعالىٰ نَبِيّه هِ مُقْسَمًا عليه بالأقسام في سورة القلم، فأقْسَمَ بقوله: ﴿نَّ وَٱلْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُونَ﴾. (٢) فخاطب الله حبيبه هِ بعد القسمين: ﴿مَآ أَنتَ﴾ أي يا محمد ﴿بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُونِ﴾. (٣) انتفى الجنون عنك بسبب إنعام ربك عليك بالنّبوّة وغيرها، وردٌّ لقولهم هذا: إنّه مجنون، كما قال السّيوطي. (٤) وقال ابن زيد في ﴿نَ ﴾: هو قَسَمٌ أقسمَ الله تعالى به. (٥) وروى معاوية بن قرّة عن أبيه مرفوعًا إلى النبي هُ أنه قال: ﴿ (نَ ﴾ لَوْحٌ مِنْ نُوْرٍ». (٢) ورواه الطبري والقرطبي وابن كثير وغيرهم.

⁽١) القلم، ٦٨/ ١.

⁽٢) القلم، ٦٨/ ١.

⁽٣) القلم، ٦٨/ ٢.

⁽٤) ذكره السيوطي في تفسير الجلالين، ١/ ٧٥٨.

⁽٥) رواه الطبري في جامع البيان، ٢٩/ ١٦.

⁽٦) رواه الطبري في جامع البيان، ٢٩/ ١٦؛ والقرطبي في الجامع لأحكام القرآن، ١٨/ ٢٢٣؛ وابن كثير في تفسير القرآن العظيم، ٤/ ٤٠٢؛ والسيوطي في الدر المنثور، ٨/ ٢٤١.

١٦-١٦. ﴿نَ وَٱلْقَلَمِ وَمَا يَسُطُرُونَ ﴾

اسی طرح الله رب العزت نے اپنے نبی مکرم ﷺ کو سورۃ القلم میں اپنی قسمول کا مُقْسَم عَلَيهِ بنايا ہے۔ ارشاد فرمايا: ﴿ نُونِ (حقيقي معنى الله اور رسول ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں) قلم کی قسم اور اُس (مضمون) کی قسم جو (فرشتے) لکھتے ہیں۔ ﴾ پھر اللہ رب العزت نے دو قسموں کے بعد اپنے حبیب مکرم عے سے یوں خطاب فرمایا: ﴿ (اے حبیب مرسم!) آپ اینے رب کے فضل سے (ہر گز) دیوانے نہیں ہیں۔ ﴾ اِس طرح آپ یے پر آپ یے کے رب کریم کی طرف سے نبوت اور دیگر انعامات کے بعد آپ ﷺ سے جنون کی نفی ہو گئی اور اللہ رب العزت نے کفار کے اس قول کو کہ (نَعُو ذُ بالله) 'ب شک وہ مجنون ہے' رد قرما دیا جیسا کہ امام سیوطی نے کہا ہے۔ ابن زید نے ﴿نّ ﴾ کے بارے میں فرمایا: یہ قسم ہے جو اللہ تبارک و تعالیٰ نے ﴿نَّ ﴾ کے ساتھ کھائی۔ اور معاویۃ بن قرّة نے اپنے والد سے روایت کیا کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: '﴿نَ ﴾ نور کی ایک لوح ہے۔' آپ عللے کے اِس ارشادِ مبارک کو امام طبری، قرطبی، ابن کثیر اور دیگر مفسّرین نے روایت کیا۔ وعن أبي هريرة في قال: سمعت رسول الله في يقول: «أوّل ما خلق الله القلم، ثم خلق النُّون وهي الدواة». وروى ابن عباس والحسن البصريّ وعكرمة، وقتادة، والضحّاك مثله، وأخرجه ابن جرير، وابن أبي حاتم، والبغوي، والرازي، والقرطبي، وابن كثير وغيرهم.

فأقسم الله بالقلم بأنه، كتب به عَلَى اللّوح ما كان وما يكون، وما هو كائنٌ إلى يوم القيامة مِنْ جميع العلم، ثم ختم فم القلم، فلم ينطق ولا ينطق إلى يوم القيامة، كما جاء في الخبر عن أبي هريرة على الشامة، كما جاء في الخبر عن أبي هريرة على المسلم أقسم بسطر الملائكة أو بِمَسْطُورِهم، فيحتمل أن يكون معناه: أي أقسم بالقلم وبما يكتب به من الكتاب. وقال ابن عباس، ومجاهد، وقتادة والسّدي: ﴿مَا يَسُطُرُونَ ﴾ يعني ما تكتب الملائكة مِنْ عمل

⁽۱) رواه الطبري في جامع البيان في تفسير القرآن، ٢٥/ ١٥٦؛ وابن أبي حاتم في تفسير القرآن العظيم، ٤/ ١٣٠٥؛ والبغوي في معالم التنزيل عن ابن عباس مثله، ٤/ ٣٧٤؛ والثعالبي في تفسير الجواهر الحسان، ٤/ ٣٢٤؛ والرازى في التفسير الكبير، ٣٠/ ٢٨؛ والقرطبي في الجامع لأحكام القرآن، ١٨/ ٣٢٣؛ وابن كثير في تفسير القرآن العظيم، ٤/ ٢٠٤؛ والسمعاني في التفسير، ٦/ ٢٤؛ والسيوطي في الدر المنثور، ٨/ ٢٤١.

⁽٢) ذكره القرطبي في الجامع لأحكام القرآن، ١٨/ ٢٢٣.

اور حضرت ابو ہریرہ کے سے مروی ہے کہ آپ کے فرمایا: میں نے رسول اللہ کے کو فرماتے ہوئے سنا: 'سب سے پہلی چیز جسے اللہ تبارک و تعالی نے پیدا فرمایا وہ قلم ہے، پھر اُس نے نون کو پیدا فرمایا اور یہ دوات ہے۔' اور حضرت عبد اللہ بن عباس کے، امام حسن بھری، حضرت عکرمہ، حضرت قادة اور الضحاک نے ایس بی ایک روایت بیان کی ہے، جس کی تخریج ابن جریر طبری، ابن ابی حاتم رازی، بغوی، فخر الدین رازی، قرطبی، ابن کثیر اور دیگر مفسرین نے کی ہے۔

لیں اللہ تبارک و تعالی نے قلم کی قسم کھائی کہ اس نے اس کے ذریعے لوح پر وہ سب علم تحریر فرما دیا جو پچھ ہوچکا، جو پچھ ہوگا اور جو پچھ قیامت تک ہونے والا تھا۔ پھر اس نے قلم کی نوکِ زبان پر مہر لگا دی۔ چنانچہ اس کے بعد اس کی نوکِ زبان سے نہ پچھ نکلا اور نہ قیامت کے دن تک پچھ نکلے گا، جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ کے انہوں نے لکھا اس کی قسم کھائی تو یہ اس معنی کا ملائکہ کے لکھنے کی، یا جو پچھ انہوں نے لکھا اس کی قسم کھائی تو یہ اس معنی کا احتمال رکھتا ہے کہ اللہ رب العزت نے قلم کی قسم کھائی اور کتاب میں سے جو پچھ وہ قلم لکھتا ہے اس کی بھی قسم کھائی۔ حضرت عبد اللہ بن عباس، مجاہد، قادہ اور السدی نے فرمایا: ﴿ وَمَا يَسْطُرُونَ ﴾ یعنی بندوں کے اعمال میں سے قادہ اور السدی نے فرمایا: ﴿ وَمَا يَسْطُرُونَ ﴾ یعنی بندوں کے اعمال میں سے جو پچھ ملائکہ لکھتے ہیں اور وہ اس کام کے لیے نگران اور مؤکل ہیں۔

العباد(١) وهم الحفظة الموكّلون.

وقال ابن أبي نَجِيح عن مجاهد: ﴿وَٱلْقَلَمِ ﴾ يعني الّذي كتب به الذكر. (٢٠) فأقول فلا مانع للاحتمال في هذا المقام من أن يكون معنى الذكر، ذكر حَبيْبه محمّدٍ ﷺ وصفة نبُوَّته ﷺ كما ورد في جواب القسم: ﴿مَا أَنتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُونِ ۞ وَإِنَّ لَكَ لَأَجْرًا غَيْرَ مَمْنُونِ ۚ وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقِ عَظِيمٍ ۞ فَسَتُبْصِرُ وَيُبْصِرُونَ ۞ بِأَييِّكُمُ ٱلْمَفْتُونُ ﴾. (٣) فَذَكر مُقْسَمًا عليه في خمس آيات، وردّ الكفار والمعاندين والحاسدين والطّاعنين في شأن النّبي على أشدّ ردٍّ، ونفي عنه اتَّهام الجنون، الَّذي كان من قِبَل الكفار الضالِّين المفتونين. وقال بمعنى: يا محمّد، أنت بريء مِنهُ، مُتَلَبِّسٌ بنعمة ربّك مِنَ النبوّة والرّسالة، والرّياسة العامّة والزّكاوة التامّة، وحصانة العقل، ورزانة الرأي والفهم، وجلال الفضل والنعم، ولأنواع المعارف والعلوم والجوامع مِنَ الْكَلِم والحِكَم. والـمراد تنزيهه على عمّا كانوا ينسبونه إليه على مِنَ الجنون حسدًا وعداوةً ومكابرةً، لأنَّ الجنون حائل بين النفس والعقل.

⁽١) ذكره ابن كثير في تفسير القرآن العظيم، ٤٠٢ /٤.

⁽٢) ذكره ابن كثير في تفسير القرآن العظيم، ٤/ ٣٠٤.

⁽٣) القلم، ٦٨/ ٢-٦.

اور امام ابن الى بحيح نے حضرت مجاہد سے روايت كيا كه ﴿ وَٱلْقَلَمِ ﴾ سے مراد الذكر ہے جو اس قلم كے ذريعے لكھا گيا۔ ميں كہتا ہوں كہ اس مقام پر اس احمّال میں کوئی اَمر مانع نہیں ہے کہ اِس ذِکر سے مراد حبیب رب الِعلیٰ حفرت محمد ﷺ اور آپ ﷺ کی صفاتِ نبوت کا ذِکر ہو، جیسا کہ جواب قسم میں وارد ہوا: ﴿ (اے حبیب مرتم!) آپ اپنے رب کے فضل سے (ہر گز) دیوانے نہیں ہیں اور بے شک آپ کے لیے ایسا اَجر ہے جو مجھی ختم نہ ہوگا اور بے شک آپ عظیم الثان خلق پر قائم ہیں (یعنی آداب قرآنی سے مزین اور اَخلاقِ الٰہیہ سے متصف ہیں) پس عنقریب آپ (بھی) دیکھ لیں گے اور وہ (بھی) دیکھ لیں گے کہ تم میں سے کون دیوانہ ہے۔ ﴾ پس اللہ رب العزت نے پانچ آیات میں مُقْسَم عَلَیْهِ کو بیان فرمایا اور کفار و مشرکین، معاندین و حاسدین اور آپ ﷺ کی شان میں طعنہ زنی کرنے والوں کا شدید ترین رد فرمایا اور آپ ﷺ کی ذاتِ مبارکہ پر ان گمراہ کفار و مشرکین کی طرف سے جُنون کی جو تہت لگائی گئی اس کی نفی فرمائی۔ گویا آپ ﷺ سے خطاب كرتے ہوئے معنوى طور پر ارشاد فرمايا: اے محد! آپ اس سے مبر أبين كيونكه آب تو نبوت و رسالت، رياست عامه، زكاوت تامه، حصانت (محفوظيت) عقل، اصابت ِرائه، جودتِ فهم، جلالتِ فضل و نعم، انواعِ علوم و معارف اور جو امعُ الكَلِم و الحِكم كي صورت ميں رب كريم كي نعمتوں كے حامل ہيں۔ حسد و عداوت کی بنا پر جس جُنون کو وہ آپ ﷺ کی طرف منسوب کرتے ہیں اس سے آپ ﷺ کے مبرا و منزہ ہونے کا إظہار مقصود ہے کیونکہ جُنون، نفس اور عقل کے در میان حائل ہے۔

وكذا أخرج ابن المنذر عن ابن جريج: إنَّما قالوا استِبْعَادًا منهم ما ادّعاه النّبي على من الرّسالة مِنَ الله، وما ارتكبهُ النّبي على مِنْ مخالفة جميع الناس في أيّام العسرة، واستيلاء ظُلمةِ الكفر، ولما كان هذا الاستبعاد منهم مستقرًا قويًّا في زعمهم أكَّدُوا قولهم إنك لمجنون بأن ولام القسم بناءً على شدّةِ إنكارهم، فأكَّدَ اللهُ تعالى الجواب بالأقسام. وزيادةِ الباء في الخبر بتأكيد النفي، وفيه نفي الجنون عنه على بحال تلبّسه بنعمة الله، ليكون هذا التأكيد مع قيد النعمة بمنزلة البيّنة والبرهان على النفي والرّد. فإنّه مَنْ كان بهذه المثابة مِن العلم والعقل والفهم والكمال في الخُلُق والطُّرُق، فالقول فيه بأنَّه مجنون سفسطة، لا يقول به إلَّا مَنْ هو ضَالٌ ومفتونٌ ومُدْهِنُّ وكذَّابٌ ومَهينٌ، حقيرٌ، ذليلٌ وهمَّازٌ، عيَّابٌ، طعَّانٌ ومَشَّآءٌ، نقَّالُ، قتَّات نميمٌ، ومنَّاعٌ لِلْخَيْرِ ومُعْتدٍ، متجاوزٌ، أثيمٌ، وعُتُلٌّ، فَظٌّ، غليظٌ، جوَّاظٌ، وزَنِيمٌ، والزَّنيم هُوَ ملحقُ النَّسَبِ الَّذي لا أصل له، وهُوَ وَلَدُ الزِّنَا والفاحش واللئيم؛ كما ذكره ابن جرير،(١) والبغوى،(٢)

⁽١) ذكره ابن جرير الطبري في جامع البيان في تفسير القرآن، ٢٩/ ١٨.

⁽٢) ذكره البغوي في معالم التنزيل، ٤/ ٣٧٥.

اسی طرح ابن المندر نے ابن جرت سے روایت کیا ہے کہ کفار و مشر کین نے حضور نبی اکرم ﷺ کے اللہ رب العزت کی طرف سے دعوی نبوت و رسالت کے بعید از قیاس ہونے اور غلبیر کفر و شرک کے ماحول میں تمام عالم کفرکی مخالفت پر آپ ﷺ کی ثابت قدمی کو بعید سمجھتے ہوئے آپ ﷺ کو مجنون خیال کیا تھا۔ پھر جب یہ بات ان کے زعم و گمان میں قوی اور مضبوط ہو گئی تو انہوں نے بڑی شد و مد کے ساتھ آپ ﷺ کو (نَعُوذُ بالله) مجنون کہنا شِروع كر ديا لينى ﴿إِنَّكَ لَمَجْنُونٌ ﴾ كها- ان كے اس قول ميں إنَّ اور 'لامِ قسم' کا استعال ان کے انکار کی شدت کا مظہر تھا۔ اس پر اللہ تبارک و تعالیٰ نے جواب کو قسموں کے ساتھ اور خبر میں نفی کی تاکید کے لیے 'باء' کا اضافہ كر كے مؤكد فرمايا اور اس جواب ميں الله تعالى كى نعتوں كے حامل ہونے كى بنا پر آپ ﷺ کی ذات سے جنون کی نفی فرمائی گئی تاکہ بیان نعت کے ساتھ یه تاکید نفی و رد میں بمنزله بربان و دلیل ہو جائے۔ کیونکه جو جستی علم، عقل، فہم اور خلق و سیرت کے کمال پر فائز ہو اُسے مجنون کہنا حماقت و جہالت کی انتهاء ہے۔ اس قسم کی بات صرف وہ شخص کر سکتا ہے جو ضَالّ، مَفْتُوْن، مُدْهِن، كَذَّاب، مَهِيْن، حَقِيْر، ذَلِيْل، هَمَّاز، عَيَّاب، طَعَّان، مَشَّآء، نَقَّال، قَتَّات، نَمِيْم، مَنَّاعٌ لِلْخَيْر، مُعْتَد، مُتَجَاوِز، أَثِيْم، عُتُلَّ، فَظّ، غَلِيْظ، جَوَّ اظ اور زَنِيْم ہو۔ زَنِيْم اس شخص كو كہتے بين جو صحيح النسب نہ ہو ليعني ولد الزنا اور نطفه کرام ہو، فخش گو اور کمینہ ہو؛ جیسا کہ ابن جریر طبری، بغوی،

والرازي، (۱) والقرطبي، (۲) وابن كثير، (۳) وغيرهم عن ابن عباس الله ومجاهد، والضَّحَّاك، وسعيد بن المسيّب، وعكرمة، والحسن، وسعيد بن جبير، والثوري وغيره.

وقال أبو حيّان في 'البحر المحيط': قوله تعالى: ﴿بِنِعْمَةِ رَبِّكَ ﴾ قَسَمٌ أيضًا، واعترض به بين المحكوم عليه والحكم على سبيل التأكيد والتشديد والمبالغة في انتفاء الوصف الذّميم عن الحبيب في (') وذهب إلى القسم أيضًا الشيخ نجم الدين في 'تأويلاَتِه' والمعنى، أي: ﴿مَا أَنتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُونِ ﴾ قيل: النعمة هنا الرحمة، والآية أي: ﴿مَا أَنتَ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُونِ ﴾ قيل: النعمة هنا الرحمة، والآية ردّ على الكفار حيث قالوا: ﴿وَقَالُواْ يَا أَيُّهَا ٱلّذِى نُزِّلَ عَلَيْهِ ٱلذِّ كُرُ إِنَّكَ لَمَجْنُونُ ﴾. (') فَمَعْنى الآية: يا محمد! أقسم بِنِعْمةِ ربّك عليك، لستَ بمجنون، كما يقول الجهلة مِن قومك والمكذّبون بما جئتهم به إليه من المهدى والحق المبين، فنسبوك فيه إلى الجنون، بل لك الأجر العظيم والثواب الجزيل، لا ينقطع ولا يبيد وهو غير مقطوع وغير محسوب.

⁽١) ذكره الرازي في التفسير الكبير، ٣٠/ ٧٠.

⁽٢) ذكره القرطبي في الجامع لأحكام القرآن، ١٨/ ٢٢٥.

⁽٣) ذكره ابن كثير في تفسير القرآن العظيم، ٤/ ٤٣.

⁽٤) ذكره أبوحيان في البحر المحيط، ٨/ ٣٠٥.

⁽٥) الحجر، ١٥/ ٦.

رازی، قرطبی، ابن کثیر اور دیگر مفسرین نے ابن عباس، مجاہد، ضحاک، سعید بن المسیب، عکرمہ، حسن بھری، سعید بن جبیر اور سفیان توری وغیرہم سے روایت کیا ہے۔

ابو حیان اندلی نے 'البحر المحیط' میں فرمایا: الله رب العزت كا ارشاد ﴿ بِنِعْمَةِ رَبِّكَ ﴾ ہى قسم ہے اور حبيب مكرم على واتِ والا صفات سے اس مذموم وصف کی نفی میں مبالغہ، شدّت اور تاکید کے لیے محکوم علیہ اور تھم کے در میان جملہ معترضہ کے طور پر بیان فرمایا ہے۔ نیز اس کے قسم ہونے کو شَيْخ مجم الدين نے مجى 'تاويلات' ميں بيان فرمايا اور آيت ﴿ مَا أَنتَ بنِعُمَةِ رَبِّكَ بِمَجْنُونِ ﴾ كا معنٰی بیان فرمایا كه یهاں نعمت سے مراد رحمت ہے، اور یہ آیتِ مبارکہ کفار کے رو میں نازل ہوئی جب انہوں نے کہا: ﴿ اور (کفار گتاخی کرتے ہوئے) کہتے ہیں: اے وہ شخص جس پر قرآن اتارا گیا ہے! بے شک تم دیوانے ہو۔ ﴾ پس آیت مبارکہ کا معنیٰ ہے: اے محمد! میں آپ کے رب کی نعمت کی قسم کھاتا ہوں کہ آپ ہر گز مجنون نہیں، جس طرح کہ آپ کی قوم کے جاہل اور حق و ہدایت کی تکذیب کرنے والے لوگ کہتے ہیں اور آپ کی طرف جُنون کی نسبت کرتے ہیں۔ ایسا ہر گز نہیں ہے! بلکہ آپ کے لیے اجرِ عظیم اور ثواب جزیل ہے جو تبھی منقطع ہو گا نہ ختم اور وہ ہمیشہ بغیر حساب جاری رہے گا۔

وقوله: ﴿وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ ﴿ ` أَنَّ سعد ابن هِشام سأل عائشة ﴿ عَن خُلُقِ رسول الله ﴿ فقالت: ألستَ تقرأ القرآن؟ قلت: بلى، قالت: فإنّ خُلُق رسول الله ﴿ كان القرآن. (٢) ورواه مسلم مِنْ حديث قتادة بطوله، وأحمد عن طريق الحسن، وأبو داود، والنسائي، وعبد الرّزّاق، وغيرهم.

وروى ابن جرير الطبري عن الحسن، عن سعد بن هشام: قال أتيتُ عائشة أمّ المؤمنين ﴿ فقلتُ لها: أخبريني بخلُقُ النّبيّ ﴿ فقالت: كان خُلُقُهُ القرآن، أَمَا تقرأ ﴿ وَإِنّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ ﴾ ؟ (٣) روى أبو داود، والنسائي، من حديث الحسن نحوه.

- (١) القلم، ٦٨/ ٤.
- (۲) أخرجه مسلم في الصحيح، كتاب صلاة الـمسافر وقصرها، باب جامع صلاة الليل ومن نام عنه أو مرض، ١/ ٥١٣،٥١٢، الرقم/ ٤٤٢؛ وأبوداود في السنن، كتاب التطوع، باب في صلاة الليل، ٢/ ٤٠، الرقم/ ١٣٤٢؛ والنسائي في السنن، كتاب قيام الليل وتطوع النهار، باب قيام الليل، ٣/ ١٩٥، الرقم/ ١٦٥٠؛ وعبد الرزاق في الـمصنف، ٣/ ٣٩، ٤٠، الرقم/ ٤٧١٤؛ وأحد بن حنبل في الـمسند، ٦/ ١٦٣، الرقم/ ٢٥٣٤١.
 - (٣) رواه الطبري في جامع البيان في تفسير القرآن، ٢٩/ ١٩.
- (٤) أخرجه أبوداود في السنن، كتاب الصلاة، باب في صلاة الليل، ٢/ ٣٨، الرقم/ ١٣٤٢؛ والنسائي في السنن، كتاب قيام الليل والتطوع النهار، باب

الله تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿ اور بے شک آپ عظیم الشان خلق پر قائم ہیں۔ ﴾ حضرت سعد بن ہشام نے ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ ﷺ سے رسول الله ﷺ کے خُلُق کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے ارشاد فرمایا: کیا تو قرآن نہیں پڑھتا؟ (حضرت سعد کہتے ہیں:) میں نے انہیں جواب دیا: جی پڑھتا ہوں۔ انہوں نے کہا: بے شک رسول الله ﷺ کا اخلاق قرآن تھا۔ امام مسلم نے حضرت قادہ سے اس حدیث کو طوالت کے ساتھ روایت کیا اور امام احمد بن حنبل نے حضرت حسن کے طریق سے جب کہ امام ابو داؤد، نسائی، عبد الرزاق اور دیگر محدثین نے بھی روایت کیا ہے۔

امام ابن جریر طبری، حضرت حسن (بصری) سے اور انہوں نے حضرت سعد بن ہشام سے روایت کیا، انہوں نے کہا: میں اُمُّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ کیا کہ بھی کے ہاں حاضر ہوا اور اُن سے عرض کیا کہ مجھے حضور نبی اکرم کی کے فلق قرآن تھا۔ فلق کے بارے میں بتائیں تو انہوں نے فرمایا: 'آپ کی کا خُلق قرآن تھا'۔ کیا آپ ﴿ وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِیمِ ﴾ کی تلاوت نہیں کرتے؟ امام ابو داؤد اور نسائی نے حضرت حسن سے اسی طرح روایت کیا ہے۔

ثم قال: ﴿فَسَتُبْصِرُ وَيُبُصِرُونَ۞ بِأَييِّكُمُ ٱلْمَفْتُونُ﴾ ('' أي: فستعلم يا محمّد، وسيعلم مخالفوك ومكذّبوك مَنِ الـمَفْتون الضّال مِنْك ومنهم، وهذا كقوله تعالى: ﴿سَيَعْلَمُونَ غَدًا مَّنِ ٱلْكَذَّابُ ٱلْأَشِرُ﴾. ('' وكقوله تعالى: ﴿وَإِنَّا أَوْ إِيَّاكُمُ لَعَلَى هُدًى أَوْ فِي ضَلَلٍ مُّبِينٍ﴾. (")

وقال ابن القيّم: والـمُقْسَمُ عليه بالقلم والكتابة تنزيه نبيّه ورسوله عمّا يقول فيه أعداؤه، (أ) وأنت إذا طابَقْتَ بين هذا القسم والـمقسم به (والـمقسم عليه)، وجدته دالًا عليه أظهر دلالة وأبينها، فإنّ ما سطر الكاتبُ بالقلم مِن أنواع العلوم الّتي يتلقّاها البشر بعضهم عن بعضٍ، لا تصدر عن مجنون ولا تصدر إلا عن عقلٍ وافرٍ، فكيف يصدر ما جاء به الرّسول على مِن هذا الكتاب الّذي هو

قيام الليل، ٣/ ١٩٩، الرقم/ ١٦٠١.

⁽۱) القلم، ۲۸/ ٥، ٦.

⁽٢) القمر، ٥٤/ ٢٦.

⁽٣) سبا، ٢٤/ ٢٤.

⁽٤) ذكره ابن القيم في التبيان في أقسام القرآن، ١/ ١٣٣.

پھر اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا: ﴿ پُس عَقریب آپ (بھی) دیکھ لیں گے اور وہ (بھی) دیکھ لیں گے کہ تم میں سے کون دیوانہ ہے۔ ﴾ یعنی اے محمد! آپ بھی عنقریب جان لیں گے اور آپ کے مخالفین اور آپ کی تکذیب کرنے والے بھی جلد ہی جان لیں گے کہ آپ اور اِن مکزّبین میں سے دیوانہ اور گراہ کون ہے۔ اور یہ اسی طرح ہے جیسے اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا: ﴿ اَنْہِیں کُل (قیامت کے دن) معلوم ہو جائے گا کہ کون بڑا جھوٹا، خود پند ﴿ اَنْہِیں کُل (قیامت کے دن) معلوم ہو جائے گا کہ کون بڑا جھوٹا، خود پند ﴿ اور مُثلِیْر) ہے ﴾۔ نیز جیسے ارشادِ ربانی ہے: ﴿ لِهِ شِک ہم یا تم ضرور ہدایت پر ہیں یا کھلی گر ابی میں ﴾۔

علامہ ابن القیم نے کہا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا قلم اور کتابت (جو کچھ وہ فرشتے لکھتے ہیں) کی قیم اٹھانے کا مُقْسَم عَلَیْہِ اپنی نبی و رسول کے وہ فرشتے لکھتے ہیں) کی قیم اٹھانے کا مُقْسَم عَلَیْہِ اپنی نبی و رسول کے وشمن آپ بنا کر آپ کی واس سے منزہ و مبرا قرار دینا ہے جو آپ کی دائی مار کہ کے بارے میں کہتے تھے۔ اور اگر آپ اس قیم اور مُقسَم بِهِ لیمیٰ مُقْسَم عَلَیْہِ کے درمیان مطابقت پیدا کریں تو اِسے اِسی معنیٰ پر اَظہر اور اسحیٰ مُقْسَم عَلَیْہِ کے درمیان مطابقت پیدا کریں تو اِسے اِسی معنیٰ پر اَظہر اور واضح دلالت کرنے والا پائیں گے کیونکہ کاتب قلم کے ساتھ مختلف علوم میں سے جو کچھ لکھتا ہے، جنہیں انسان ایک دوسرے سے حاصل کرتے ہیں تو وہ کسی مجنون سے صادر نہیں ہو سکتے بلکہ وہ صرف عقل وافر سے ہی صادر ہو سکتے ہیں۔ لہٰذا رسولِ مَرِّ میں جو کتاب لے کر آئے ہیں وہ تو درجاتِ علوم میں

في أعلى درجات العلوم، بل العلوم التي تضمنها ليس في قُوى البشر الإتيان بها، ولا سيّما مِنْ أُمّيً، لا يقرأ كتابًا ولا يخطّ بيمينه مع كونه في أعلى أنواع الفصاحة، سليمًا من الاختلاف، بَرِيئًا مِنَ التناقض. يستحيلُ العقلاء كلهم لو اجتمعوا في صعيدٍ واحدٍ أن يأتوا بمثله، ولو كانوا في عقلِ رجلٍ واحدٍ منهم، فكيف يتأتّى ذلك مِن مجنونٍ لا عقل له يميّز به.

وهل هذا إلا مِن أقبح البهتان وأظهر الإفك والهذيان، فتأمّلوا شهادة هذا المُقْسَم به للمُقْسَم عليه ودلالته عليه أتمّ دلالةٍ. سب سے اعلیٰ ہے، بلکہ جن علوم کی حامل یہ کتاب ہے وہ کسی انسان کی طاقت و استطاعت سے ہی ماوراء ہیں۔ لہذا اس کا صدور کسی ایسے شخص سے کیسے ہو سکتا ہے؟ خاص طور پر کسی ایسی ہستی سے اس کا صدور تو ناممکن ہے جو اُتی ہے اور جس نے (کسی انسان سے) کتاب پڑھنا سیکھا ہے نہ ہاتھ سے لکھنا، حالانکہ جو کتاب وہ لائے ہیں وہ فصاحت و بلاغت کی تمام اقسام میں اعلیٰ ترین بھی ہے اور ہر قسم کے اختلاف اور تناقص سے محفوظ و مامون بھی۔ اگر تمام اہلِ عقل و دانش کسی میدان میں اس کی مثل لانے کے لیے جمع ہو جائیں اور ان تمام کی عقلیں کسی میدان میں اس کی مثل لانے کے لیے جمع ہو جائیں اور ان تمام کی عقلیں کسی ایک شخص میں جمع ہو جائیں، تو بھی اس کی مثل لانا محال و ناممکن ہے۔ لہذا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایس کی مثبیں ہوتی؟

تو کیا (نعو ذبالله) آپ ﷺ کو مجنون کہنا آپ ﷺ کی ذات پر فتیج ترین بہتان اور واضح ترین جموٹ اور بیہودہ گوئی نہیں؟ لہذا تم اس 'مُقْسَم بِهِ' کی 'مُقْسَم عَلَیه' کے لیے شہادت و دلالت پر غور کرو، یقیناً وہ اَکمل و اَتم ؓ دلالت 19. ﴿ فَلَاّ أُقْسِمُ بِمَا تُبُصِرُونَ ۞ وَمَا لَا تُبُصِرُونَ ۞ إِنَّهُ ولَقُولُ رَسُولٍ كَرِيمِ ۞ وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ قَلِيلًا مَّا تُؤُمِنُونَ ۞ وَلَا رَسُولٍ كَرِيمِ ۞ وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ قَلِيلًا مَّا تُذَكَّرُونَ ۞ تَنزِيلٌ مِّن رَّبِّ ٱلْعَلَمِينَ ﴾ (() بِقَوْلِ كَاهِنٍ قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ ۞ تَنزِيلٌ مِّن رَّبِّ ٱلْعَلَمِينَ ﴾

وكذلك أقسم الله تعالى في سورة الحاقّةِ بقوله: ﴿ فَلَاۤ أُقُسِمُ بِمَا تُبْصِرُونَ ۚ وَمَا لَا تُبْصِرُونَ ۚ إِنَّهُ و لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمِ ۚ وَمَا هُوَ بَعُولِ شَاعِرٍ ۚ قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ ۚ وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنِ ۚ قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ ۚ تَنزِيلُ مِّن رَّبِ ٱلْعَلَمِينَ ﴾. (٢)

ورد في أوّل الآية ﴿فَلاّ ﴾ لظهور الأمر، واستغنائه عن التحقيق بالقسم، ويقال 'لا' زائدة للتأكيد، ومعناه أُقْسِمُ، أو المعنى: فليس الأمر كما تقولونه مِنْ أنَّ محمّدًا ﴿ يقول القرآن مِن نفسه وهو شاعرٌ أو كاهنٌ. فأقسم الله تعالى عليه وقال: ﴿إِنَّهُو ﴾ يعني القرآن ﴿لَقَولُ رَسُولٍ كَرِيمٍ منّا إليكم.

⁽١) الحاقّة، ٦٩/ ٣٨-٣٤.

⁽٢) الحاقّة، ٦٩/ ٣٨-٣٤.

19. ﴿ فَلَا أُقُسِمُ بِمَا تُبْصِرُونَ ﴿ وَمَا لَا تُبْصِرُونَ ﴾ إِنَّهُ ولَقُولُ
 رَسُولٍ كَرِيمِ ۞ وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ قَلِيلًا مَّا تُؤْمِنُونَ ﴿ وَلَا بِقَوْلِ
 كَاهِنَ قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ ﴾ تنزِيلُ مِّن رَّبِ ٱلْعَلَمِينَ ﴾

اسی طرح اللہ تبارک و تعالیٰ نے سورۃ الحاقۃ میں ان الفاظ سے قسم کھائی ہے: ﴿ سو میں قسم کھاتا ہوں ان چیزوں کی جنہیں تم دیکھتے ہو اور ان چیزوں کی (بھی) جنہیں تم نہیں دیکھتے، بے شک یہ (قرآن) بزرگی و عظمت والے رسول (ﷺ) کا (منزل من الله) فرمان ہے، (جسے وہ رسالتًا اور نیابتًا بیان فرماتے ہیں) اور یہ کسی شاعر کا کلام نہیں (کہ اُدبی مہارت سے خود لکھا گیا ہو)، تم بہت ہی کم یقین رکھتے ہو، اور نہ (یہ) کسی کائن کا کلام ہے (کہ فی أندازوں سے وضع کیا گیا ہو)، تم بہت ہی کم نصیحت حاصل کرتے ہو، (حقیقت یہ ہے کہ یہ قرآن) تمام جہانوں کے رب کی طرف سے نازل شدہ ہے گا۔ آیتِ مبارکہ کے آغاز میں ﴿فَلاّ ﴾ ظہورِ اَمر (بات کے آغاز) اور قسم کے ذریعے تحقیق سے بے نیاز کرنے کے لیے ہے۔ کہا جاتا ہے کہ 'لا' زائدہ ہے جو تاکید کے لیے ہے اور اس کا معنی ہے: ﴿ میں قسم کھاتا ہوں۔ ﴾ پس یہاں معنی یہ ہوا کہ نفس امر (اصل بات) اس طرح نہیں جس طرح تم کہتے ہو کہ محمد ﷺ یہ قرآن اپنی طرف سے کہتے ہیں اور وہ (معاذ اللہ) شاعر ہیں با کائنں۔

فأَقْسَمَ الله عليه لِتَنزِيهه وتكريمه: ﴿ بِمَا تُبُصِرُونَ ۞ وَمَا لَا تُبُصِرُونَ ۞ . قال مقاتل: أقسم بِمَا تُبْصِرُونَ من الخلق وما لا تبصرون منه. وقال قتادة: أقسم بالأشياء كلها (١) بما يُبْصرَ منها ومَا لا يُبْصرَ.

وقال الكلبي: تُبْصِرُوْن مِن شيء وما لا تبصرون مِن شيء. وهذا أعمُّ قسم وقع في القرآن، فإنّه يعم العلويّات والسُّفليات والدنيا والآخرة، وما يُرى وما لايرى، (1) ما يدركه البصر والبصيرة مِنَ المظاهر والمعالي من أفعاله تعالى وصفاته، وما لا يدركه الأبصار والبصائر من مراتب الصِّفات والشُيُونات، من الأجسام والأرواح، أو الإنس والجنّ والملائكة، والنعم الظاهرة والباطنة، والعرش والكرسي، والسماوات السبع وما فيها، وكل ذلك من آيات قدرته وربوبيّته. فيدخل فيه جميع المكوّنات والموجودات وما في ظهر الأرض وما في بطنها، ومِن مكنونِ غيبه من الملكوت والجبروت والناسُوت.

 ⁽١) ذكره البغوي في معالم التنزيل، ٤/ ٣٩٠؛ والشوكاني في فتح القدير،
 ٥/ ٢٨٥.

⁽٢) ذكره ابن القيم في التبيان في أقسام القرآن/ ١٠٩.

پھر اللہ رب العزت نے قسم کھا کر فرمایا کہ ﴿إِنَّهُ ﴾ یعنی بے شک قرآن میں اللہ مجید ﴿لَقَوْلُ رَسُولِ گَرِیمِ ﴾ بزرگی و عظمت والے رسول ﷺ کا منزل من الله (اللہ کی طرف سے اتارا ہوا) کلام ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کی تنزیہ و تکریم کے لیے قسم کھائی: ﴿ان چیزوں کی جو تم دیکھتے ہو اور ان چیزوں کی جو تم نہیں دیکھتے ﴾۔ مقاتل نے (اس کا یہ معلیٰ) بیان کیا ہے: میں قسم کھاتا ہوں گلو قات میں سے ان چیزوں کی جو تم دیکھتے ہو اور اُن کی جو تم نہیں دیکھتے۔ اور قادہ نے کہا: میں اُن تمام اشیاء کی قسم کھاتا ہوں جن کو دیکھا جاتا ہے اور جن کو نہیں دیکھا جاتا ہے اور جن کو نہیں دیکھا جاتا ہے اور جن کو نہیں دیکھا جاتا۔

کلبی نے کہا ہے: (اِس کا معنیٰ ہے کہ) کوئی بھی شے جو تم دیکھتے ہو اور جس کو تم نہیں دیکھتے ہو۔ یہ عام قسم ہے جو قرآن مجید میں بیان ہوئی ہے کیونکہ علویات (اوپر کی تمام اشیاء) و سفلیات (ینچے کی تمام اشیاء)، دنیا و آخرت، اور جو دکھائی نہیں دیتیں، افعالِ الہی اور اس کی صفات کے مظاہر میں سے جن کا ادراک آنکھ اور بھیرت کر سکتی ہے اور مراتبِ صفات میں سے جن کا ادراک نہیں کر سکتی؛ ان کا تعلق اجسام و ارواح سے ہو یا جن و انس اور ملائکہ سے، ظاہری نعمیں ہوں یا باطنی، عرشِ الہی، کرسی، موں یا باطنی، عرشِ الہی، کرسی، اور اس کی ربوبیت کی نشانیاں ہیں۔ ان میں تمام کون و مکان اور موجودات اور اس کی ربوبیت کی نشانیاں ہیں۔ ان میں تمام کون و مکان اور موجودات داخل ہیں جو روئے زمین پر ہیں یا زمین کے باطن میں، اور تمام عالم ملکوت و جبروت اور عالم ناسوت بھی اس میں داخل ہیں جو اس کے خزانہِ غیب میں۔

فالتحقيق أنّه تعالى أقسم بالكلّ، حتّى بذاته المقدّسة، ما وقع به التجلّي وما لم يقع، وما ظهر منها في عالم الشهادة، وما لم يظهر، وما يُعلَمُ بعلم اليقين، وما يشاهد بعينِ اليقين، وما يُحقَّقُ بحقِّ اليقين.

وكذلك أقسم الله تعالى بظاهر كلِّ حقيقةٍ وباطنها، ثم ذكر سبحانه المُقْسَمَ عليه، وهو النّبيّ الرّسول الوجيه الكريم العظيم في وقال: ﴿إِنَّهُ و لَقُولُ رَسُولِ كَرِيمٍ وهو محمد هِ ولا خلاف فيه، وفي إضافته إلى الرّسالة دليلُ واضحٌ أنّه كلام المُرْسِلِ بَعِلا إلى رسوله الّذي يُبلّغُه إلى الناس عنه، وهو لا يقول عن نفسه، وأضافه إليه على معنى التبليغ لأنّ الرّسول مِنْ شأنه أن يبلّغ عن المُرْسِلِ.

فهو في غاية الكرم الذي يدل على أفضليّته، وعدم مثليّته بشاعرٍ وكاهنٍ، فإضافة القرآن إلى الله تعالى لأنّه هو وحيه والمتكلّم به، وإضافته إلى الرّسول على كما قال بيجالي: ﴿إِنَّهُ و لَقَوْلُ رَسُولٍ كَرِيمٍ ﴾ فمعناه هو الْمُبَلَّغُ إليه ونُزِّلَ على قلبه وأوحِيَ إليه من ربّه، ولهذا

حقیقت یہ ہے کہ اللہ رب العزت نے اپنی ذاتِ مقدسہ سمیت ان تمام اشیاء کی قسم کھائی جو عالم شہادت میں ظاہر ہو چکی ہیں اور جو ظہور پذیر نہیں ہوئیں، جن کو علم الیقین کے ذریعے جانا جاتا ہے اور جن کا عین الیقین کے ذریعے مشاہدہ کیا جاتا ہے، اور جن کی حقیقت کو حق الیقین کے ذریعے ثابت کیا جاتا ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ہر حقیقت کے ظاہر کی قسم کھائی اور اس کے باطن کی بھی۔ پھر اُس نے 'مُقسم علیہ' کا ذکر فرمایا اور وہ بڑی بزرگی، عظمت اور عزت والے نبی مکرم اور رسول معظم بی ہیں۔ نیز فرمایا: ﴿ بِ شَک یہ قر آن بزرگی و عظمت والے رسول ﴿ فَ كَا مَنزل مَن اللّٰه فرمان ہے۔ ﴾ اور وہ (رسول) حضرت محمد ہی ہیں اور اس میں کوئی اختلاف نہیں۔ اس قرآن مجمد کی رسالت کی طرف اضافت میں واضح دلیل ہے کہ یہ ججیجے والے کا کلام ہے جو اس نے اپنے رسول کی طرف جیجا جس کو وہ رسول مکرم ہی اس الله تبارک و تعالیٰ کی طرف سے لوگوں تک پہنچاتے ہیں اور اپنی طرف سے کوئی بنا پر بات نہیں کرتے۔ قرآن کی رسول کی طرف اضافت معنی تبلیغ کی بنا پر بات نہیں کرتے۔ قرآن کی رسول کی عرف اضافت معنی تبلیغ کی بنا پر بات نہیں کرتے۔ قرآن کی رسول کی عالی کی طرف اضافت معنی تبلیغ کی بنا پر طرف سے کیونکہ رسول اللہ کی شان ہی یہی ہے کہ وہ مُرسِل (جھیجے والے) کی طرف سے پہنچائیں۔

پس لطف و کرم کی یہ انتہاء ہے جو آپ کی افضلیت پر دلالت کرتی ہے اور کسی شاعر یا کائن کے ساتھ آپ کی عدم مثلیت کی مظہر ہے۔ پھر قرآن مجید کی اللہ رب العزت کی طرف اضافت اس لیے ہے کہ یہ اس کی وحی ہے اور وہی اس کا مشکلم ہے۔ اور رسول کی کی طرف اس کی اضافت جیسا

أكّده بقوله: ﴿ تَنزِيلُ مِّن رَّبِ ٱلْعَلَمِينَ ﴾. (() وإضافته إلى جبريل كما ورد في سورة التكوير، بمعنى أنّه نزل به من السّماء وتلا على خاتم النبيين ، ولكن أَظْهَرَهُ الله تعالى للخلق بلسان النبي .

ومن بلاغة هذه الآيات تكرار لفظ القول كما ورد: ﴿إِنَّهُ وِلَقُولُ لَمُولِ كَرِيهِ ﴾ ﴿ وَمَا هُوَ بِقَولِ شَاعِرٍ ﴾ ، ﴿ وَلَا بِقَولِ كَاهِنٍ ﴾ للمبالغة في إبطال أقاويلهم الكاذبة على الرّسول الصّادق الأمين الحق المبين في إبطال أقاويلهم الكاذبة على الرّسول الصّادق الأمين الحق المبين في وزيادة ﴿ مَّا ﴾ في قوله: ﴿ قَلِيلًا مَّا تُؤُمِنُونَ ﴾ ، وقوله: ﴿ قَلِيلًا مَّا تَذَكَّرُونَ ﴾ لتأكيد القلّة وأراد بالقليل نفي إيمانهم أصلًا. وقال الزخشري: والقلّة في معنى العدم (٢) كقولك: 'لمن لا يزورك فما تأتينا أصلًا فمعناه: 'من لا يصدّقك فليس بمؤمن أصلا فيؤيّده قوله تعالى: ﴿ وَمَا قَدَرُواْ ٱللَّهُ حَقَّ قَدُرِهِ ۚ إِذْ قَالُواْ مَا أَنزَلَ ٱللَّهُ عَلَىٰ بَشَرِ مِّن

⁽١) الحاقة، ٦٩/ ٣٤.

⁽۲) ذكره الزمخشري في الكشاف، ٤/ ٢٠٩.

کہ اس نے فرمایا: ﴿ یہ قرآن بزرگی و عظمت والے رسول کے کا (منزل من الله) فرمان ہے۔ ﴾ کا معنی یہ ہے کہ وہ ان تک پہنچایا گیا ہے اور ان کے دل پر اس کو اتارا گیا ہے اور آپ کے رب کی طرف سے آپ کی کرف وی کیا گیا ہے اور اس لیے اللہ رب العزت نے اپنے اس ارشادِ گرامی سے اس کی توثیق فرما دی: ﴿ (یہ) تمام جہانوں کے رب کی طرف سے نازل شدہ ہے ﴾ ور جبریل امین کی طرف قرآن مجید کی اضافت جیسا کہ سورۃ التکویر میں ارشاد ہوا ہے اس معنی میں ہے کہ وہ اس قرآن کو آسان سے لے کر میں ارشاد ہوا ہے اس معنی میں ہے کہ وہ اس قرآن کو آسان سے لے کر غلوق کے اور خاتم النیسین کے بر اس کو تلاوت کیا، لیکن اللہ رب العزت نازل ہوئے اور خاتم النیسین کی فربانِ آنور سے ظاہر فرمایا۔

اور ان آیاتِ مبارکہ کی بلاغت میں سے لفظ القول کا تکرار ہے جیسا کہ ﴿إِنَّهُ وَ لَقَوْلُ رَسُولِ کَرِیمِ ﴾ ﴿ وَمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ ﴾ اور ﴿ وَلَا بِقَوْلِ الله وَ لَا لَهُ وَ لَقَوْلُ الله وَ لَا لَهُ وَ لَا يَقَوْلُ الله وَ الله عادق و کا هین اور حق میں رسول ﴿ پر جموٹے بہتانوں کے ابطال و ردّ میں مبالغہ کے لیے ہے۔ اور ﴿ مَیّا ﴾ کا اضافہ جو ﴿ قَلِیلًا مَّا تُؤْمِنُونَ ﴾ اور ﴿ قَلِیلًا مَّا تَدُرُونَ ﴾ میں ہے، یہ قلت کی تاکید کے لیے ہے اور قلیل سے مراد اصلاً ان کے ایمان کی نفی ہے۔ زمخشری نے کہا: 'قِلَّت، عدم کے معلیٰ میں ہے، جسا کہ تو کسی ایسے شخص سے جو تجھ سے ملئے نہیں آتا یہ کہے: مَا تَانُّتِیْنَا وَصُلًا ﴿ آپِ تَو بَہِی مِلْ ہُیں آتے ﴾ ۔ پس آیت مبارکہ کا معلیٰ یہ ہوا گھوٹ کی تائید الله رب العزت کے اس ارشادِ گرامی سے بھی ہوتی ہے: ﴿ اور انہوں کی تائید الله رب العزت کے اس ارشادِ گرامی سے بھی ہوتی ہے: ﴿ اور انہوں کی تائید الله رب العزت کے اس ارشادِ گرامی سے بھی ہوتی ہے: ﴿ اور انہوں کی تائید الله رب العزت کے اس ارشادِ گرامی سے بھی ہوتی ہے: ﴿ اور انہوں کی تائید الله رب العزت کے اس ارشادِ گرامی سے بھی ہوتی ہے: ﴿ اور انہوں کی تائید الله رب العزت کے اس ارشادِ گرامی سے بھی ہوتی ہے: ﴿ اور انہوں کی تائید الله رب العزت کے اس ارشادِ گرامی سے بھی ہوتی ہے: ﴿ اور انہوں کی تائید الله رب العزت کے اس ارشادِ گرامی سے بھی ہوتی ہے: ﴿ اور انہوں کی تائید الله رب العزت کے اس ارشادِ گرامی سے بھی ہوتی ہے: ﴿ اور انہوں کی تائید الله رب العزت کے اس ارشادِ گرامی سے بھی ہوتی ہے: ﴿ اور انہوں کی تائید الله رب العزت کے اس ارشادِ گرامی سے بھی ہوتی ہے: ﴿ اور انہوں کی تائید الله رب العزت کے اس ارشادِ گرامی سے بھی ہوتی ہے: ﴿ اور انہوں کی تائید الله الله العزب کے اس ارشادِ گرامی سے بھی ہوتی ہے: ﴿ اور انہوں العزب کے اس ارشادِ گرامی سے بھی ہوتی ہے بھی ہوتی ہوتی ہے اس ارشادِ گرامی سے بھی ہوتی ہے: ﴿ اور انہوں اللهِ مُن اللهِ مُن اللهِ الل

شَىٰءِ ('' وإطلاق المصدر في قوله: ﴿ تَنزِيلُ مِّن رَّبِ ٱلْعَلَمِينَ ﴾ ''. هذا لإفادة المبالغة، فأمّا لفظ القول فيه حكمةٌ لطيفةٌ بأنّ الله تعالى أضافه إلى الرّسول بلفظ 'القول' وأضافه إلى نفسه بلفظ 'الكلام'، كما في قوله: ﴿ حَقَىٰ يَسْمَعَ كَلَمَ ٱللّهِ ﴾ '' لأنّ الرّسول يقول عن المُرسِل، وهو الله ﷺ ، كما قال المسيح ﷺ (مَا قُلْتُ لَهُمْ إِلّا مَآ أَمرَتنِي بِهِ عَ ﴾ '' وأمر الله النّبي ﴿ بقوله ﷺ (قُلْ هُوَ ٱللّه أَحَدُ ﴾ '' وبقوله: ﴿ قُلْ هُوَ ٱللّهَ أَحَدُ ﴾ '' وبقوله: ﴿ قُلْ اللّهَ يَغْفِرُ ٱلدَّنُوبَ جَمِيعًا ۚ إِنَّهُ وهُو ٱلْغَفُورُ ٱلرّحِيمُ ﴾ ' ' وبقوله: ﴿ قُلْ لِعِبَادِي اللّهُ أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُواْ مِن رّحُمَةِ اللّهَ إِلّا اللّهَ إِلّا اللّهَ إِلّا اللّهُ إِلّا اللّهَ يَغْفِرُ ٱلدّنوبَ جَمِيعًا إِنّهُ وهُو ٱلْغَفُورُ ٱلرّحِيمُ ﴾ . ' ' وبقوله: ﴿ قُلْ لِغِبَادِي اللّهُ اللّهُ أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُواْ مِن اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ أَلَى اللّهُ اللللهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ الللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللللهُ اللللهُ الللهُ اللّهُ الللهُ اللللهُ اللّهُ اللّهُ الللهُ الللهُ الللهُ الللهُ الللهُ اللّهُ اللّهُ اللّهُ اللهُ اللّهُ الللهُ اللهُ اللهُ اللهُ اللهُ اللهُ الللهُ اللّهُ اللهُ اللّهُ اللهُ الللهُ الللهُ اللهُ اللهُ اللهُ الللهُ اللهُ الللهُ الللهُ الللهُ اللهُ الللهُ الللهُ اللهُ اللهُ اللهُ الللهُ الللهُ الله

⁽١) الأنعام، ٦/ ٩١.

⁽۲) الواقعة، ٥٦/ ٨٠.

⁽٣) التوبة، ٩/ ٦.

⁽٤) المائدة، ٥/ ١١٧.

⁽٥) الإخلاص، ١١٢/ ١.

⁽٦) الزمر، ٣٩/ ٥٣.

⁽۷) إبراهيم، ۱۶/ ۳۱.

⁽٨) الإسراء، ١٧/ ٥٣.

⁽٩) النور، ۲٤/ ٣٠.

نے (لیعنی یہود نے) اللہ کی وہ قدرنہ جانی جیسی قدرجاننا چاہیے تھی جب انہوں نے یہ کہہ (کر رسالتِ محمدی ﷺ کا انکار کر) دیا کہ اللہ نے کسی آدمی پر کوئی چیز نہیں اتاری۔ ﴾ اور اس ارشاد باری تعالی ﴿ تمام جہانوں کے ربّ کی طرف سے اتارا گیا ہے ﴾۔ میں مصدر (تنزیلٌ) کا مطلق ذکر فرمانا مبالغہ کا فائدہ دینے کے لیے ہے۔ پھر لفظ القول میں ایک اور لطیف حکمت ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے لفظ القول کے ساتھ رسول ﷺ کی طرف اضافت فرمائی اور لفظ الكلام كے ساتھ اپنی طرف اضافت فرمائی جيسا كه ارشاد بارى تعالیٰ ہے: ﴿ تَا آئکہ وہ الله کا کلام نے۔ ﴾ کیونکہ رسول ﷺ مُرسل (جیجے والے) کی طرف سے ہی کہتے ہیں اور وہ جھیجنے والا اللہ تبارک و تعالیٰ ہے، جیسا کہ حضرت مسيح بيل نے كہا: ﴿ ميں نے انہيں كيھ نہيں كہا تھا سوائے اس (بات) کے جس کا تو نے مجھے تھم دیا تھا ﴾۔ اور الله رب العزت نے نبی مکرم ﷺ کو اینے اس ارشاد گرامی کے ذریعے تھم فرمایا: ﴿ (اے نبی مکرتم!) آپ فرما د یجئے: وہ اللہ ہے جو کیتا ہے۔ ﴾ نیز فرمایا: ﴿ آپِ فرما د یجئے: اے میرے وہ بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کر لی ہے، تم اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا، بے شک اللہ سارے گناہ معاف فرما دیتا ہے، وہ یقیناً بڑا بخشنے والا، بہت رحم فرمانے والا ہے ﴾ اور ﴿ آپ میرے مومن بندوں سے فرما دیں کہ وہ نماز قائم رکھیں۔ ﴾ ﴿ اور آپ میرے بندول سے فرما دیں کہ وہ ایس باتیں کیا کریں جو بہتر ہوں۔ ﴾ اور ﴿ آپ مومن مردول سے فرما دیں کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں۔ ﴾؛ تو جب رسول ﷺ الله رب العزت کی طرف سے اس کا پیغام لوگوں تک پہنچائیں گے تو یہ کہنا صحیح ہوگا: 'رسولِ مکرم ﷺ نے یوں فرمایا کینی آپ ﷺ نے اپنے بھیجے والے کی طرف سے مبلغ بن کر یوں

بلّغَ الرّسولُ عنه صَحَّ أن يُقال: 'قال الرّسول كذا' أي قاله 'مُبلّغاً عن مُرْسِلِه'، وصَحَّ أن يقال ﴿إِنَّهُ و لَقَوْلُ رَسُولِ كَرِيمِ ولا يجوز أن يقال 'بكلام رسولٍ كريم' لأنّ الله تعالى لا يتكلّم مع عباده بلا واسطة، 'بكلام رسولٍ كريم' لأنّ الله تعالى لا يتكلّم مع عباده بلا واسطة، ولا يخاطبهم مباشرة، بل يخاطب أنبيّه أو رسوله، ثمّ يقوم الرّسول أو النبيّ بالخطاب والكلام نيابةً عنه، ولذلك يُفْهَمُ قولُ الرّسول قوله تعالى ومخاطبته في مخاطبة الله تعالى. وهذا ما أشار إليه ربّنا في قوله: ﴿وَمَا كَانَ لِبَشَرِ أَن يُكلّمُهُ ٱللّهُ إِلّا وَحْيًا أَوْ مِن وَرَآيٍ حِجَابٍ قوله: ﴿وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَن يُكلّمُهُ ٱللّهُ إِلّا وَحْيًا أَوْ مِن وَرَآيٍ حِجَابٍ أَوْ يُرْسِلَ رَسُولًا فَيُوحِى بِإِذْنِهِ عَا يَشَآءُ إِنّهُ وَكِيمٌ ﴾. (١) يؤيّد هذا الأمرَ قوله تعالى: ﴿وَكَلّمَ ٱللّهُ مُوسَىٰ تَكْلِيمًا ﴾. (١)

ولذلك يعتبر قولُ الرّسولِ ﴿ قُولُهُ تَعَالَى، وأَمَرُ الرّسولُ ﴿ قُلُهُ مِنْهُ عَالَى، وَنَهُ وَنَهُ الرّسولُ ﴿ بِيانُهُ عَالَى، وَبِيانُ الرّسولُ ﴿ بِيانُهُ عِنْهُ عِالَى، وَبَيَانُ الرّسولُ ﴾ بيانه

⁽١) الشوري، ٤٢/ ٥١.

⁽۲) النساء، ٤/ ١٦٤.

فرمایا۔ اسی طرح ﴿إِنَّهُو لَقَوْلُ رَسُولِ كَرِيهِ﴾ كهنا تو درست ہوا ليكن بِكَلَام رَسُوْلٍ کَریْم کہنا جائز نہ ہوگا، کیونکہ اللہ رب العزت اپنے بندوں کے ساتھ بلاواسطہ کلام تنہیں فرماتا اور نہ ہی براہِ راست ان سے مخاطب ہوتا ہے بلکہ وہ اینے نبی یا رسول سے مخاطب ہوتا ہے، پھر اس کا وہ نبی یا رسول اس خطاب و کلام کو لے کر اس کے نائب کے طور پر لوگوں تک پہنچانے کی ذمہ داری پوری فرماتا ہے۔ اسی لیے رسول ﷺ کا قول مبارک، الله تبارک و تعالیٰ کا قول اور نبی ﷺ کا خطاب الله تبارک و تعالیٰ کا خطاب سمجھا جاتا ہے۔ اور اِسی کی طرف رب ذوالجلال نے اینے اس ارشادِ گرامی میں اشارہ فرمایا: ﴿ اور ہر بشر کی (ید) مجال نہیں کہ اللہ اس سے (براہ راست) کلام کرے مگریہ کہ وحی کے ذریعے (کسی کو شانِ نبوت سے سر فراز فرما دے) یا پردے کے چیھے سے (بات کرے جیسے موسیٰ ﷺ سے طورِ سینا پر کی) یا کسی فرشتے کو فرستادہ بنا کر بھیجے اور وہ اُس کے إذن سے جو اللہ چاہے وحی کرے (الغرض عالم بشریت کے لیے خطاب اللی کا واسطہ اور وسیلہ صرف نبی اور رسول ہی ہو گا)، بے شک وہ بلند مرتبہ بڑی حکمت والا ہے ﴾۔ اور اس امر کی تائید اس آیت مبار کہ سے ہوتی ہے: ﴿ اور اللہ نے موسیٰ (ایکی) سے (بلاواسطہ) گفتگو (بھی) فرمائی کے۔

اسی لیے رسولِ مکرم ﷺ کا قول الله رب العزت کا قول، آپ ﷺ کا امر الله تبارک و تعالیٰ کا امر، آپ ﷺ کا بیان

تعالى، وإخبار الرّسول في إخباره تعالى، وإطاعة الرّسول في إطاعته تعالى، ومعصية الرّسول في محبته تعالى، ومعصية الرّسول في محبته تعالى، وقربة الرّسول في قربته تعالى، وتعظيم الرّسول في عبادته تعالى، وتوقير الرّسول في تقواه تعالى، وتنقيص الرّسول في إهانته تعالى، وذكر الرّسول في ذكره تعالى، والصّلاة على الرّسول في دكره تعالى، والصّلاة على الرّسول في حده تعالى.

ولذلك ذكر الله بخل بلفظ: ﴿رَسُولِ كَرِيمِ ﴾ وَ﴿خُلُقٍ عَظِيمٍ ﴾ فَكُلُّ آيةٍ فِي ذكر اللهُ بَخلِي بلفظ: ﴿رَسُولِ كَرِيمِ ﴾ وَالْـمُقْسَم عليه على انفرادها مُصَدِّقه للنَّبي فَي وَمُعَظِّمةٌ لَه وَمُكَرِّمَةٌ له وَمُشَرِّفَةٌ له. ثم يحصل باجتماع تلك الآيات تصديق فوق تصديق، وتعظيم فوق تعظيم.

فتأمّلوا في نهاية التّصديق والتّعظيم للنّبي في بعد الأقسام المذكورة المتقدّمة، إذ قال الله تعالى في شأنه في آخر السّورة: ﴿ وَإِنَّهُ وَ لَحَقُّ ٱلْمَقِينِ ﴾. (١) ذكر الله تعالى في كتابه المجيد مراتب اليقين وهي ثلاثة: فأوّل المراتب هو علم اليقين، وفوقه المرتبة الوسطى عين اليقين، وفوقهما المرتبة العظمى وهي المنتهى يقال الها: حقّ اليقين، وليست مرتبة بعدها. ذكر الله المرتبين لليقين في سورة التّكاثر كما قال تعالى: ﴿ كُلَّا لَوْ تَعْلَمُونَ عِلْمَ ٱلْمَقِينِ ﴾

⁽١) الحاقة، ٦٩/ ٥١.

الله تعالی کا بیان، آپ کی کا خبر دینا، الله کا خبر دینا، آپ کی اطاعت الله تعالی کی اطاعت الله تعالی کی معصیت و نافرمانی، آپ کی معصیت و نافرمانی، آپ کی محبت، آپ کی کربت الله تعالی کی قربت، آپ کی کی قربت الله تعالی کی قربت، آپ کی کی قربت الله تعالی کی تعقوی، آپ کی کی توقیر الله تعالی کا تقوی، آپ کی کی توقیر الله تعالی کا تقوی، آپ کی کی تنقیص الله تعالی کی اہانت، آپ کی کا ذکر الله تعالی کا ذکر، آپ کی پر درود الله تعالی کی درج و توصیف الله تعالی کی حمد و ثنا شار کی جاتی ہے۔

اس لیے اللہ تبارک و تعالی نے ﴿ رَسُولِ کَرِیمِ ﴾ اور ﴿ خُلُقٍ عَظِیمِ ﴾ کے الفاظ سے بیان فرمایا۔ پھر ہر آیت جو انفرادی طور پر 'مُقسم بِه' کے بیان پر مشتمل ہے وہ نبی مکرم کے کی تصدیق، آپ کے کی تعظیم، آپ کی تکریم اور آپ کے کُر مرف کو بھی بیان کرنے والی ہے۔

پس آپ غور کریں کہ اللہ رب العزت کی بارگاہ میں حضور نبی اکرم کی تصدیق و تعظیم کا عالم کیا ہے کہ جب اس نے مذکورہ قسموں کے بعد سورہ مبار کہ کے آخر میں آپ کی شان میں ارشاد فرمایا: ﴿ اور بے شک یہ حق الیقین ہے ﴾ اللہ تبارک و تعالی نے اپنی کتاب قرآنِ مجید میں یقین کے تین مراتب بیان فرمائے ہیں: پہلا مرتبہ 'علم الیقین' ہے۔ اس سے اوپر درمیانی مرتبہ 'عین الیقین' ہے۔ اس سے اوپر درمیانی مرتبہ 'حق الیقین' ہے جس کے بعد کوئی اور مرتبہ نہیں۔ اللہ رب العزت نے یقین کے پہلے دونوں مراتب کا ذکر سورۃ التکاثر میں فرمایا: ﴿ ہاں ہاں! کاش تم (مال و زرکی ہوس اور اپنی غفلت کے انجام کو) یقین علم کے ساتھ جانے (تو دنیا میں کھو کر

لَتَرُونَ ٱلْجَحِيمَ ثُمُّ لَتَرَوُنَهَا عَيْنَ ٱلْيَقِينِ ﴾. (() فيحصل علم اليقين بالسّمع وعين اليقين بالبصر، فالعلم بالـمُعَاينة والـمشاهدة أرفع وأثبت مِن العلم بالسّماع والخبر، كما جاء في الـمسند للإمام أحمد مرفوعًا: «ليس الخبر كالـمعاينة» ورواه أيضاً ابن حبّان والحاكم من حديث ابن عباس في (() ورجاله ثقاتٌ. ولكنّ حقّ اليقين هو علم بالـمباشرة، وهي فوق الـمعاينة والـمشاهدة، وهو حقّ الحق بالجزم والقطع، ويزول بها كُلُّ إمكان خطأ وريب، فَخَصَّص الله تعالى هذه المرتبة للنبيّ الحبيب الـمصطفى في والوحي الذي نُزِّل عليه في هذه السورة بقوله: ﴿وَإِنَّا لَنَعْلَمُ أَنَّ مِنكُم مُّكذّبِينَ وَإِنَّهُ لَخَسُرةً عَلَى الله تعالى نبُوَّتهُ في وإخباره وتبشيرهُ وإنذارهُ حقّ اليقين، وهذا آخر مراتب اليقين الذي وإخباره وتبشيرهُ وإنذارهُ حقّ اليقين، وهذا آخر مراتب اليقين الذي شرّف به النبيّ الأمين الـمكين في.

فختم الله تعالى السُّورة بالخطاب إلى النّبيّ على مخاطبة على وقال:

⁽۱) التكاثر، ۱۰۲/ ٥-٧.

⁽٢) أخرجه أحمد بن حنبل في المسند، ١/ ٢١٥، الرقم/ ١٨٤٢؛ وابن حبان في الصحيح، ١٤/ ٩٦، الرقم/ ٦٢١٣؛ والحاكم في المستدرك، ٢/ ٣٥١، الرقم/ ٣٢٥؛ والطبراني في المعجم الأوسط، ١/ ٢١.

⁽٣) الحاقة، ٦٩/ ٩٩-٥٥.

آخرت کو اس طرح نہ بھولتے) تم (اینے حرص کے نتیجے میں) دوزخ کو ضرور دیکھ کر رہو گے پھر تم اسے ضرور یقین کی آنکھ سے دیکھ لوگے ﴾ پس علم اليقين سننے سے حاصل ہوتا ہے اور 'عین الیقین ' آنکھ سے، اس لیے معائنہ اور مشاہدہ سے حاصل ہونے والا علم، ساع اور خبر سے حاصل ہونے والے علم سے ارفع و اثبت ہوتا ہے جیسا کہ مند امام احمد میں مرفوع روایت ہے کہ 'خبر معائنہ کی طرح نہیں ہوتی (شنیدہ کے بود مانند دیدہ)۔' اِسے ابن حبان اور حاکم نے حضرت عبد اللہ بن عباس سے روایت کیا اور اس کے تمام رجال ثقہ ہیں۔ لیکن 'حق الیقین' وہ علم ہے جو براہِ راست حاصل ہوتا ہے اور یہ معائنہ و مشاہدہ سے حاصل ہونے والے علم پر فوقیت رکھتا ہے کیونکہ یہ حق کا جزم ویقین اور قطعیت کے ساتھ ثابت ہوتا ہے۔ اس سے ہر قسم کا إمكان خطا اور شک و شبہ زائل ہو جاتا ہے۔ لہذا الله رب العزت نے اس مرتبہ و مقام کو اپنے نبی مرتضٰی اور محبوب مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کے لیے مختص فرمایا اور اس وحی کے لیے بھی خاص فرمایا جواس سورہ مبار کہ میں آپ ﷺ پر اس ارشادِ باری تعالیٰ کی صورت میں نازل فرمائی گئی: ﴿ اور يقيناً ہم جانتے ہیں کہ تم میں سے بعض لوگ (اس کھلی سچائی کو) حبطلانے والے ہیں۔ اور واقعی یہ كافرول كے ليے (موجبِ) حسرت ہے۔اور بے شك يه حق اليقين ہے ﴾۔ سو الله رب العزت نے آپ کے کی نبوت، آپ کے خبر دینے، آپ کے ک بشارت و خوشخمری دینے اور آپ ﷺ کے ڈر سنانے کو 'حق الیقین' بنا دیا، اور یہ مراتب یقین کا آخری مرتبہ ہے جس کے ساتھ اس نے اپنے نبی امین ﷺ کو مشرف فرمایا۔

پھر اللہ تعالیٰ نے اس سورہ کا اختتام نبی مکرم ﷺ سے خطاب کے ساتھ

﴿ فَسَبِّحُ بِٱسْمِ رَبِّكَ ٱلْعَظِيمِ ﴾. ('' فجعل الله تعالى نَبِيّه ﴿ مُعَاطبًا فِي هَذَه الآية، وقال ابن عباس ﴿ الله عناه: فَصَلِّ لِرَبِّكَ ('' وهذا كما قال تعالى: ﴿ إِنَّا أَعُطَيْنَكَ ٱلْكُوْثَرَ ۚ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَٱلْحُرُ ﴾. ('') وقال الخازن: أي نزّه ربك العظيم واشكره على أن جعلك صاحب حقّ اليقين. ('')

⁽١) الحاقة، ٦٩/ ٥٢.

⁽٢) ذكره السيوطي في الدر المنثور في التفسير بالماثور، ٨/ ٤٠؛ والشوكاني في فتح القدير، ٥/ ١٦٤.

⁽٣) الكوثر، ١٠٨/ ١-٢.

⁽٤) ذكره الخازن في لباب التأويل في معاني التنزيل، ٤/ ٣٠٧.

فرمایا: ﴿ سو (اے حبیبِ مَرّم!) آپ اینے عظمت والے رب کے نام کی تسیح کرتے رہیں ﴾۔ اللہ رب العزت نے اپنے نبی مکرم ﷺ کو اس آیت مبارکہ میں مخاطب بنایا اور حضرت عبد اللہ بن عباس ﷺ نے اس کا معنی ارشاد فرمایا کہ 'آپ ﷺ اپنے رب کے لیے نماز پڑھا کریں۔' اللہ رب العزت کا یہ ارشاد اس طرح ہے جیسا کہ اس نے فرمایا: ﴿ بِ شک ہم نے آپ کو (ہر خیر و فسیلت میں) بے انتہا کثرت بخشی ہے پس آپ اپنے رب کے لیے نماز پڑھا کریں اور قربانی دیا کریں (یہ ہدیہ تشکرہے) ﴾۔ امام خازن نے اس کا معنی بیان کریں اور اس کرتے ہوئے فرمایا: یعنی اپنے ربِ عظیم کی تنزیہ و نقذیس بیان کریں اور اس کا شکر ادا کریں کہ اس نے آپ کو حق الیقین والا بنا دیا۔

• ٢ - ٢٣. ﴿ فَلَآ أُقُسِمُ بِٱلشَّفَقِ ۞ وَٱلَّيْلِ وَمَا وَسَقَ ۞ وَٱلْقَمَرِ الْقَمَرِ إِلْاَ اللَّمَةِ ﴾ (١)

وكذلك أقسم الله تعالى لحبيبه هي بالشَّفَقِ وَاللَّيلِ والْقَمَرِ في سورةِ الانشقاق وجَعَلهُ هي مُقْسمًا عليه في جميع الأقسام، بقوله: ﴿ فَلَا أُقُسِمُ بِٱلشَّفَقِ ۚ وَٱلْكِلِ وَمَا وَسَقَ ۞ وَٱلْقَمَرِ إِذَا ٱتَّسَقَ۞ لَتَرْكُبُنَّ طَبَقًا عَن طَبَقٍ ﴾. (٢)

فمعنى الأقسام: أي أقسم بالشّفق، وهي الحمرة الّتي تشاهد في أفق المغرب بعد سقوط الشّمس، أو البياض الّذي يعقبها.

فأمّا الشَّفَقُ الأبيضُ بعد الحمرة فرُوي هذا المعنى عن ابن عباس، وابن عمر، وأبي هريرة، وعمر بن عبد العزيز، والأوزاعي، والإمام أبي حنيفة على الله عنيفة على السَّفق هو اختلاط ضوء

⁽١) الانشقاق، ٨٤/ ١٦-١٩.

⁽۲) الانشقاق، ۸۶/ ۱۹–۱۹.

⁽٣) ذكره الجصاص في أحكام القرآن، ٥/ ٣٧١؛ وابن الجوزي في زاد الـمسير في علم التفسير، ٩/ ٦٦؛ والسمر قندي في بحر العلوم، ٣/ ٥٣٩؛ وابن كثير في تفسير القرآن العظيم، ٤/ ٤٩٠؛ والشوكاني في فتح القدير، ٥/ ٤٠٧؛ والآلوسي في روح الـمعاني، ٣٠/ ٨١.

٢٣-٢٠. ﴿ فَلَآ أُقُسِمُ بِٱلشَّفَقِ ۞ وَٱلَّيْلِ وَمَا وَسَقَ۞ وَٱلْقَمَرِ إِذَا ٱللَّهَ وَالْقَمَرِ إِذَا ٱللَّهَ قَالَ اللَّهَ عَن طَبَقٍ ﴾

اسی طرح الله تبارک و تعالی نے اپنے حبیبِ مرم کے لیے سورة الانشقاق میں 'الشفق'، 'اللیل' اور 'القمر' کی قسم کھائی اور تمام قسموں میں آپ کی کو 'مُقْسَم عَلَیْهِ' بنایا: ﴿ سو مجھے قسم ہے شفق (یعنی شام کی سرخی یا اس کے بعد کے اُجالے) کی۔ اور رات کی اور ان چیزوں کی جنہیں وہ (اپنے دامن میں) سمیٹ لیتی ہے۔ اور چاند کی جب وہ پورا دکھائی دیتا ہے۔ تم یقیناً طبق در طبق ضرور سواری کرتے ہوئے جاؤ گے ہے۔

پس اقسام کا معلیٰ: یعنی میں شفق کی قسم کھاتا ہوں۔ شفق اس سرخی کو کہتے ہیں جو غروبِ آفتاب کے بعد اُفق مغرب میں دکھائی دیتی ہے، یا اس سے مراد وہ سفیدی ہے جو اس سُرخی کے بعد ظاہر ہوتی ہے۔

پس شفق کا معلیٰ سُرخی کے بعد سفیدی ہے اور یہی معلیٰ حضرت (عبد الله)
بن عباس، (عبد الله) بن عمر، ابو ہریرہ، عمر بن عبدالعزیز، اوزاعی اور امام ابو
صنیفہ ﷺ سے مروی ہے۔ امام راغب نے فرمایا کہ شفق دن کی روشنی کا رات

النّهار بسواد اللّيل. (۱) قال الزَخشري والقرطبي: سمّي شفقًا لرقّته، ومنه الشَّفقة على الإنسان ورقّة القلب عليه. (۱) قال الرّاغب: الإشفاق عناية، لأن المشفق عب المشفق عليه، (۱) وأصل الكلمة من رقّة الشيء، يقال شيء شفق، وأشفق عليه أي: رقّ قلبه عليه. والشفقة: الإسم مِنَ الإشفاق وهو رقّة القلب وكذلك الشفق، فكأن تلك الرّقة مِنْ ضوء الشّمس.

فلا إشكال أن تفهم منها إشارة إلى رقة قلب محمّدٍ الله تعالى: ﴿ لَقَدُ جَآءَكُمُ رَسُولُ مِّنُ وَرِحْتُهُ وَرَافْتُهُ عَلَيْهُ مَا عَنِتُمُ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِٱلْمُؤْمِنِينَ رَءُوفُ رَحِيمٌ ﴾. (١)

⁽١) ذكره الراغب في المفردات، ١/ ٤٥٧.

⁽٢) ذكره الزمخشري في الكشاف عن حقائق غوامض التنزيل، ٤/ ٧٢٨؛ والقرطبي في الجامع لأحكام القرآن، ١٩/ ٢٧٥.

⁽٣) ذكره الراغب الأصفهاني في المفردات، ١/ ٤٥٧.

⁽٤) التوبة، ٩/ ١٢٨.

کی تاریکی کے ساتھ اختلاط ہے۔ اور الزمخشری اور قرطبی نے کہا کہ شفق کو اس کی نرمی اور رقت کی وجہ سے شفق کہا گیا۔ اِسی سے متعلق 'کسی انسان پر شفقت کرنا اور اس کے لیے ول کی رفت' ہے لیعنی کسی پر شفقت کرنے سے مراد اس کے لیے رفت ِ قلبی (نرمی و رحم دلی) ہے۔ امام راغب نے فرمایا: اِشفاق، عنایت و مہربانی کا نام ہے کیونکہ مُشفق، مُشفق علیہ سے محبت کرتا ہے۔ اس کلمہ کا اصل معنی رِقَّةُ الشَّیْءِ ہے۔ چنانچہ کہا جاتا ہے: شَیْعٌ شَفَقُ اور أَشْفَقَ علیہ نِعنی اس کا دل اس پر نرم ہوا۔' اور الشفقة، الاشفاق سے اسم ہے جو سورج کی جو رفت ہے جو سورج کی جو رفت ہے جو سورج کی روشنی سے حاصل ہوتی ہے۔

اب اس میں کوئی اشکال نہیں کہ اس شفق سے حضرت مجمہ کے قلب انور کی اپنی امت کے لیے رقت، نرم دلی، رحمت اور رافت مراد ہے، جیسا کہ اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا: ﴿ بِ شَک تمہارے پاس تم میں سے (ایک باعظمت) رسول (گ) تشریف لائے۔ تمہارا تکلیف و مشقت میں پڑنا ان پر سخت گرال (گزرتا) ہے۔ (اے لوگو!) وہ تمہارے لیے (بھلائی اور ہدایت کے) بڑے طالب و آرزومند رہتے ہیں (اور) مومنول کے لیے نہایت (بی) شفیق بے حد رحم فرمانے والے ہیں ﴾۔

وفي الصّحاح، الشّفق بقية ضوء الشّمس، وقال القرطبي مثله. (۱) وقال أبو محمد روزبهان البقلي الشيرازي: أقسم الله بما بقي مِن عكس أنوار شمس جماله تعالى على أفق قلوب المحبّين والعارفين، والعارفين. (۱) فأقول: إنّ النّبي هو إمام المحبّين والعارفين، وقلبه هو أعلى وأقرب، وأحقّ من العرش لنزول أنوار شمس الألوهية، وأنوار الرّحمة والرأفة الإلهيّة الّتي جعلت قلبه مصدر الشَّفَقَة والرّحمة للمؤمنين وللعالمين بقوله تعالى: ﴿وَمَا أَرْسَلْنَكَ اللّهَ وَمَا أَرْسَلْنَكَ اللّهَ وَالرّحَمة للمؤمنين وللعالمين بقوله تعالى: ﴿وَمَا أَرْسَلْنَكَ اللّهُ وَالرّحَمة للمؤمنين وللعالمين بقوله تعالى: ﴿وَمَا أَرْسَلْنَكَ اللّهُ وَالرّحَمة للمؤمنين وللعالمين بقوله تعالى: ﴿وَمَا أَرْسَلْنَكَ اللّهُ وَالرّحَمة للمؤمنين وللعالمين بقوله تعالى: ﴿ وَمَا أَرْسَلْنَكَ اللّهُ وَالرّحَمة للمؤمنين وللعالمين بقوله تعالى: ﴿ وَمَا أَرْسَلْنَكُ اللّهُ وَالْمُونَا اللّهُ وَالْمُونِينَ اللّهُ وَالْمُونِينَ اللّهُ وَاللّهُ وَاللّهُ وَالْمَالَمُ وَاللّهُ وَلَيْ اللّهُ وَاللّهُ وَلَا اللّهُ وَاللّهُ وَاللّ

ثم أقسم بقوله: ﴿ وَٱلَّيْلِ وَمَا وَسَقَ ﴾، قال الرّاغب وغيره من أئمّة اللغة: الوسق جمع المتفرق (٤) أي جمع وضمّ ولفّ، فالمراد: أقسم بالليل وبما جمع وضمّ كما ذكره القشيري. (٥)

⁽۱) ذكره محمد بن أبي بكر الرازي في مختار الصحاح، ۱/ ۱۱٤٤؛ والقرطبي في الجامع لأحكام القرآن، ۱۹/ ۲۷۰؛ والسيوطي في الدر المنثور في التفسير بالمأثور، ۸/ ۲۵۸.

⁽٢) ذكره أبو محمد روزبهان البقلي الشيرازي في عرائس البيان، ١/ ٣٦٧.

⁽٣) الأنبياء، ٢١/ ١٠٧.

⁽٤) ذكره الراغب الأصفهاني في المفردات، ١/ ٨٧١.

⁽٥) ذكره القشيري في لطائف الإشارات، ٣/ ٤٠٦.

اور 'الصحاح' میں شفق کا معنیٰ 'بقیۃ ضوءِ الشمس' یعنی سورج کی روشیٰ کا بقیہ ہے۔ امام قرطبی نے ایسا ہی کہا ہے۔ اور امام ابو محمد روز بہان البقلی الشیرازی نے کہا: اللہ تعالیٰ نے محبین و عارفین کے دلوں پر اس آ فتابِ حسن و جمال کے باقی رہنے والے انوار کی قسم کھائی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ نبی مکرم جو تمام محبین و عارفین کے امام و پیشوا ہیں اور آپ کی کا قلبِ انور سب سے اعلیٰ اور اقرب الی اللہ ہے، اور سمس الوہیت اور رحمت و رافت الہی کے انوارِ قدسیہ، جنہوں نے تمام مومنین اور عالمین کے لیے آپ کی الہی کے انوارِ قدسیہ، جنہوں نے تمام مومنین اور عالمین کے لیے آپ کی خول کے قلبِ مبارک کو تمام شفقتوں اور رحمتوں کا مصدر و منبع بنا دیا، کے نزول کے لیے عرش الہی سے بھی زیادہ حق رکھتا ہے۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿ اور (اے رسولِ محتشم!) ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر تمام جہانوں کے لیے ﴿ اور (اے رسولِ محتشم!) ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر ﴾۔

پھر اللہ رب العزت نے اپنے اس ارشاد گرامی کے ذریعے قسم کھائی:
﴿ اور رات کی قسم اور اُن چیزوں کی جنہیں وہ (اپنے دامن میں) سمیٹ لیتی
ہے ﴾ ۔ امام راغب اور دیگر ائمہ لغت نے فرمایا: وسق متفرق اور منتشر چیزوں
کو جمع کرنے، ملانے اور لیٹنے کو کہتے ہیں۔ پس آیتِ مبارکہ کا معنی یہ ہوا کہ
اللہ رب العزت نے رات کی اور ان تمام چیزوں کی جنہیں وہ اپنے دامن میں
سمیٹے ہوئے ہے، قسم کھائی ہے؛ جیسا کہ امام قشیری نے بیان کیا۔

وأخرج الطبري عن عكرمة معنى ﴿ وَمَا وَسَقَ ﴾ أي ما من شيء الا وهو يذهب إلى حيث يأوي، (١) فمعناه: ما يجتمع بالليل ويأوي إلى مكانه من الدواب والحشرات والهوام والسباع، لأنّه أَقْبَلَ كل شيء بالليل إلى مأواه، مما كان منتشرًا بالنهار، ولذلك قيل: يجوز أن يكون المراد بما جمعه اللّيل: العباد المجتهدين الصّالحين باللّيل، لأنه تعالى قد مدح المستغفرين بالأسحار.

ويؤيّد هذا المعنى قول ابن جبير. ﴿ وَٱلنَّيْلِ وَمَا وَسَقَ ﴾ أي: وما عمل فيه من التهجّد والاستغفار بالأسحار، أخرجه الإمام البغوي والقرطبي (٢) وغيرهما، وقال عكرمة ﴿ أيضًا: ﴿ وَٱلنَّيْلِ وَمَا وَسَقَ ﴾ إذا كان اللّيل ذهب كل شيء إلى مأواه، ذكره الرازي والقرطبي وابن كثير وغيرهم. (٣) وقال ابن عباس ﴿ ومجاهد والحسن وقتادة أيضًا:

⁽١) رواه الطبري في جامع البيان في تفسير القرآن، ٣٠/ ١٢١.

⁽۲) ذكره البغوى في معالم التنزيل، ٤/ ٤٦٥؛ والقرطبي في الجامع لأحكام القرآن، ١٩/ ٢٧٧؛ والسيوطي في الدر المنثور في التفسير بالماثور، ٨/ ٤٥٨.

⁽٣) ذكره ابن كثير في تفسير القرآن العظيم، ٤/ ٤٩٠؛ والقرطبي في الجامع لأحكام القرآن، ١٩/ ١٩٧؛ والرازي في التفسير الكبير، ٣١/ ٩٩؛ والبغوي

ابن جریر طبری نے حضرت عکرمہ سے ﴿ وَمَا وَسَقَ ﴾ کا معنیٰ بیان کیا ہے۔ یعنی کوئی بھی چیز نہیں ہے مگر وہ اپنی پناہ گاہ میں چلی جاتی ہے۔ سو اس کا معنیٰ ہوا کہ ہر وہ شے جو رات کو مجتمع ہوتی ہے اور اپنے گر میں پناہ لیتی ہے؛ وہ زمین پر چلنے والے جانور ہول یا کیڑے مکوڑے، وہ پرندے ہول یا درندے جو دن کے وقت اپنی اپنی پناہ گاہول میں چلے جاتے ہیں۔ اسی لیے کہا گیا: ﴿ وَمَا وَسَقَ ﴾ جن کو رات اپنی دامن میں سمیٹ لیتی ہے۔ اس سے مراد وہ صالح اور نیک بندے لینا جائز ہے والین راتیں عبادت میں بسر کرتے ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے سحری کے وقت استغفار کرنے والوں کی مدح و توصیف فرمائی ہے۔

اس معنیٰ کی تائید ابن جبیر کے اس قول سے بھی ہوتی ہے: ﴿ اور رات کی اور اُن چیزول کی جنہیں وہ (اپنے دامن میں) سمیٹ لیتی ہے۔ ﴾ لیتی ہے۔ ﴾ لیتی ہے رات کی اور اُن چیزول کی جنہیں وہ رات کے وقت تہجد اور استغفار کی صورت میں کرتے ہیں۔ اسے امام بغوی، قرطبی اور دیگر مفسرین نے بیان فرمایا ہے۔ حضرت عکرمہ نے بھی فرمایا: ﴿ وَالَّیْلِ وَمَا وَسَقَ ﴾ سے مراد یہ نے کہ رات کے وقت جب ہر چیز اپنے گھر اور پناہ گاہ کو چلی جاتی ہے۔ اور حضرت اسے رازی، قرطبی، ابن کثیر اور دیگر ائمہ تفسیر نے بیان کیاہے۔ اور حضرت (عبد اللہ) بن عباس، مجاہد، حسن بھری، قادہ اور دیگر نے بھی فرمایا کہ (عبد اللہ) بن عباس، مجاہد، حسن بھری، قادہ اور دیگر نے بھی فرمایا کہ

﴿ وَمَا وَسَقَ ﴾ أي: وما جمع، (١) ونقل البغوي عن سعيد بن جبير: ما عمل فيه. (٢) وقال الخازن: ويحتمل أن يكون ذلك تهجّد العباد، فيجوز أن يقسم به. (٣)

فأقول فمن كان أكمل تهجّدًا وأحسن عبادةً وأجمل عملا باللّيل من رسول الله على لقوله تعالى: ﴿ وَمِنَ ٱلَّيْلِ فَتَهَجّدُ بِهِ عَنَافِلَةَ لّكَ عَسَى آن يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا عَمُودًا ﴾. (١) لأنّ الله تعالى مكّنه على المقام المحمود أجرًا وثوابًا لتهجّده باللّيل، كما أمره في في القرآن.

في معالم التنزيل، ٤/ ٢٥٥.

⁽۱) رواه الطبري في جامع البيان في تفسير القرآن، ٣٠/ ١١٩؛ ومجاهد في التفسير، ٢/ ٧٤٣؛ وذكره البغوي في معالم التنزيل، ٤/ ٤٦٥؛ وابن كثير في تفسير القرآن العظيم، ٤/ ٤٩٠.

⁽٢) ذكره البغوي في معالم التنزيل، ٤/ ٤٦٥.

⁽٣) ذكره الخازن في لباب التأويل في معاني التنزيل، ٤/ ٣٦٤.

⁽٤) بني إسرائيل، ١٧/ ٧٩.

﴿ وَٱلَّيْلِ وَمَا وَسَقَ ﴾ سے مراد 'و مَا جَمَعَ ' ہے۔ امام بغوی نے سعید بن جبیر سے اس کا معلیٰ 'و ما عمل فیہ ' یعنی اس سے مراد وہ عمل ہے جو اس رات میں کیا گیا، نقل کیا ہے۔ امام خازن نے کہا کہ ﴿ وَمَا وَسَقَ ﴾ سے مراد 'بندگانِ خدا کی نمازِ تہجد' بھی ہے۔ اس لیے جائز ہے کہ اس کی قسم کھائی جائے۔

میں کہتا ہوں کہ کون ہے جو رسول اللہ سے تہجد میں اکمل، عبادت میں سے احسن اور رات کے وقت حسن عمل میں آپ سے بڑھ کر ہو؟ کیونکہ اللہ رب العزت نے آپ سے فرمایا: ﴿ اور رات کے کچھ حصہ میں (بھی قرآن کے ساتھ شب خیزی کرتے ہوئے) نماز تہجد پڑھا کریں یہ خاص آپ کے لیے زیادہ (کی گئی) ہے، یقیناً آپ کا رب آپ کو مقام محمود پر فائز فرمائے گا (وہ مقام شفاعتِ عظمی جہاں جملہ اوّلین و آخرین آپ کی طرف رجوع اور آپ کی حمد کریں گے) ہے۔ کیونکہ اللہ رب العزت نے آپ سے کے رات کے وقت نمازِ تہجد، جس کا اس نے قرآن میں آپ کے کو حکم فرمایا، کے اجر و تواب میں آپ کے کو مقام محمود پر فائز و متمکن فرمایا۔

وقوله: ﴿وَٱلْقَمَرِ إِذَا ٱتَّسَقَ﴾ أي تم واجتمع واستوى؛ قاله ابن عباس، وعكرمة، ومجاهد، وسعيد بن جبير، ومسروق وأبو صالح والضّحّاك وابن زيد، (() وقال الحسن: إذا اجتمع إذا امتلأ. (أ) ومعنى كلامهم: إنّه إذا تكامل نوره وأدبر، فجعل مقابلا ﴿وَٱلَّيْلِ وَمَا وَسَقَ﴾، وقال البعض: جمع الله تعالى فيها أحوالا متقابلا، وصحّ عن مجاهدٍ أنّه قال في هذه الآية: ﴿فَلا أُقُسِمُ بِٱلشَّفَقِ﴾ هو النّهار كله. (أ) وفي رواية عنه أيضًا: أنّه قال: الشَّفَقُ: الشمس. رواهما ابن أبي حاتم وابن جرير. (أ) وإنما حمله على هذا قرنه بقوله تعالى: ﴿وَٱلْيَلِ وَمَا وَسَقَ﴾ أي جمع كأنّه أقسم بالضّياء والظّلام.

وقال ابن جرير: أقسم الله بالنّهار مدبرًا وبالليل مقبلًا، وهكذا بالقمر إذا استوى وتكامل وامتلأ، ذكره ابن كثير. (٥) وقال القشيريّ:

⁽۱) رواه الطبري في جامع البيان في تفسير القرآن، ٣٠/ ١٢١؛ ومجاهد في التفسير، ٢/ ٧٤٣؛ وذكره ابن كثير في تفسير القرآن العظيم، ٤/ ٤٩٠.

⁽٢) رواه الطبري في جامع البيان في تفسير القرآن، ٣٠/ ١٢٢؛ ومجاهد في التفسير، ٢/ ٧٤٢؛ وذكره ابن كثير في تفسير القرآن العظيم، ٤/ ٤٩٠.

⁽٣) رواه الطبري في جامع البيان في تفسير القرآن، ٣٠/ ١١٩؛ وابن أبي حاتم الرازى في تفسير القرآن العظيم، ١٠/ ٣٤١١.

⁽٤) أيضًا.

⁽٥) رواه الطبري في جامع البيان، ٣٠/ ١١٩؛ وذكره ابن كثير في تفسير القرآن

اور الله رب العزت کا ارشادِ گرامی ہے: ﴿ اور قُمْ ہے جاند کی جب وہ يورا وكھائى وينا ہے۔ ﴾ حضرت (عبد الله) بن عباس، عكرمه، مجاہد، سعيد بن جبیر، مسروق، ابوصالح، ضحاک اور ابن زید نے اس آیت مبار کہ میں 'إتَّسَقَ' كا يهى معنى ليعنى تمَمَّ وَاجْتَمَعَ وَاسْتَوْى كيا ہے۔ امام حسن نے فرمايا كه اس كا معنى 'إذا امْتَلَا مَ كه جب وه جاند (روشنى سے) بِهر جاتا ہے ليعنى لورا ہو جاتا ہے، کیا ہے۔ ان مفسرین کے کلام کا معلٰی ہے: وقسم سے جاند کی جب اس کی روشنی مکمل ہو جاتی ہے اور (اس کے بعد) وہ پیچیے ہٹنا شروع ہو جاتا ہے۔' پھر اس کو ﴿ وَٱلَّيْلِ وَمَا وَسَقَ ﴾ میں مقابل بنایا۔ اور بعض نے کہا کہ اللہ تبارک و تعالی نے تقابل کیے جانے والے احوال اس میں جمع فرما دیے ہیں اور حضرت مجاہد علی سے صحت کے ساتھ ثابت ہے کہ انہوں نے اس آیت مبارکہ کے حوالے سے فرمایا کہ ﴿فَلَآ أُقْسِمُ بِٱلشَّفَقِ﴾ (میں شفق) سے مراد سارا دن ہے اور اُن سے ایک روایت یہ بھی ہے کہ 'الشفق' سے مراد سورج ہے۔ اِن دونوں مرویات کو ابن ابی حاتم رازی اور ابن جریر طبری نے روایت کیا ہے۔ اور شفق کا اس معنی پر محمول کرنا، اس کو الله تعالیٰ کے اس ارشاد ﴿ وَٱلَّيْلِ وَمَا وَسَقَ ﴾ کے ساتھ ملانے کی بناء پر ہے۔ گویا اللہ رب العزت نے روشنی اور ظلمت کی قسم کھائی۔

ابن جریر طبری نے کہا ہے: اللہ تعالی نے جاتے ہوئے دن کی اور آتی ہوئی رات کی قسم کھائی، اور اس طرح چاند کی جب وہ پورا اور مکمل ہو جائے۔ یہ ابن کثیر نے بھی بیان کیا ہے۔ امام قشری نے کہا کہ شفق سے مراد وہ زمانہ ہے جب ان کے وصال کا سورج غروب ہو گیا اور انہیں ان کے بعض احوال

الشَّفَقُ حين غربت شمسُ وصالهم، وأُذيقوا الفراقَ في بعض أحوالهم، وذلك زمانُ قبضٍ بعد بَسْطٍ، وأوانُ فَرْقٍ عُقَيْبَ جَمْعٍ. ﴿وَٱلَّيْلِ وَمَا وَسَقَ﴾ ليالي غيبتهم وهم بوصف الاستياقِ؛ أو ليالي وصالهم وهم في روح التلاقي، أو ليالي طَلَبِهم وهم بنعتِ القَلَبِ والاحتراقِ. ﴿وَٱلْقَمَرِ إِذَا ٱتَّسَقَ﴾ إذا ظَهَرَ سلطانُ العرفان على القلوب، فلا بَخْسَ ولا نُقْصان. (۱)

وقال القرطبيّ: وأصله من سورة السلطان وغضبه، فلولا أنه خرج إلى العباد من باب الرّحمة ما تـمـالك العباد لـمجيئه. ولكن خرج من باب الرحمة، فمزج بها، فسكن الخلق إليه، ثم ابذعرّوا والتفُّوا وانقبضوا، ورجع كلٌ إلى مأواه، فسكن فيه من هوله. (٢)

ففي هذه الآيات، أقسم الله تعالى بتغيّر أحوال اللّيل والنّهار، وبتغيّر أحوال الشّمس والقمر، وذكر بعدها جواب القسم: ﴿لَتَرْكَبُنَّ

العظيم، ٤/ ٩٠٠.

⁽١) ذكره القشيري في لطائف الإشارات، ٣/ ٤٠٢، ٤٠٧.

⁽٢) ذكره القرطبي في الجامع لأحكام القرآن، ١٩/ ٢٧٦.

میں فراق کا مزہ چھایا گیا۔ اور یہ 'بسط' کے بعد 'قبض' کا زمانہ ہے، اور 'جمع'
کے بعد 'فرق' کا مقام ہے۔ ﴿ وَٱلَّذِلِ وَمَا وَسَقَ ﴾ سے مراد ان کی غیبت کی
راتیں ہیں، یا ملاقات کی راحت میں ان کے وصال کی راتیں (مراد ہیں) یا ان
کی طلب کی راتیں جو ان کے تڑپنے اور جلنے سے عبارت ہیں۔ اور ﴿ وَٱلْفَصَرِ إِذَا ٱتَّسَقَ ﴾ یعنی جب عرفان و معرفت کا سلطان دلوں پر جلوہ افروز ہوتا ہے تو
ان میں کوئی خیارہ اور نقصان نہیں رہتا۔

اور امام قرطبی نے کہا ہے کہ اس کی اصل بادشاہ کے رعب و دبدبہ اور اس کے غصہ و غضب سے متعلق ہے۔ اگر یہ دبدبہ اور غضب نہ ہو اور بادشاہ رعایا کی طرف رحمت کے دروازے سے نکلتا تو لوگ اس کے آنے پر مرعوب نہ ہوتے۔ لیکن وہ نکلا تو رحمت کے دروازے سے پھر رعب و دبدبہ کو رحمت کے ساتھ ملا دیا تو مخلوق اس کی بارگاہ میں حاضر ہو کر سکون و طمانیت پا گئ۔ پھر لوگ اس سے ڈر بھی گئے اور متوجہ بھی اسی کی طرف ہوئے اور اس سے لیٹ گئے اور مرحوجہ بھی اس کی طرف ہوئے اور اس سے لیٹ گئے اور ہم کوئی اس کی پناہ گاہ کی طرف رجوع کرنے والا ہوگیا تب اُس نے اس پناہ گاہ میں خوف سے امن و سکون حاصل کیا۔

لیں ان آیات میں اللہ رب العزت نے رات اور دن کے احوال کے تغیرات کی تھی، پھر تغیرات کی قسم کھائی، نیز سورج اور چاند کے احوال کے تغیرات کی بھی، پھر اس کے بعد جوابِ قسم بیان فرمایا: ﴿ثم یقیناً طبق در طبق ضرور سواری کرتے ہوئے جاؤ گے ﴾۔ حضرت عمر، عبد اللہ بن مسعود، (عبد اللہ) بن عباس، مجابد، ابو العالیہ، ابو عمر، مسروق، سعید بن جبیر، ابو وائل، شعبی، طلحہ، عیسیٰ، اسود، نخعی، حزہ، کسائی اور ابن کثیر نے اسے ﴿لَرَّ کَبَنَ ﴾ یعنی باء پر فتحہ کے ساتھ

طَبَقًا عَن طَبَقٍ ﴾ وقرأ عمر، وعبد الله بن مسعود، وابن عباس ومجاهد، وأبو العالية، وأبو عمر، ومسروق وسعيد بن جبير، وأبو وائل والشعبي، وطلحة، وعيسى، والأسود، والنخعي، والأخوان: هزة، والكسائي، وابن كثير، ﴿لَتَرُ كَبَنَ ﴾ بفتح الباء (١) على الخطاب للواحد، وقال الحافظ ابن كثير إضافةً: هذه قراءة عامة أهل مكة والكوفة (١) أيضًا بفتح التاء والباء. أي ﴿لَتَرَكَبنَ ﴾ يا محمد، سماء بعد سماء يعني ليلة الإسراء. رواه ابن أبي حاتم عن الشعبي، هكذا رُوِي عن ابن مسعود، ومسروق وأبي العالية: ﴿طَبَقًا عَن طَبَقٍ ﴾ أي سماء بعد سماء بعد سماء بعد سماء أي عدد الله الإسراء. (١) الحافظ ابن كثير: قلت: يعنون ليلة الإسراء. (١)

⁽۱) رواه الطبري في جامع البيان في تفسير القرآن، ٣٠/ ١٢٢؛ وذكره الأندلسي في المحرر الوجيز، ٥/ ٥٩؛ وابن كثير في تفسير القرآن العظيم، ٤٩١/٤.

⁽٢) ذكره ابن كثير في تفسير القرآن العظيم، ٤/ ٤٩١.

⁽٣) ذكره ابن أبي حاتم الرازي في تفسير القرآن العظيم، ١٠/ ٣٤١٢، الرقم/ ١٥) ذكره ابن أبي حاتم الرازي في تفسير القرآن العظيم، ١٠/ ٣٤١٠، الرقم/ ١٩٥٩.

⁽٤) ذكره ابن كثير في تفسير القرآن العظيم، ٤/ ٤٩١.

صیغہ واحد مذکر مخاطب کی صورت میں پڑھا ہے۔ اور حافظ ابن کثیر نے اس پر اضافہ کرتے ہوئے فرمایا: یہ عام اہل مکہ کی قراءت ہے اور اہل کوفہ کی بھی لیٹنی ان کے ہاں تاء اور باء کی فتحہ کے ساتھ ﴿لَتَرْ کَبَنَ ﴾ پڑھاجاتا ہے۔ اب اس کا معلیٰ ہوگا: اے محمر! آپ شب اسراء ضرور ایک آسان کے بعد دوسرے آسان پر سواری کرتے ہوئے جائیں گے۔ اسے ابن ابی حاتم نے شعبی سے روایت کیا ہے۔ اس طرح ابن مسعود، مسروق اور ابو العالیہ سے بھی مروی مروایت کیا ہے۔ اس طرح ابن مسعود، مسروق اور ابو العالیہ سے بھی مروی مراد ہے۔ حافظ ابنِ کثیر لکھتے ہیں: میں کہتا ہوں کہ وہ اس سے شب اسراء مراد لیتے ہیں۔

روى الإمام البخاريّ في صحيحه عن ابن عباس في قوله تعالى: ﴿لَتَرُكُبُنَّ طَبَقًا عَن طَبَقٍ﴾ حالا بعد حالٍ، قال: هذا نبيّكم (۱) وهو محتمل أن يكون ابن عباس في أسند هذا التفسير عن النّبي في كأنه قال: سمعت هذا من نبيّكم في فيكون قوله: 'نبيّكم' مرفوعًا على الفاعلية من 'قال' وهو الأظهر، والله أعلم، هكذا قال ابن كثير وذكره الخازن ولفظه: هذا لِنَبِيّكم، (۱) وروى ابن جرير الطبري عن مجاهد أنّ ابن عباس في كان يقول: ﴿لَتَرُ كَبُنَّ طَبَقًا عَن طَبَقٍ﴾ يعني نبيّكم، يقول حالًا بعد حالٍ. (۱)

وروى أبو داود الطيالسي عن سعيد بن جبير عن ابن عباس اللهُ وَرَوَى البَرِّارِ عَنِ ابن ابن اللهُ وَرَوَى البَرِّارِ عَنِ ابن مسعود عَلَى: ﴿لَتَرْكَبُنَّ طَبَقًا عَنِ طَبَقٍ﴾: يا محمّد! لتركبنَّ حالًا بعد

⁽۱) أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب التفسير، باب لتركبن طبقا عن طبق، ٤/ ١٨٨٥، الرقم/ ٢٥٥٦.

⁽٢) رواه الطبري في جامع البيان في تفسير القرآن، ٣٠/ ١٢٢؛ وذكره القرطبي في الجامع لأحكام القرآن، ١٩/ ٢٧٨؛ والخازن في لباب التأويل في معاني التنزيل، ٤/ ٣٦٤؛ وابن كثير في تفسير القرآن العظيم، ٤/ ٤٩١.

⁽٣) رواه الطبري في جامع البيان في تفسير القرآن، ٣٠/ ١٢٢.

⁽٤) ذكره ابن كثير في تفسير القرآن العظيم، ٤/ ٤٩١.

امام بخاری نے اپنی صیح میں حضرت (عبد اللہ) بن عباس ﷺ سے اس ار شادِ باری تعالی ﴿ لَتَرْ كَبُنَّ طَبَقًا عَن طَبَقٍ ﴾ کے حوالے سے روایت کیا کہ ﴿ طَبَقًا عَن طَبَقِ ﴾ كا معنی 'ایک حالت کے بعد دوسری حالت مراد ہے۔' اور فرمایا کہ یہ تمہارے نبی مکرم ﷺ ہیں۔ حضرت (عبداللہ) بن عباس کی اس روایت میں اس بات کا بھی احمال ہے کہ انہوں نے یہ تفسیر حضور نبی اکرم على سے منسوب كى مو- كويا انہول نے كہا: "ميں نے يہ تفسير تمہارے نبى عے سی ہے۔' اس صورت میں حضرت (عبد اللہ) بن عباس على كا قول 'نَبيُّكُمْ' فاعليت كى بناء ير مر فوع ہو گا لعنی 'قَالَ نَبيَّكُمْ' اور يہى اظهر ہے۔ والله اعلم۔ ابن کثیر نے بھی اسی طرح فرمایا اور اِسے امام خازن نے بھی ان الفاظ کے ساتھ بیان فرمایا: 'هذَا لِنَبیِّکُمْ ' یعنی طبق در طبق سواری کرتے ہوئے جانا تمہارے نبی ﷺ کے لیے ہے۔ اور ابن جریر طبری نے حضرت مجاہد سے روایت کیا کہ حضرت (عبد اللہ) بن عباس ﷺ فرمایا کرتے تھے: ﴿لَمَرْ كُبُنَّ طَبَقًا عَن طَبَقِ ﴾ لعنی اس سے مراد تمہارے نبی مکرم ﷺ ہیں، وہ ضرور ایک حال کے بعد دوسرے حال پر ہوں گے۔

امام ابو داؤد طیالی نے حضرت سعید بن جبیر سے اور انہوں نے حضرت (عبد الله) بن عباس سے روایت کیا کہ ﴿ لَتُرْ کَبُنَّ طَبَقًا عَن طَبَقٍ ﴾ کے بارے میں انہوں نے کہا کہ اس سے مراد 'حضرت محمد ﴿ بیں۔ اور بزار نے عبد الله بن مسعود سے روایت کیا کہ ﴿ لَتُرْ کَبُنَّ طَبَقًا عَن طَبَقٍ ﴾ کا معنی ہے: الله بن مسعود سے روایت کیا کہ ﴿ لَتُرْ کَبُنَّ طَبَقًا عَن طَبَقٍ ﴾ کا معنی ہے: اے محمد! آپ شوار ہوں گے۔' ابن جریر طبری نے یہ معنی بیان کیا ہے: اے محمد! آپ بنفس نفیس ضرور ایک حال جریر طبری نے یہ معنی بیان کیا ہے: اے محمد! آپ بنفس نفیس ضرور ایک حال کے بعد دوسرے امر پر سوار ہوں گے۔ کے بعد دوسرے امر پر سوار ہوں گے۔

حال، (۱) وقال ابن جرير: لتركبن أنت يا محمد، حالاً بعد حالٍ وأمرًا بعد أمر، (۲) وقيل: دَرَجَةً بعد دَرَجَةٍ ورُثْبَةً بعد رُثْبَةٍ في القرب مِنَ الله تعالى.

وقال الخازن: قد فعل الله ذلك معه ليلة أسرى به، فأصعدَه سماءً بعد سماءً وقيل درجةً بعد درجةٍ ورتبة بعد رتبةٍ في القرب من الله تعالى. (أ) فأقول فأيّده قول الله بخلا: ﴿ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلَى ﴿ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى ﴾ (فُسرِّت هذه الآية بحديث أنس بن مالكِ قابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنَى ﴾ (فُسرِّت هذه الآية بحديث أنس بن مالكِ للذي رواه البخاري في صحيحه: «ودنا الجبار رب العزة، فتدلى حتى كان منه قاب قوسين أو أدنى ». (أ) وقيل: معنى هذا يكون لك الظفر والغلبة على المشركين حتى يختم لك بجميل العاقبة فلا يحزنك تكذيبهم وتماديهم في كفرهم. ذكره الخازن. (1)

⁽١) أخرجه البزار في المسند، ٥/ ٤٠، الرقم/ ١٦٠٢؛ وذكره السيوطي في الدر المنثور في التفسير بالمأثور، ٨/ ٤٥٩.

⁽٢) ذكره الطبري في جامع البيان في تفسير القرآن، ٣٠/ ١٢٥.

⁽٣) ذكره الخازن في لباب التأويل في معاني التنزيل، ٤/ ٣٦٤.

⁽٤) النجم، ٥٣/ ٨-٩.

⁽٥) أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب التوحيد، باب قوله: ﴿وَكَلَّمَ ٱللَّهُ مُوسَىٰ تَكُلِيمًا ﴾، ٦/ ٢٧٣٠، الرقم/ ٧٠٧٩.

⁽٦) ذكره الخازن في لباب التأويل في معاني التنزيل، ٤/ ٣٦٤.

اس کا معنیٰ یہ بھی کیا گیا کہ آپ ﷺ قربِ الٰہی میں ایک درجہ کے بعد دوسرا درجہ اور ایک رُتبہ کے بعد دوسرا درجہ اور ایک رُتبہ کے بعد دوسرا رتبہ حاصل فرمائیں گے۔

امام خازن نے فرمایا: الله رب العزت نے یہ سب کچھ شبِ اسراء میں آپ ﷺ کو عملاً عطا کر دیا کہ آپ ﷺ کو ایک آسان کے بعد دوسرے آسان پر بلند فرمایا۔ اور یہ بھی کہا گیا کہ قرب الہی میں ایک درجہ کے بعد دوسرے درجہ اور ایک رتبہ کے بعد دوسرے رتبہ میں بلند فرمایا۔ میں کہتا ہول کہ اس معنیٰ کی تائید الله تعالیٰ کے اس ارشادِ گرامی نے بھی فرما دی ہے: ﴿ پھر وہ (ربّ العزّت اپنے حبیب محمہ ﷺ سے) قریب ہوا پھر اور زیادہ قریب ہو گیا۔ پھر (جلوؤ حق اور حبیبِ مکرم ﷺ میں صِرف) دو کمانوں کی مقدار فاصلہ رہ گیا یا (انتہائے قرب میں) اس سے بھی کم (ہو گیا) کے اس آیت مبارکہ کی تفسیر حضرت انس بن مالک رہے کی حدیث سے کی گئی ہے جسے امام بخاری نے روایت کیا ہے: " پھر وہ اللہ رب العزت اینے حبیب مکرم ﷺ سے قریب ہوا، پھر اور قریب ہوا یہاں تک کہ دو کمانوں کے مقدار فاصلہ رہ گیا یا اس سے بھی کم۔" اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کا معنیٰ ہے کہ آپ ﷺ کو مشر کین کے خلاف کامیابی اور غلبہ حاصل ہوگا، حتیٰ کہ آپ ﷺ کے لیے عاقبت اور مستقبل اتنا خوبصورت ہوگا کہ پھر ان کفار و مشرکین کا آپ ﷺ کو جھٹلانا اور کفر و شرک پر ڈٹے رہنا آپ کو ہر گز غمزوہ نہیں کر سکے گا۔ اسے امام خازن نے بیان کیا ہے۔

هكذا كان تغيّر الأحوال وتقلّب الدرجات ارتقاءً للنبي هي رتبة بعد رُتْبةٍ وحالة بعد حالةٍ، في حياته وجهاداته وشدائد حالاته وفتوحاته، كغزوة بدرٍ وأحدٍ والأحزاب، والـمراجعة من الحديبية، وفتح خيبر ومكة وحنين وغيرها، إلى أن حصل له الغلبة والتّمكّن على جميع قبائل اليهود والـمشركين، وقبائل العرب وبلادها، وخارج العرب من قريب وبعيد، حتّى تنوّرت شمسه، وانتشرت ضياؤها، واستوى بدره، وتكامل، وامتلأ، وأضاء به البلاد كلها، وهكذا كمَّلَ الله له معنى قوله تعالى: ﴿لِيُظْهِرَهُو عَلَى ٱلدِّينِ كُلِّهِ وَلَوُ

والمعنى الآخر: أي لتركبن أحوال أيّامك يا حبيبي، حالًا بعد حالٍ فهذه حال البعثة، ثم حال الدعوة ثم حال الشّدائد، ثم حال المهجرة، ثم حال المخالفة، ثم حال الجهاد وفتح البلاد، ثم حال دخول مكة فاتحًا وتوديع العباد، ثم حال الرحيل إلى دار المعاد، ثم حال الشفاعة والكرامة يوم القيامة ثم البعث على المقام المحمود، ثم حال السقام في دار الخلود والقيام. فالطّبَق في اللغة يطلق على الحال، ويطلق أيضًا الطّبَقُ على الجيل من الناس، يكون طباق الأرض وهو التنقّل من صلب إلى صلب، أي ملأها، ومنه قول سيّدنا العباس

⁽١) التوبة، ٩/ ٣٣.

اسی طرح حضور نبی اکرم کے لیے تغیر اُحوال اور تقلبِ درجات ایک رتبہ کے بعد دوسری حالت میں ارتقاء پذیر رہے۔ آپ کی حیاتِ مبارکہ، آپ کے جہادات، آپ کے حالات کی سختیوں، آپ کی خیاتِ مبارکہ، آپ کی خوہ بدر، غزوہ احد، غزوہ احد، غزوہ احد، غزوہ احد، غزوہ احد، غزوہ احزاب، حدیبیہ سے لوٹنا، فتح خیبر، فتح مکہ، فتح حنین اور دیگر فتوحات یہاں تک کہ آپ کو تمام قبائلِ یہود و مشرکین، قبائلِ عرب اور ان کے تمام شہروں، مالم عرب سے باہر قریب و بعید تمام پر غلبہ و شمکن حاصل ہو گیا۔ آپ کی نبوت کا آفاب اس طرح چکا کہ اس کی روشنی ہر سو پھیل گئی۔ اور آپ کی نبوت کا آفاب اس طرح چکا کہ اس کی روشنی ہر سو پھیل گئی۔ اور آپ شروں کو روشن و منوّر فرما دیا۔ اس طرح اللہ رب العزت نے آپ کے شروں کو روشن و منوّر فرما دیا۔ اس طرح اللہ رب العزت نے آپ کے لیے اس ارشادِ گرامی کا معلیٰ مکمل فرما دیا: ﴿ تاکہ اس (رسول کے) کو ہر دین (والے) پر غالب کر دے اگرچہ مشرکین کو برا گئے گ

اس آیت مبارکہ کا ایک اور معلیٰ بھی ہے، یعنی اے میرے حبیبِ کرم!
آپ اپنے ایام کے احوال پر ایک حال کے بعد دوسرے حال پر ضرور سواری
کریں گے۔ پس یہ احوال حالِ بعثت، پھر حالِ دعوت، پھر حالِ شدائد، پھر حالِ
بجرت، پھر حالِ مخالفت، پھر حالِ جہاد و فتوحاتِ بلاد، پھر مکہ مکرمہ میں فاتح کی
حیثیت سے داخل ہونے کا حال، پھر دار المعاد کی طرف رحلت کا حال اور پھر
قیامت کے دن حالِ شفاعت و کرامت، پھر مقامِ محمود پر فائز ہونے کا حال اور
پھر دار الخلد میں مقام و قیام کا حال ہیں۔ پس لغت میں طبق کا اطلاق حال پر
بھی ہوتا ہے اور لوگوں کی ایک نسل پر بھی۔ اس طرح طباق الارض سے مراد
ایک صُلب سے دوسری صُلب میں منتقل ہونا ہوگا۔ سیدنا عباس بن عبد المطلب

بن عبد المطلب في النّبيّ على:

وهذه إشارة في قوله تعالى: ﴿ وَتَقَلُّبَكَ فِي ٱلسَّاجِدِينَ ﴾ (٢).

وقال ابن القيم: من قال الخطاب للنّبي على فله ثلاث معانٍ:

الأوّل: لتركبن سماءً بعد سماءٍ حتى تنتهى إلى حيث يُصْعِدُك الله.

والثّاني: لتَصْعَدَنَّ درجةً بعد درجةٍ، ومنزلةً بعد منزلةٍ ورتبةً بعد رتبةً، حتّى تنتهي إلى محل القُرْب والزُّلفي مِن الله.

والثّالث: لتركبَنَّ حالًا بعد حالٍ من الأحوال المختلفة الّتي نقل الله فيها رسوله هي من الهجرة، والجهاد، ونصره على عدوّه، ومكر العدوّ به تارةً، وردّه إيّاه تارةً، وغناه وفقره، وغير ذلك من

⁽١) ذكره القرطبي في الجامع لأحكام القرآن، ١٩/ ٢٨٠؛ والآلوسي في روح السمعاني، ٣٠/ ٨٢؛ والأندلسي في السمحرر الوجيز، ٥/ ٥٨، ٥٥.

⁽٢) الشعراء، ٢٦/ ٢١٩.

کا حضور نبی اکرم ﷺ کے متعلق قول اسی قبیل سے ہے:

'آپ ﷺ ایک پشت سے ایک رحم میں منتقل ہوئے۔ جب ایک زمانہ گزرا تو دوسرا زمانہ ظاہر ہو گیا۔'

اور یہی اشارہ اس ارشاد باری تعالیٰ میں ہے: ﴿ اور سجدہ گزاروں میں (بھی) آپ کا بلٹنا دیکھتا (رہتا) ہے ﴾۔

ابن القیم نے کہا ہے: جس شخص نے کہا کہ ﴿ لَتَرْ كَابُنَّ طَبَقًا عَن طَبَقٍ ﴾ میں خطاب نبی مکرم ﷺ سے ہے تو اس کے تین معانی ہیں:

پہلا معنیٰ: آپ شے ضرور ایک آسان کے بعد دوسرے آسان پر سوار ہوں گے، یہاں تک کہ آپ شے اس مقام پر جا پہنچیں گے جہاں اللہ تعالیٰ آپ شے کو بلندی پر لے جانا چاہے گا۔

دوسرا معنیٰ: آپ کے ضرور ایک درجہ کے بعد دوسرے درجہ پر اور ایک منزلت کے بعد دوسرے رتبہ پر سوار معنیٰ: آپ کی منزلت پر اور ایک رتبہ کے بعد دوسرے رتبہ پر سوار ہول گے، یہال تک کہ آپ کی اللہ رب العزت کی بارگاہ میں مقام قرب یر فائز ہو جائیں گے۔

حالاته الَّتي تنَقَّلَ فيها إلى أن بلغ ما بلغه إيَّاهُ. (١)

۱۷۷

٢٧-٢٤. ﴿ وَٱلسَّمَآءِ ذَاتِ ٱلْبُرُوجِ ۞ وَٱلْيَوْمِ ٱلْمَوْعُودِ ۞ وَشَاهِدِ وَشَاهِدِ ﴾ (١).

وكذلك أقسم الله تعالى في سورة البروج بقوله: ﴿وَٱلسَّمَآءِ ذَاتِ ٱلْبُرُوجِ۞ وَٱلْيَوْمِ ٱلْمَوْعُودِ۞ وَشَاهِدِ وَمَشْهُودٍ﴾ (٢).

وقوله: ﴿وَٱلسَّمَآءِ ذَاتِ ٱلْبُرُوجِ﴾. هذا قسم أقسم الله تعالى بالسّماء ووصفها بذات البروج، وفيها أقوال: أحدها: ذات النّجوم؛ والثّاني: الخلق الحسن؛ والثالث: ذات الـمنازل، وهي القصور.

قال ابن عباس، وعكرمة، والضحّاك، والحسن، وقتادة، والسّدي، ويحيى بن رافع، والمنهال بن عمرو، ومجاهد: 'البروج:

⁽١) البروج، ٨٥/ ١-٣.

⁽٢) البروج، ٨٥/ ١-٣.

٢٧-٢٣. ﴿ وَٱلسَّمَآءِ ذَاتِ ٱلْبُرُوجِ ۞ وَٱلْيَوْمِ ٱلْمَوْعُودِ ۞ وَشَاهِدِ وَشَاهِدِ وَمَشْهُودِ ﴾

الله تبارک و تعالی نے اسی طرح سورۃ البروج میں بھی قسمیں کھائی ہیں:
﴿ برجول (یعنی کہکشاؤں) والے آسمان کی قسم اور اس دن کی قسم جس کا وعدہ
کیا گیا ہے جو (اس دن) حاضر ہو گا اس کی قسم اور جو کچھ حاضر کیا جائے گا
اس کی قسم ﴾۔

ار شادِ باری تعالی ﴿ وَٱلسَّمَآءِ ذَاتِ ٱلْبُرُوجِ ﴾ وه قسم ہے جس میں اللہ رب العزت نے آسان کی قسم کھائی اور ﴿ ذَاتِ ٱلْبُرُوجِ ﴾ کے ساتھ آسان کا وصف بیان فرمایا۔ ﴿ ذَاتِ ٱلْبُرُوجِ ﴾ کے حوالے سے کئی اقوال ہیں: پہلا قول یہ ہے کہ ﴿ ذَاتِ ٱلْبُرُوجِ ﴾ سے مراد ذات النجوم لیعنی ساروں والا آسان ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ ﴿ ذَاتِ ٱلْبُرُوجِ ﴾ سے مراد الدخلق الحسن لیعنی ایجھے اَخلاق ہیں، (یوں اس کا مرادی معنی خوبصورت و دیدہ زیب آسان ہوسکتا ہے)۔ تیسرا قول یہ ہے کہ ﴿ ذَاتِ ٱلْبُرُوجِ ﴾ سے مراد ہے: ذات ہوسکتا ہے کے۔ تیسرا قول یہ ہے کہ ﴿ ذَاتِ ٱلْبُرُوجِ ﴾ سے مراد ہیں۔ اللہ خازل لیعنی منازل والا؛ اور منازل سے مراد قصور و محلات ہیں۔

حضرت عبد الله بن عباس، عكرمه، ضحاك، الحسن، قاده، السدى، يجلى بن رافع، منهال بن عمرو اور مجاہد ﷺ نے فرمایا: البروج سے مراد آسان میں محلات ہیں۔ اسے امام طبرى، قرطبى اور ابن کثیر نے روایت کیا ہے۔ مجاہد نے یہ بھى کہا ہے کہ بروج بارہ ہیں۔ اور یہى قول ابو عبیدہ اور یجیٰ بن سلام کا بھى ہے جیسا کہ الماوردى اور القرطبى نے اپنى تفاسیر میں بیان کیا۔

قصور في السماء. وواه الطبري، والقرطبي، وابن كثير. وقال مجاهد: هي البروج الإثنا عشر، وهو قول أبي عبيدة ويحيى بن سلام، كما ذكره الماورديّ والقرطبي في تفسيرهما. (٢)

وقال القشيريّ: أراد البروج الإثني عشر^(٣) المعروفة وهي القصور في السّماء، وذلك في قوله تعالى: ﴿ تَبَارَكَ ٱلَّذِى جَعَلَ فِي ٱلسَّمَآءِ بُرُوجَا وَجَعَلَ فِيهَا سِرَجَا وَقَمَرًا مُّنِيرًا ﴾ (٤).

واختار ابن جرير: أنّها منازل الشمس والقمر، وهي اثنا عشر برجًا، كما ذكر الحافظ ابن كثير، (٥) وقال البيضاوي: البروج الإثني

⁽۱) رواه الطبري في جامع البيان في تفسير القرآن، ٣٠/ ١٢٧؛ وذكره القرطبي في الجامع لأحكام القرآن، ١٩/ ٣٨٣؛ وابن كثير في تفسير القرآن العظيم، ٤/ ٤٩٢.

⁽٢) ذكره الـمـاوردي في النكت والعيون، ٢/ ٣٤٥؛ والقرطبي في الجامع لأحكام القرآن، ١٩/ ٢٨٣.

⁽٣) ذكره القشيري في لطائف الإشارات، ٣/ ٤٠٨.

⁽٤) الفرقان، ٢٥/ ٦١.

⁽٥) ذكره الطبري في جامع البيان في تفسير القرآن، ٣٠/ ١٢٧؛ وابن كثير في تفسير القرآن العظيم، ٤/ ٤٩٢.

امام قشری نے کہا ہے: بارہ بروج سے مراد آسمان میں محلات ہیں جن کا بیان اس فرمانِ اِلٰی میں ہے: ﴿ وَہَی بِرُی برکت و عظمت والا ہے جس نے آسمانی کا بنات میں (کہکشاؤں کی شکل میں) سماوی کروں کی وسیع منزلیں بنائیں اور اس میں (سورج کو روشنی اور پش دینے والا) چراغ بنایا اور (اس نظام شمسی کے اندر) حیکنے والا چاند بنایا ﴾۔

ابن جریر طبری نے اس سے مراد سورج اور چاند کی منازل کی ہیں اور وہ بارہ برج ہیں، جیسا کہ حافظ ابن کثیر نے بیان کیا ہے۔ امام بیضاوی نے فرمایا: بروج بارہ ہیں جنہیں محلات کے ساتھ تشبیہ دی گئی کہ سیارے ان میں اترتے ہیں۔ ہیں جس طرح کہ قصور و محلات میں اکابر اور اشراف جلوہ افروز ہوتے ہیں۔ ان راستوں کو بروج کا نام ان کے ظاہر اور روشن ہونے کی وجہ سے دیا گیا کیونکہ برج کے معلیٰ کی اصل 'امر ظاہر' ہے اور اسی سے تَبرُّج ہے۔ کہا جاتا ہے تَبرُّج جَتِ الْہمُورُ اُقْتیار کیا یعنی اظہار محاسن میں برج کے ساتھ مشابہت اختیار کی۔ پھر جب ہم 'السماء' کے معلیٰ میں غور کرتے ہیں بوع عُلُق بلندی کے معلیٰ میں نور کرتے ہیں خور کرتے ہیں خور کرتے ہیں۔ جو عُلُق بلندی کے معلیٰ میں 'الظُّهُور' یعنیٰ ظاہر ہونا ہے اور اس کی تعداد کے بارہ ہونے میں غور کرتے ہیں۔ ظاہر ہونا ہے اور اس کی تعداد کے بارہ ہونے میں غور کرتے ہیں۔

عشر، شُبّهت بالقصور، لأنها تنزلها السيّارات، (۱) كما أنّ القصور ينزلها الأكابر والأشراف، سمّيت تلك الطرق بروجًا لظهورها، لأن أصل معنى البرج: الأمر الظاهر، ومنه التبّرج. ويقال: تبرّجتِ المرأة أي: تشبّهت بالبرج في إظهار المحاسن. فإذا نرى في معنى السّماء وهو العُلُوُّ، وفي معنى البُروج وهو الظهور، وفي عددها وهو اثنا عشر.

فلا بأس أن تُستفاد مِنْ جمعها، أن يجوز احتمال الإشارة فيها إلى ولادة سيّدنا محمد على بمكّة وظهوره وهجرته وقدومه بالمدينة ووفاته ووصاله ولقائه مع الرّفيق الأعلى، فكلُّ أمرٍ منها له مكانةٌ وعُلُوٌ وظهورٌ. ووقع كلُّ أحدٍ مِنْ هذهِ الأمور في اثني عشر مِنْ شهر الرّبيع الأوّل، فهذه نسبة لطيفة خفيّة لأهل الذوق والوجدان، لو كانوا يعرفون.

وقال أبو محمّد روزبهان البقلي الشيرازي: السّماء ذات البروج سماء قلوب العارفين، ذات الأبراج من العلوم والحِكَم والحقائق تسري فيها^(۲) كواكب العقول ونجوم الأرواح.

⁽١) ذكره البيضاوي في أنوار التنزيل، ٥/ ٤٧٢.

⁽٢) ذكره أبو محمد روزبهان البقلي الشيرازي في عرائس البيان، ١/ ٣٦٧.

ان تمام سے یہ نتیجہ اخذ کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں کہ ان سے مکہ مکرمہ میں سیدنا محمہ کی ولادت باسعادت اور آپ کے ظہور، آپ کی جرت، مدینہ طیبہ میں آپ کی تشریف آوری، آپ کی وفات و وصال اور آپ کی کی رفیقِ اعلیٰ کے ساتھ ملاقات کی طرف اشارہ پایا جاتا ہے کیونکہ ان تمام امور میں سے ہر امر کو بلند شان، رفعت اور ظہور حاصل ہے۔ ان تمام امور میں سے ہر امر ماہ ربیج الاول کی بارہ تاریخ کو واقع ہوا۔ اس تمام امور میں سے ہر امر ماہ ربیج الاول کی بارہ تاریخ کو واقع ہوا۔ ابل ذوق و وجدان کے لیے یہ ایک لطیف اور مخفی نسبت ہے، اگر وہ اس کی معرفت کو پا سکیں۔

شخ ابو محمد روز بہان البقلی الشیرازی نے فرمایا: ﴿ وَٱلسَّمَآءِ ذَاتِ ٱلْبُرُوجِ ﴾ سے مراد عارفین کے قلوب کا آسان ہے۔ جو علوم، حکمتوں اور حقائق کے برجوں والا ہے اور ان برجوں میں عقول کے کواکب اور ارواح کے سارے چلتے ہیں۔

وقال الشّيخ الأكبر محيي الدين بن العربي: ﴿وَٱلسَّمَآءِ ذَاتِ ٱلْبُرُوجِ﴾ أي الرّوح الإنساني ذات المقامات في الترقي والدرجات.(١)

فأقول: فأيّ قلب أعلى في السموّ والعلوّ، ذي الأبراج مِنَ السمعالم والمعارف والحِكَم من قلبه الشريف، لأنَّ الله تعالى جعل قلبه أولى مِنَ العرش وما فوقه لمعرفته ونزول حكمته عليه. وجعل رُوحَهُ في أقرب إليه لِسرِّه وظهورِ حقيقته عليه، وجعل وجوده في أكمل وجود لمَظْهَريّته في الذّات والصّفات، وجعل ظهوره في أحسن ظهور لِجَمَاله وكماله في الموجودات والكائنات.

ثم أقسم بقوله: ﴿ وَٱلۡيَوۡمِ ٱلۡمَوۡعُودِ ﴾ بيوم القيامة وهو يوم الفصل والجزاء الذي وعد الله به على ألسنة جميع الرّسل والأنبياء، قد روي عن أبي هريرة وأبي مالك الأشعري ﴿ وغيرهما: اليوم الموعود يوم القيامة، (٢) وكذلك قال الحسن وقتادة وابن زيد وغيرهم، ولاخلاف فيه.

⁽١) ذكره ابن العربي في التفسير، ١/ ٤٦٧.

⁽۲) أخرجه الترمذي في السنن، كتاب تفسير القرآن، باب ومن سورة البروج، ٥/ ٤٣٦، الرقم/ ١٧٠، الرقم/ ٥/ ٤٣٦، الرقم/ ٥/ ٥٣٥، والطبراني في السعجم الأوسط، ٢/ ١٨، الرقم/ ١٠٨٧؛ وأيضًا في المعجم الكبير عن أبي مالك الأشعري، ٣/ ٢٩٨، الرقم/ ٣٤٥٨.

شیخ اکبر محی الدین ابن العربی نے فرمایا: ﴿ وَٱلسَّمَآءِ ذَاتِ ٱلْبُرُوجِ ﴾ لیمیٰ قَم ہے روح انسانی کی جو ترقی و درجات میں بلند مقامات والی ہے۔

پس میں کہتا ہوں کہ کون سا دل ہے جو بلندی و رفعت، علوم و معارف اور حکمتوں کا حامل ہونے کے اعتبار سے حضور نبی اکرم کے کے قلب اطہر و منور سے اعلی و ارفع ہے کیونکہ اللہ تعالی نے آپ کے قلب انور کو عرشِ اللی اور جو کچھ اُس سے اوپر ہے، سے اپنی معرفت اور ان پر اپنی حکمت کے نزول کے اعتبار سے اولی و اعلی بنایا اور آپ کی روحِ مبارک کو اپنے اسرار اور آپ کی پر اپنی حقیقت کے ظہور کے لیے سب سے زیادہ قربت عطا فرمائی۔ آپ کی کے ظہور کے لیے سب سے زیادہ قربت عطا فرمائی۔ آپ کی کے مظہر انم بنایا ہے۔

پھر اللہ رب العزت نے قَدَّم کھائی: ﴿ وَٱلْيَوْمِ ٱلْمَوْعُودِ ﴾ لِعنی قَسم ہے یوم قیامت کی، اور یہ فیصلے اور جزاکا دن ہے، جس کا وعدہ اللہ رب العزت نے تمام انبیاء و رسل پی کی زبانوں سے فرمایا۔ حضرت ابو ہریرہ، ابو مالک اشعری اور ان دونوں کے علاوہ دیگر صحابہ کرام پی سے بھی مروی ہے کہ ﴿ ٱلْيَوْمِ الْمُوعُودِ ﴾ سے مراد روزِ قیامت ہے۔ حضرت حسن، قادہ، ابن زید وغیرہم نے آلْمَوْعُودِ ﴾ سے مراد روزِ قیامت ہے۔ حضرت حسن، قادہ، ابن زید وغیرہم نے کھی یہی فرمایا ہے اور اس میں کوئی اختلاف نہیں۔

ثم أقسم الله تعالى في قوله: ﴿ وَشَاهِدٍ وَمَشْهُودٍ ﴾ وفيه أقوال، أرجحها وأثبتها: أن الشاهد محمد على والمشهود يوم القيامة.

روى الطبري عن ابن عباس هي، قال: الشاهد هو محمد هي والمشهود يوم القيامة ثم قَرَأ: ﴿ ذَالِكَ يَوْمٌ مَّجُمُوعٌ لَّهُ ٱلنَّاسُ وَذَالِكَ يَوْمٌ مَّجُمُوعٌ لَّهُ ٱلنَّاسُ وَذَالِكَ يَوْمٌ مَّشْهُودٌ ﴾ (١) (١)

وروى الطبري سأل رجل الحسن بن علي عن ﴿ وَشَاهِدٍ وَمَشُهُودٍ ﴾ قال: سألتُ ابن عمر وابن الزبير، فقالا: يوم الذّبح ويوم الجمعة. فقال: لا، ولكنّ الشاهد محمد الزبير، فقالا: ﴿ فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِن كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَنَ وُلُّ اللهُ وَذَلِكَ يَوْمُ وَالسَمْهُود يوم القيامة؛ ثم قَرأً: ﴿ ذَلِكَ يَوْمُ مَّشُهُودُ ﴾. (أ) هكذا قال الحسن البصري مُجُمُوعٌ لَهُ ٱلنَّاسُ وَذَلِكَ يَوْمٌ مَّشْهُودُ ﴾. (أ) هكذا قال الحسن البصري

⁽۱) هود، ۱۱/ ۱۰۳.

⁽٢) رواه الطبري في جامع البيان في تفسير القرآن، ٣٠/ ١٣٠.

⁽٣) النساء، ٤/ ١٤.

⁽٤) رواه الطبري في جامع البيان في تفسير القرآن، ٣٠/ ١٣٠.

پھر اللہ رب العزت نے اپنے اِس قول میں قیم کھائی: ﴿وَشَاهِدِ وَمَشْهُودِ﴾۔ اس کے بارے میں کئی اقوال ہیں جن میں سے سب سے رائ اور مضبوط قول یہ ہے کہ 'الشاهد' (سے مراد) سیدنا حضرت محمد ﷺ ہیں اور 'المشهود' (سے مراد) یوم قیامت ہے۔

ابن جریر طبری نے حضرت عبد اللہ بن عباس کے سے روایت کیا ہے،
انہوں نے فرمایا: 'الشاهد' حضرت محمد کے بیں، اور 'المشهود' قیامت کا
دن ہے۔ پھر انہوں نے یہ آیتِ مبارکہ تلاوت فرمائی: ﴿یه (روزِ قیامت) وہ
دن ہے جس کے لیے سارے لوگ جمع کیے جائیں گے اور یہی وہ دن ہے جب
سب کو حاضر کیا جائے گا ﴾۔

ابن جریر طبری نے روایت کیا کہ ایک شخص نے حضرت حسن بن علی کے اس آیتِ مبار کہ ﴿ وَشَاهِدِ وَمَشْهُودِ ﴾ کے بارے میں پوچھا تو آپ نے استفسار فرمایا: کیا تو نے مجھ سے پہلے بھی اس کے متعلق کسی سے پوچھا ہے؟ اس نے کہا: ہاں! میں نے عبد اللہ بن عمر اور عبد اللہ بن زبیر کے سے پوچھا تھا، تو ان دونوں نے جواب دیا کہ اس سے مراد قربانی کا دن اور یوم جعہ ہے۔ حضرت حسن کے نے فرمایا: نہیں! بلکہ الشاهد سے مراد حضرت محمد بیں۔ پھر انہوں نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿ پھر اس دن کیا حال ہوگا جب بیں۔ پھر انہوں نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿ پھر اس دن کیا حال ہوگا جب بر گواہ لائیں گے اور (اے حبیب!) ہم آپ کو ان سب پر گواہ لائیں گے۔ اور الہشھود سے مراد قیامت کا دن ہے۔ پھر انہوں نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿ یہ سب کو حاضر کیا جائے گا ہے۔ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿ یہ وہ دن ہے جس سب کو حاضر کیا جائے گا ہے۔

وسعيد بن المسيّب، وسفيان الثوري، ومجاهد، وعكرمة والضحّاك.

ورُوي هذا عن الحسين بن علي الله أيضًا قرأ الإمام الحسين: ﴿ يَنَأَيُّهَا ٱلنَّبِيُّ إِنَّاۤ أَرْسَلُنَكَ شَهِدَا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا ﴾ (١) وعن ابن عباس الله قال: الشاهد محمّدٌ الله بقوله تعالى: ﴿ إِنَّا أَرْسَلُنَكَ شَهِدَا ﴾ (١) وقوله تعالى: ﴿ وَيَكُونَ ٱلرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدَا ﴾ (١) وقوله تعالى: ﴿ وَيَكُونَ ٱلرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدَا ﴾ (١) وقوله تعالى: ﴿ وَيَكُونَ ٱلرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدَا ﴾ (١) وقوله تعالى: ﴿ وَكَيْفُ إِذَا جِئْنَا مِن كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَنَّوُلَاءِ شَهِيدًا ﴾ (١) أخرجه الطبري في تفسيره، والهيثمي في المجمع ، وقال: رجاله ثقات. (٥)

وقال ابن جرير: وقال آخرون: المشهود يوم الجمعة، وعن عكرمة أيضًا: الشاهد محمد على والمشهود يوم الجمعة. (٢)

- (١) الأحزاب، ٣٣/ ٥٥.
- (٢) الأحزاب، ٣٣/ ٤٥.
 - (٣) البقرة، ٢/ ١٤٣.
 - (٤) النساء، ٤/ ١٤.
- (٥) رواه الطبري في جامع البيان في تفسير القرآن، ٣٠/ ١٣٠؛ وذكره أبو حفص الحنبلي في اللباب في علوم الكتاب، ٢٠/ ٢٤٦؛ والهيثمي في مجمع الذوائد، ٧/ ١٣٦.
 - (٦) رواه الطبري في جامع البيان، ٣٠/ ١٣١.

حضرت حسن بھری، سعید بن المسیب، سفیان توری، مجاہد، عکرمہ اور ضحاک نے بھی اسی طرح کہا ہے۔

حضرت حسین بن علی کے سے بھی اسی طرح مروی ہے۔ امام حسین کے اس معنی کی تائید میں یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿ اے نیِیؒ (مَرِّم!) کے شک ہم نے آپ کو (حق اور خَلق کا) مشاہدہ کرنے والا اور (حُسنِ آخرت کی) خوش خبری دینے والا اور (عذابِ آخرت کا) ڈر سنانے والا بنا کر بھیجا کی) خوش خبری دینے والا بن کو بھیا سے مروی ہے، انہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ان ارشادات گرامی ﴿ إِنَّا أَرْسَلْنَكَ شَهِدًا ﴾، ﴿ وَیَکُونَ ٱلرَّسُولُ عَلَیْکُمْ شَهِیدًا ﴾ اور ﴿ فَکَیْفَ إِذَا جِئْنَا مِن کُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِیدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَیْ هَنَوُلاَءِ شَهِیدًا ﴾ ور ﴿ فَکَیْفَ إِذَا جِئْنَا مِن کُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِیدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَیْ هَنَوُلاَءِ شَهِیدًا ﴾ ور ﴿ فَکَیْفَ إِذَا جِئْنَا مِن کُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِیدٍ وَجِئْنَا بِکَ عَلَیْ هَنَوُلاَءِ شَهِیدًا ﴾ کے مطابق الشاهد سے مراد سیرنا محمد ہے ہیں۔ اس کی تخریج ابن جریر طبری نے اپنی تفسیر میں اور ہیستمی نے 'مجمع الزوائد' میں کی ہے اور کہا کہ اس کے رجال ثقہ ہیں۔

ابن جریر طبری کہتے ہیں کہ دیگر کئی علاء نے کہا ہے: المشهود سے مراد جمعہ کا دن ہے۔ حضرت عکرمہ سے بھی مروی ہے کہ 'الشاهد' سیدنا محمد ﷺ اور المشهود جمعہ کا دن ہے۔

روى ابن ماجه بإسنادٍ صحيح عن أبي الدرداء مرفوعًا عن النبي هو قال: «أَكْثِرُوا الصَّلَاةَ عَلَيَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ، فَإِنَّهُ مَشْهُوْدٌ تَشْهَدُهُ النبي هو قال: «أَكْثِرُوا الصَّلَاةَ عَلَيَّ إِلَّا عُرِضَتْ عَلَيَّ صَلَاتُهُ حَتَّى الْمَمْ عَنَى صَلَاتُهُ حَتَّى يَفْرُغَ مِنْهَا». قَالَ: قُلْتُ: وَبَعْدَ الْمَوْتِ؟ قَالَ: «وَبَعْدَ الْمَوْتِ، إِنَّ يَفْرُغَ مِنْهَا». قَالَ: قُلْتُ: وَبَعْدَ الْمَوْتِ؟ قَالَ: «وَبَعْدَ الْمَوْتِ، إِنَّ الله حَيُّ يُرْزَقُ». الله حَيَّ يُرْزَقُ». قَالَ الْمَنْدِرِيُّ: رَوَاهُ ابْنُ مَاجَه بِإِسْنَادٍ جَيِّدٍ. وَقَالَ الْمَنَاوِيُّ: قَالَ الدَّمِيْرِيُّ: رَجَالُهُ ثِقَاتُ. وَقَالَ الْعَجْلُونِيُّ: حَسَنُ. (۱)

⁽۱) أخرجه ابن ماجه في السنن، كتاب الجنائز، باب ذكر وفاته ودفنه هي، ١/٥٢٥، الرقم/ ٧٣٦١؛ وذكره المنذري في الترغيب والترهيب، ٢/٨٢٨، الرقم/ ٢٨٥٢؛ وابن كثير في تفسير القرآن العظيم، ٣/٥١٥، 3/ ٣٩٤؛ والمناوي في فيض القدير، ٢/ ٧٨؛ والعجلوني في كشف الخفاء، ١/١٥، الرقم/ ١٠٥٠.

ابن ماجہ نے حضرت ابو الدرداء سے اسنادِ صحیح کے ساتھ حضور نبی اکرم ﷺ سے مر فوعًا روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جمعہ کے دن مجھ یر کثرت سے درود بھیجا کرو، یہ یوم 'مشھود' (یعنی میری بارگاہ میں فرشتوں کی خصوصی حاضری کا دن) ہے۔ اِس دن فرشتے (خصوصی طور پر کثرت سے میری بار گاہ میں) حاضر ہوتے ہیں۔ جب کوئی شخص مجھ پر درود بھیجتا ہے تو اُس کے فارغ ہونے سے قبل اُس کا درود میرے سامنے پیش کر دیا جاتا ہے۔ حضرت ابو درداء ر بان كرتے ہيں كه ميں نے عرض كيا: (يا رسول الله!) آپ کے وصال کے بعد (کیا ہوگا)؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں (میری ظاہری) وفات کے بعد بھی (میرے سامنے اسی طرح پیش کیا جائے گا کیوں کہ) اللہ تعالی نے زمین کے لیے انبیاء کرام پہنے کے جسموں کا کھانا حرام کر دیا ہے۔ لہذا الله تعالیٰ کا نبی زندہ ہو تا ہے اور اُسے قبر میں رزق بھی عطا کیا جاتا ہے۔ امام منذری نے لکھا ہے: اِسے امام ابن ماجہ نے جید اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے اور امام مُناوی نے بیان کیا کہ امام دمیری نے فرمایا: اِس کے سب رجال ثقات ہیں۔ امام عجلونی نے بھی اسے حدیث حسن کہا ہے۔

وروى أبو داود، والنسائي، وابن ماجه في سُننهم عن أوس بن أوس بن أوس في سُننهم عن أوس بن أوس في قال: قال رسول الله في: "إِنَّ مِنْ أَفْضَلِ أَيَّامِكُمْ يَوْمَ الجُّمُعَةِ، فَيْهِ خُلِقَ آدَمُ، وَفِيْهِ قُبِضَ، وَفِيْهِ النَّفْخَةُ، وَفِيْهِ الصَّعْقَةُ، فَأَكْثِرُوْا عَلَيَّ مِنَ الصَّلَةِ فِيْهِ، فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ مَعْرُوْضَةٌ عَلَيَّ». قَالَ: قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ الله، كَيْفَ تُعْرَضُ صَلَاتُكُمْ مَعْرُوْضَةٌ وَقَدْ أَرِمْت؟ قَالَ: يَقُوْلُوْنَ: بَلِيْتَ. الله، كَيْفَ تُعْرَضُ صَلَاتُكُمْ عَلَى الْأَرْضِ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ».

وَأَخْرَجَهُ أَيْضًا أَحْمَدُ وَالدَّارِمِيُّ وَالْبَزَّارُ وَابْنُ خُزَيْمَةَ وَابْنُ حِبَّانَ. وَقَالَ الْحُاكِمُ: هَذَا حَدِيْثُ صَحِيْحٌ عَلَى شَرْطِ الْبُخَارِيِّ. (١)

(۱) أخرجه أحمد بن حنبل في المسند، ٤/٨، الرقم/١٦٢٠؛ وأبو داود في السنن، كتاب الصلاة، باب فضل يوم الجمعة وليلة الجمعة، ١/٥٧٠، الرقم/١٠٤٧، وأيضًا في كتاب الصلاة، باب في الاستغفار، ٢/٨٨، الرقم/١٥٣١، وأيضًا في كتاب الصلاة، باب في الاستغفار، ٢/٨٨، الرقم/١٥٣١، والنسائي في السنن، كتاب الجمعة، باب إكثار الصلاة على النبي في يوم الجمعة، ٣/ ٩١، الرقم/١٣٧٤، وأيضًا في السنن الكبرى،١/ ١٩٥، الرقم/ ١٦٦٦؛ وابن ماجه في السنن، كتاب إقامة الصلاة، باب في فضل الجمعة، ١/٥٤٥، الرقم/ ١٠٨٥؛ والدارمي في السنن، ١/٥٤٥، الرقم/ ١٠٥٥؛ والبزار في المسند، ٨/ ١١١، الرقم/ ١٥٤٥؛ والجاكم في المستدرك، ١/١٥١؛ والبزار في المسند، ٨/ ٤١١، الرقم/ ١٥٤٥؛ والجاكم في المستدرك، ١/١٥١، الرقم/ ١٠٢٥؛ وابن خزيمة في الصحيح،

امام ابو داؤد، نسائی اور ابن ماجہ نے اپنی دسنن میں حضرت اوس بن اوس بن اوس بی سے روایت کیا کہ رسول اللہ کے نے فرمایا: بے شک تمہارے لیے دنوں میں سے جمعہ کا دن سب سے افضل ہے، اِس دن آدم چی پیدا ہوئے اور اسی دن انہوں نے وفات پائی۔ اسی دن صور پھونکا جائے گا اور اسی دن رقیام قیامت کے لیے) سخت آواز ظاہر ہوگی۔ پس اس دن مجھ پر کشت سے درود بھیجا کرو کیونکہ تمہارا درود مجھ پر بیش کیا جاتا ہے۔ صحابہ کرام کی نے مرض کیا: یا رسول اللہ! ہمارا درود آپ کے وصال کے بعد آپ کو کسے پیش کیا جائے گا؟ کیا آپ کا جمید مبارک بھی خاک میں نہیں مل چکا ہوگا؟ آپ کے نے فرمایا: (نہیں ایسا نہیں ہے)، اللہ تعالی نے زمین پر آنبیاءِ کرام (پھیل) کے جسموں کو (کھانا یا کسی بھی قسم کا نقصان پہنچانا) حرام فرما دیا ہے۔

امام اَحمر، دار می، بزار، ابن خزیمہ اور ابن حبان نے بھی اس حدیث کی تخریجہ کی تخریجہ کی شرائط پر صیح ہے۔

واستدل مِن الحديث بأنّ المشهود يوم الجمعة، والشاهد سيّدنا محمّدٌ النّبيّ المصطفى ، لأنّه تُعْرَض أعمالنا وصلواتنا عليه كل يوم الجمعة، وهو يشهدها، ويؤيّده قوله تعالى: ﴿وَيَكُونَ ٱلرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدَا﴾. (١)

٣/ ١١٨، الرقم/ ١٧٣٠- ١٧٣٤؛ وابن حبان في الصحيح، ٣/ ١٩٠٠ وابن الرقم/ ١٩٠٠، الرقم/ ١٩٠٠ وابن أبي شيبة في المصنف، ٢/ ٢٥٣، الرقم/ ١٩٠٨ والطبراني في المعجم الأوسط، ٥/ ٩٧، الرقم/ ٤٧٨، وأيضًا في المعجم الكبير، ١/ ٢١٦، الرقم/ ٥٨٩؛ والبيهقي في السنن الصغرى، ١/ ٣٧١، الرقم/ ٣٧١، وأيضًا في السنن الكبرى، ٣/ ٢٤٨، الرقم/ ٥٧٨٩ وأيضًا في السنن الكبرى، ٣/ ٢٤٨، الرقم/ ٥٧٨٩، وأيضًا في شعب الإيمان، ٣/ ١٠٠١، الرقم/ ٢٠٢٩.

⁽١) البقرة، ٢/ ١٤٣.

⁽۲) آل عمران، ۳/ ۸۱.

⁽٣) ذكره البغوي في معالم التنزيل، ٤/ ٤٦٧.

انہوں نے اس حدیث سے دلیل کیڑی کہ 'مشہود' سے مراد جمعہ کا دن ہے اور 'الشاہد' سیدنا محمہ مصطفیٰ ہے ہیں، کیونکہ ہر جمعہ کے دن ہمارے اعمال اور درود آپ ہے ان کا مشاہدہ فرماتے ہیں۔ اس کی تائید درج ذیل آیت مبارکہ سے ہوتی ہے: ﴿ اور (اے مسلمانو!) اس طرح ہم نے شہبیں (اعتدال والی) بہتر امت بنایا تاکہ تم لوگوں پر گواہ ہنو اور (ہمارا یہ برگزیدہ) رسول (ہے) تم پر گواہ ہو ﴾۔

امام بغوی بیان کرتے ہیں: کہا گیا ہے کہ 'الشاهد' سے مراد انبیاء کرام ہیں اور 'المشھود' سے مراد سیدنا محد ﷺ ہیں جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿ اور (اے محبوب! وہ وقت یاد کریں) جب اللہ نے انبیاء سے پختہ عہد لیا کہ جب میں تہہیں کتاب اور حکمت عطا کر دول پھر تہہارے یاس وہ (سب یر عظمت والا) رسول (ﷺ) تشریف لائے جو ان کتابوں کی تصدیق فرمانے والا ہو جو تمہارے ساتھ ہوں گی تو ضرور بالضرور ان پر ایمان لاؤ گے اور ضرور بالضرور ان کی مدد کرو گے، فرمایا: کیا تم نے اقرار کیا اور اس (شرط) پر میرا بھاری عہد مضبوطی سے تھام لیا؟ سب نے عرض کیا: ہم نے إقرار كر ليا، فرمايا کہ تم گواہ ہو جاؤ اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں ﴾۔ یہی وجہ ہے کہ آپ علی سے پہلے انبیاء کرام نے آپ علی کی نبوت کی گواہی دی (تو تمام انبیاء کرام شاہد ہوئے)۔ نیزیہ بھی کہا گیا ہے کہ 'الشاهد' سے مراد امتِ محدید اور اس کے نبی مکرم ﷺ ہیں اور 'المشهود' سے مراد تمام سابقہ امتیں ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: ﴿ اور (اے مسلمانو!) اسی طرح ہم نے تمہیں (اعتدال والی) بہتر امت بنایا تاکہ تم لو گوں پر گواہ بنو اور

بالنّبوّة. وقيل الشاهد: هذه الأمّة ونبيّها على والمشهود سائر الأمم المتقدّمة. (١) بقوله تعالى: ﴿ وَكَذَلِكَ جَعَلْنَكُمُ أُمَّةَ وَسَطَا لِتَكُونُواْ شُهَدَآءَ عَلَى ٱلنّاسِ وَيَكُونَ ٱلرّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا ﴾. (٢)

وروى البغوي معنى آخر: أنّ الشاهد: محمّد هي، والمشهود: الله على (") ويقال: الشاهد: محمّدٌ هي، والمشهود: هذه الأمّة، لأنه هي يشهد لهم وعليهم، وقيل الشاهد: أمّة محمد والمشهود: سائر الأمم؛ هكذا ذكرها القشيريّ. (أ)

فتبيّن لنا بهذه الآيات والأحاديث والآثار والأقوال كلها بأن الله تعالى أقسم بشاهديّة محمّدٍ في وبمشهوديّته وشَرَّفَه بشؤون عجيبة عظيمة شاملة. فحصل لنا خلاصة الأقوال بأنّه هو الشاهد والمشهود والناظر، والمنظور، والطالب، والمطلوب، والمحبّ، والمحبوب، والقاصد، والمقصود.

⁽١) ذكره الخازن في لباب التأويل في معاني التنزيل، ٤/ ٣٦٥.

⁽٢) البقرة، ٢/ ١٤٣.

⁽٣) ذكره البغوي في معالم التنزيل، ٤/ ٤٦٧.

⁽٤) ذكره القشيري في لطائف الإشارات، ٣/ ٤٠٩.

(ہمارا یہ بر گزیدہ) رسول (ﷺ) تم پر گواہ ہو ﴾۔

امام بغوی نے ایک اور معنی بھی روایت کیا ہے کہ 'الشاهد' سے مراد سیدنا محمد کے ہیں اور 'المشهود' سے مراد الله رب العزت ہے۔ اور کہا جاتا ہے کہ 'الشاهد' سے مراد سیدنا محمد کے ہیں اور 'المشهود' سے مراد یہ امت ہے کیونکہ حضور کے اس امت کے لیے گواہی دیں گے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ 'الشاهد' سے سیدنا محمد کے کی امت اور 'المشهود' سے باقی سیدنا محمد کے کی امت اور 'المشهود' سے باقی ساری امیں مراد ہیں۔ اسی طرح امام قشری نے بھی بیان کیا ہے۔

ان آیات کریمہ، احادیث مبارکہ اور آثار و اقوال سے ہمارے لیے یہ بات واضح ہو گئ کہ اللہ رب العزت نے حضور کے کے شاہد ہونے اور مشہود ہونے کی قسم کھائی اور آپ کے کو جیرت انگیز اور عظیم شانوں سے مشرف فرمایا۔ پس تمام اقوال کا خلاصہ یہ ہے کہ حضور کے ہی شاہد ہیں اور مشہود بھی، ناظر بھی ہیں اور منظور بھی، طالب بھی ہیں اور مطلوب بھی، محب بھی ہیں اور محصود بھی۔ محبوب بھی، تاصد بھی ہیں اور مقصود بھی۔

وهناك أمر آخر وهو: الشاهد من الشهود إما بالبصر أو بالبصيرة؟ فمعنى الشهود الحضور بالمشاهدة والشاهد هو الحاضر، فحكم الحضور بمعنى الشهود، فلذلك قال الملاعلي القاري في 'شرح المشكوة': وفيه تَنْبِيْه نَبِيه بأنّه على حاضر ناظر في ذلك العرض الأكبر، (۱) لأنه سيكون فيه شاهدًا ويوم العرض الأكبر سيكون مشهودًا، وكذلك هو شاهدٌ علينا في الحياة الدنيا لأنه تعرض عليه أعمالنا وأحوالنا صباحًا ومساءً.

فأمّا الحقيقة المحمدية وروحانيته وأنوار نبوّته وفيوضات رحمته وبركات شاهديّته لا يخلو منها زمانٌ ولا مكان، ولا محل ولا مقام، ولا عرش ولا كرسيّ، ولا لوح ولا قلم، ولا بر ولا بحر، ولا سهل ولا وعر، ولا برزخ ولا قبر. فامتلأ الكون الأعلى بها. كامتلاء الكون الأسفل بها، فتجده هي مقيمًا في قبره بالجسد، وقائمًا بين يدي ربّه لأداء الخدمة، وتام الانبساط بإقامته في درجة الوسيلة، وترى الرائين له يقظةً ومنامًا في أقصى المغرب إلى أقصى المشرق، وشأنه هي كما قال القائل:

⁽١) ذكره ملا علي القاري في مرقاة المفاتيح شرح مشكوة المصابيح، باب الحساب والقصاص (الميزان)، ١٥/ ٢٦٤.

یہاں ایک اور امر بھی قابلِ توجہ ہے کہ لفظ الشاھد 'شہود سے ہے خواہ بھر کے ذریعے ہو یا بصیرت کے ذریعے۔ لہذا شہود کا معلیٰ ہوا: الحضور بالہمشاھدة ' یعنی مشاہدہ کے ساتھ حاضر ہونا؛ اور 'الشاھد ' سے مراد الحاضر ' ہوا۔ لہذا الحصصور کا حکم جمعنی الشُّهُود ہوا۔ اس لیے ملا علی القاری نے 'شرح المشکوۃ ' میں فرمایا: اس میں بڑی واضح آگاہی ہے کہ حضور نبی اکرم شے قیامت کے دن حاضر و ناظر ہیں کیونکہ آپ ہی اس کی تمام وسعتوں کے شاہد ہوں گے اور قیامت کے دن آپ ہی ہم پر مشہود بھی ہوں گے اور اسی طرح دنیوی زندگی میں بھی آپ ہی ہم پر شاہد ہیں کہ آپ ہی ہم پر ضبح و شام ہمارے اعمال و احوال پیش کے جاتے ہیں۔

پس حقیقتِ محمدی اور آپ کی روحانیت، آپ کی نبوت کے انداز، آپ کی کر رحمت کے فیوضات اور آپ کی شاہدیت کی برکات سے کوئی زمان خالی ہے اور نہ کوئی مکان، کوئی محل خالی ہے نہ مقام، عرش خالی ہے نہ کرسی، لوح خالی ہے نہ تلم، بُر خالی ہے نہ بحر، کوئی میدان خالی ہے نہ پہاڑی سلسلہ اور برزخ خالی ہے نہ قبر۔ چنانچہ کا کناتِ علوی بھی آپ کی شاہدیت کی برکات سے اسی طرح بھری ہوئی ہے جس طرح سفلی کا کنات۔ پس تم آپ کی برکات سے اسی طرح بھری ہوئی ہے جس طرح سفلی کا کنات۔ پس تم آپ کی برکات سے اسی طرح بھری ہوئی ہے جس طرح سفلی کا کنات۔ پس تم آپ کی برکات سے اسی طرح بھری ہوئی ہے جس طرح سفلی کا مقام وسیلہ پر کے حضور ادائیگی خدمت کے لیے مستعد بھی، اور آپ کی کا مقام وسیلہ پر فائز ہونا ہی تمام مسرت و انبساط کا کمال ہے۔ اور تم دیکھتے ہو کہ شرق و غرب میں حالتِ بیداری اور حالتِ نیند میں آپ کی کی زیارت سے مشرف ہونے والے کتنے ہی لوگ موجود ہیں! اور یہ آپ کی کی نیارت سے مشرف ہونے والے کتنے ہی لوگ موجود ہیں! اور یہ آپ کی کی بی شانِ مبارک ہے، جیسا کہ کسی کہنے والے نے کیا خوب کہا ہے:

ليس على الله بمستنكرٍ أن يجمع العالم في واحدٍ

وهذا كما ذكر الحلبي صاحب السيرة في رسالته: فجمع الله تعالى فيه العالمين كلّها لأنه تعالى جعله المرحمة للعالمين ولعالمين نذيرًا وسراجًا منيرًا. فَأَمَّا شاهديّة النّبي الله الهاشأنان: الشاهديّة بالبصر والشاهديّة بالبصيرة. وهذا معلوم محقّق عند أهل العلم: أنه الله كان يرى من خلفه كما كان يرى أمامه. فكان يرى خشوع الصحابة كما كان يرى ركوعهم، وكان يرى في الظّلمة كما كان يرى في الظّلمة كما كان يرى في النّهار، وكان يرى في النّهار، وكان يرى من بعيدٍ كما كان يرى من قريب، وكان يرى الحبشة مِن المدينة كما كان يرى الثريا بمكة في مهده الله وكان يرى الحوض والمحشر والجنّة والنّار كما كان يرى المشارق والمغارب وأسفار الصحابة في البحار.

ولذلك أمر النّبي ﴿ أَصحابه: «أَعَتُوا الرُّكُوْعَ وَالسُّجُوْدَ، فَوَالله، إِنِّي لَأَرَاكُمْ مِنْ بَعْدِ ظَهْرِي إِذَا مَا رَكَعْتُمْ، وَإِذَا مَا سَجَدْتُمْ». (١) وفي

⁽١) أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب الأيمان والنذور، باب كيف كانت يمين النبي هي، ٦/ ٩٤٤٢، الرقم/ ٨٦٢٦؛ ومسلم في الصحيح، كتاب

الله رب العزت كے ليے يہ بعيد نہيں كه وہ سارے عالم كو ايك وجود ميں جمع فرما دے۔

اسی طرح صاحب 'سیرتِ حلبیہ' امام حلبی نے اپنے رسالہ میں بیان کیا ہے کہ اللہ رب العزت نے آپ ﷺ میں تمام عالمین کو جمع فرما دیا ہے کیونکہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ ﷺ کو رحمة للعلمین، للعالمین نذیر ا اور سر اجا منبرا بنایا ہے۔ پس حضور نبی اکرم علی کی شاہدیت کی دو شانیں ہیں: (۱) شاہدیت بالصر اور (۲) شاہدیت بالبصیرت۔ چنانچہ اہل علم کے ہاں یہ محقّق اور ثابت شدہ حقیقت ہے کہ آپ ﷺ پس پشت بھی اسی طرح دیکھتے تھے جیے اپنے سامنے، آپ ﷺ اپنے پس پشت صحابہ کرام کا خشوع و خضوع بھی اسی طرح مشاہدہ فرماتے تھے جیسے ان کے رکوع و سجود کو دیکھتے، آپ علی تاریکی اور اندھرے میں بھی اسی طرح دکھتے جسے روشنی اور اجالے میں، آپ علل دور سے بھی اسی طرح دیکھتے جیسے قریب سے، آپ علی مدینہ طیبہ میں جلوہ افروز ہو کر حبشہ کو اسی طرح مشاہدہ فرماتے جس طرح مکہ مکرمہ میں اینے پنگھوڑے میں کہکشاؤں کو دیکھتے، اور آپ ﷺ حوض کوٹر، میدانِ حشر، جنت اور دوزخ کو اسی طرح دیکھتے جیسے کہ آپ ﷺ مشارق و مغارب اور سمندروں میں صحابہ کرام ﷺ کے سفروں کا مشاہدہ فرماتے۔

اسی لیے آپ کے اپنے سحابہ کرام کی کو حکم فرمایا: 'رکوع اور سبود کو اچھی طرح سے ادا کیا کرو۔ اللہ کی قیم! میں اپنی پشت کے پیچے سے بھی تمہارے رکوع و سبود کو دیکھتا ہوں۔' ایک اور روایت میں رسول اللہ کے فرمایا: وقسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں محمد کی جان ہے! بے فرمایا: وقسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں محمد کی جان ہے! بے

رواية قال رسول الله على: وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، إِنِّي لَأَنْظُرُ إِلَى مَا وَرَائِي كَمَا أَنْظُرُ إِلَى مَا بَيْنَ يَدَيَّ، فَسَوُّوْا صُفُوْ فَكُمْ، وَأَحْسِنُوْا رُكُوْعَكُمْ وَرَائِي كَمَا أَنْظُرُ إِلَى مَا بَيْنَ يَدَيَّ، فَسَوُّوْا صُفُوْ فَكُمْ، وَأَحْسِنُوْا رُكُوْعَكُمْ وَسُجُوْدَكُمْ. (۱) لأنّ روحه على أقوى الأرواح، فإنه الله الله يحجب عنها شيء من العالم، فهي مطلعة على عرشه تعالى، وعلوه وسفله، ودنياه وآخرته؛ لأن جميع ذلك خُلِقَ لأجله، فإنه جُعِلَ شاهدًا على كل شيء، وجُعِلَ لله كُلُّ شيء مشهودًا.

الصلاة، باب الأمر بتحسين الصلاة وإتمامها والخشوع فيها، ١/٣٢٠ الرقم/ ٥١١، الرقم/ ١٦١٢، الرقم/ ٥١١، وأحمد بن حنبل في المسند، ٣/ ٥١١، الرقم/ ٥١١، كتاب التطبيق، باب الأمر بإتمام السجود، ٢/ ٢١٦، الرقم/ ٧١١، وأبو يعلى في المسند، ٥/ ١٤٣، ١٤٤، ٤٦٤، الرقم/ ٢١٢، ١٨٥٠، ٩٨١٠.

(۱) أخرجه أحمد بن حنبل في المسند، ۲/ ٥٠٥، الرقم/ ٢٠٥١؛ وابن حبان في الصحيح، باب ذكر البيان بأن المصطفى كان يرى من خلفه كما يرى بين يديه فرقا بينه وبين أمته، ٤١/ ٢٥٠، الرقم/ ٨٣٣٦؛ وعبد الرزاق في المصنف، ٢/ ٩٦٣، الرقم/ ٧٣٧٧؛ والبزار في المسند، ١٥/ ٨٩، الرقم/ ٧٧٣٨؛ والخلال الرقم/ ٧٧٣٨؛ وابن الجعد في المسند، ١/ ١١٤، الرقم/ ٨٠٨٢؛ والخلال في السنة، ١/ ٧٩١، الرقم/ ٢١٥؛ وذكره المهيثمي في مجمع الزوائد، ٢/ ٨٩، وقال: رجاله ثقات.

شک میں اپنے پس پشت (کے اُحوال) اُسی طرح دیکھا ہوں جیسے اپنے سامنے دیکھا ہوں۔ تم اپنی صفیں درست رکھا کرو اور اپنے رکوع و سجود اچھے انداز سے کیا کرو۔' چونکہ آپ کی روح مبارک تمام ارواح سے قوی ترین ہے، اس لیے سارے عالم میں کوئی چیز آپ کے سے مخفی نہیں، بلکہ آپ کی فاصل اور دنیا و آخرت سب پر مطلع ہے کیونکہ یہ ساری چیزیں آپ کی فاطر پیدا کی گئ ہیں۔ اس لیے آپ کی کو ہر شے پر شاہد بنایا گیا اور ہر شے کو آپ کی کے لیے مشہود بنایا گیا اور ہر شے کو آپ کے لیے مشہود بنایا گیا اور ہر شے کو آپ کی کے لیے مشہود بنایا گیا ہے۔

٢٩-٢٨. ﴿ وَٱلسَّمَآءِ وَٱلطَّارِقِ۞ وَمَآ أَدْرَنكَ مَا ٱلطَّارِقُ۞ ٱلنَّجُمُ ٱلثَّاقِبُ ﴾ (١)

وكذلك أقسم الله تعالى بقوله: ﴿ وَٱلسَّمَآءِ وَٱلطَّارِقِ ۞ وَمَآ أَدْرَكُ مَا ٱلطَّارِقُ ۞ ٱلنَّاقِبُ ﴾. (٣) قال الرّاغب: عبر عن النّجم الطّارق لاختصاص ظهوره باللّيل، (١) فالطارق في الأصل اسم فاعل من طرق طرقًا وطروقًا، ويقال لكل من أتاك ليلا فهو طارق. وفي الصّحاح: الطّارق النّجم الّذي يقال له كوكب الصّبح. (٥) قال القشيري: أقسم بالسّماء وبالنّجم الّذي يطرق ليلًا. (١) ثم بين الله تعلى بعد القسم ما هو الطارق تفخيمًا لشأنه بعد تعظيمه بالإقسام به بقوله: ﴿ وَمَا أَدُرَكُ مَا ٱلطَّارِقُ ﴾ هذا الاستفهام يراد منه التفخيم بعد التعظيم لهذا النّجم. فقيل: هو ﴿ ٱلنَّجُمُ ٱلثَّاقِبُ ﴾.

⁽۲) الطارق، ۸٦/ ۱-۳.

⁽٣) الطارق، ٨٦/ ١-٣.

⁽٤) ذكره الراغب في المفرادات، ١/ ٥١٨.

⁽٥) ذكره محمد بن أبي بكر الرازي في مختار الصحاح، ١/ ١٦٤.

⁽٦) ذكره القشيري في لطائف الإشارات، ٣/ ٤١٢.

٢٩-٢٨. ﴿ وَٱلسَّمَآءِ وَٱلطَّارِقِ ۞ وَمَآ أَدُرَنكَ مَا ٱلطَّارِقُ ۞ ٱلنَّجْمُ ٱلنَّاقِبُ ﴾

اسی طرح اللہ رب العزت نے اپنے اس ارشادِ گرامی کے ذریعے قسم کھائی ہے: ﴿ آسان (کِی فضائے بسیط اور خلائے عظیم) کی قسم اور رات کو (نظر) آنے والے کی قسم۔ اور آپ کو کیا معلوم کہ رات کو (نظر) آنے والا کیا ہے۔ (اس سے مراد) ہر وہ آسانی کرہ ہے (خواہ وہ ستارہ ہو یا سیارہ یا آجرام ساوی کا کوئی اور کرہ) جو چیک کر (فضا کو) روشن کر دیتا ہے ﴾۔ امام راغب اصفہانی نے فرمایا: 'النجم' کو 'الطارق' سے اس لیے تعبیر کیا گیا کہ اس کا ظہور رات کے ساتھ خاص ہے، ایس 'الطارق' اصل میں طَرَقَ يَطْرُقُ طَرْقًا اور طُرُّ وْقًا سے اسم فاعل ہے۔ جو شخص رات کے وقت تیرے یاس آئے اس کو بھی 'الطارق' کہا جاتا ہے۔ الصحاح میں 'الطَّارِق' سے مراد وہ سارہ ہے جے 'کَوْ کَبُ الصُّبْح ' لینی صبح کا سارہ کہا جاتا ہے۔ امام قشیری نے فرمایا: الله تبارک و تعالیٰ نے آسان کی اور اس ستارے کی قسم کھاِئی جو رات کے وقت نظر آتا ہے۔ پھر اس کی رفعتِ شان کے لیے اس کی قسم کھا کر اظہارِ تعظیم ك بعد اس نے اين اس ارشاد كرائى ﴿ وَمَاۤ أَدُرَىٰكَ مَا ٱلطَّارِقُ ﴾ ك وريع بیان فرمایا که 'الطارق' کیا ہے؟ یہ استفہام ہے جو اس ستارے کی عظمت و شوکت کو ظاہر کرنے کے لیے ہے۔ پھر فرمایا گیا کہ وہ ﴿ ٱلنَّجْمُ ٱلدَّاقِبُ ﴾

قال أبو السّعود: وهذا تنويه بشأنه وتفخيمه بالإقسام به، وتنبيه على أن رفعة قدره بحيث لا ينالها إدراك الخلق فلا بدّ من تلقيها من الخلاق العليم (١) لهذا النّجم العظيم.

ويقال: ثَقُبَ يثقُبُ ثقوبًا وثقابة: إذا أضاء؛ وثقوبه: ضوؤه؛ فمعناه: 'الكوكب المضيء' فقد قال الله: 'أي لا أقسم بكل طارق من الكواكب، بل أقسم بطارق معين، وهو النّجم الثّاقب الذي يثقب الظلام، ويهدى به كلّ مسافر في ظلمات البرّ والبحر. 'ولذلك قال القشيري: ﴿ ٱلنَّجُمُ ٱلثَّاقِبُ ﴾ هو 'النّجم المضيء العالي '(۱)، وهو نجم المعرفة الذي يدلّ على التّوحيد ويستضيء بنوره ويهتدي به أولوا البصائر.

وذكر القاضي عياض عن السُّلَميّ: قال: إنَّ النَّجم هنا محمد وذكر القاضي الطارق ما طَرَقَ على قلب محمد اللهِ (١٠) من

⁽١) ذكره أبو السعود في إرشاد العقل السليم إلى مزايا القرآن الكريم، ٩/ ١٤٠.

⁽٢) ذكره القشيري في لطائف الإشارات، ٣/ ٤١٢.

⁽٣) ذكره القاضي عياض في الشفا، ١/ ٣٦.

⁽٤) ذكره سهل بن عبد الله التسترى في التفسير، ٢/ ٢٥٩.

ابو السعود نے فرمایا: اور یہ قَسم کھانا اُس ستارے کی رفعتِ شان اور عظمت و منزلت کے اظہار کے لیے ہے اور اس بات سے آگاہ کرنے کے لیے ہے کہ اس کی رفعتِ مقام کا عالم یہ ہے کہ مخلوق کا ادراک اس تک رسائی حاصل کر ہی نہیں سکتا۔ اس لیے ضروری ہے کہ اس نجم عظیم کی عظمتوں کا ادراک اس کے پیدا کرنے والے علیم و خبیر سے ہی حاصل کیا جائے۔

اور کہا جاتا ہے: ثَقَبَ ثُقُوْبًا وَثَقَابَةً النَّجْمُ، جب وہ سارہ روش ہوجائے اور ثُقُوْبُ النَّجْمِ سے مراد ضَوْقُهُ (اس کی روشی) ہے، تو النجم الثاقب کا معلیٰ روشیٰ وینے والا سارہ ہوا۔ گویا اللہ بھالا نے فرمایا کہ میں رات کے وقت نظر آنے والے ساروں میں سے ہر طارق کی قیم نہیں کھاتا بلکہ اس خاص اور معین سارے کی قیم کھاتا ہوں جو نجم ثاقب ہے، جو ظلمتوں اور تاریکیوں کو ختم کر کے ہر طرف روشیٰ بھیر دیتا ہے اور ہر مسافر بر و بحر کے اندھیروں میں اس سے ہدایت و رہنمائی حاصل کرتا ہے۔ اس لیے امام قشری نے فرمایا:
﴿ ٱلنَّجُمُ الشَّاقِبُ ﴾ سے مراد روشیٰ بھیرنے والا بہت بلند سارہ ہے۔ اور وہ بخم معرفت ہے جو توحید پر دلالت و رہنمائی فراہم کرتا ہے اور اہل بھیرت و رہنمائی بیت بدایت و رہنمائی فراہم کرتا ہے اور اہل بھیرت و رہنمائی بیت بدایت و رہنمائی بیت بیں۔

اور قاضی عیاض نے امام سُلمی کا قول بیان کیا کہ انہوں نے فرمایا: یقیناً یہاں النجم سے مراد سیدنا محمد کے ہیں۔ اور حضرت سہل نے فرمایا: بے شک الطارق' سے مراد بیان و انعام کی وہ کیفیات ہیں جو قلبِ محمد کے پر وارد ہوتی ہیں۔ اس میں حضور نبی اکرم کے نورِ نبوت و رسالت کے ساتھ

زوائد البيان والإنعام، وفيه إشارة إلى علوّ منزلة النّبي هم ضوء نبوّته هو ونور رسالته هو لأن المعنى الآخر للثاقب: العالى. يقال: ثقُبَ الطّائِرُ إذا علا في الهواء. وأسف: إذا دنا من الأرض. فإنّ الثاقب تجتمع فيه خصلتان: كمال العلوّ وشدّة الإضاءة. ويقال من المحاز: كوكب ثاقب: 'درّي شديد الإضاءة والتلألؤ' كأنّه يثقب بالظلمة فينفذ فيها ويدرؤها. ويقال: ثَقُبَتِ النّار ثُقُوبًا: إذا اتّقدت واشتعلت، وَثَقُبَ النَّجْمُ 'إذا أضاء ضياءً شديدًا.'

ولا شكّ في الرّسالة المحمّدية المُّ اجتمعت فيها خصلتان: كمال العلوّ كما قال تعالى: ﴿ تِلْكَ ٱلرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضِ مَن كَلَّمَ ٱللَّهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجَاتٍ ﴾ (() وبقوله: ﴿ وَإِنَّكَ لَعَلَى خُلُقٍ عَظِيمٍ ﴾ (() وبقوله: ﴿ وَإِنَّكَ لَعَلَى خُلُقٍ عَظِيمٍ ﴾ (() وبقوله: ﴿ وَكَانَ فَضُلُ ٱللَّه عَلَيْكَ عَظِيمًا ﴾ . (() وشدة الإضاءة كما سمّاه الله تعالى نورًا وسراجًا منيرًا بقوله: ﴿ قَدُ جَاءَكُم مِّنَ ٱللَّهِ نُورٌ وَكِتَبُ مُّبِينُ ﴾ (() وبقوله: ﴿ يَنَا أَيُّهَا ٱلنَّبِيُ إِنَا عَرِيمَا لِهَ إِنَا اللَّهِ اللَّهُ النَّبِيُ إِنَا اللَّهِ اللَّهِ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهِ اللهُ اللهُ اللهُ عَلَيْكَ اللهُ اللَّهُ اللهُ اللهِ اللهُ اللهُ اللهُ اللهُ اللهُ اللهُ اللهُ اللهُ اللهُ ال

⁽١) البقرة، ٢/ ٢٥٣.

⁽٢) القلم، ٦٨/ ٤.

⁽٣) النساء، ٤/ ١١٣.

⁽٤) المائدة، ٥/ ١٥.

آپ کی قدر و منزلت کی رفعتوں اور بلندیوں کی طرف اشارہ ہے، کیونکہ الثاقب کا ایک اور معلی العالی کی ج جیسا کہ کہا جاتا ہے: ثَقَبَ الطَّائِرُ جب بین بندہ ہوا میں بلند ہو جائے۔ پس الثاقب میں دو خصلتیں جمع ہو جاتی بین: بلندی کا کمال اور روشن کرنے کی شدت، اور جواہرات کی طرح شدید چک دمک رکھنے والے کو مجازی طور پر کوکب ثاقب کہا جاتا ہے، گویا وہ ظلمت و تاریکی میں روشنی بھیر دیتا ہے۔ اسی طرح جب آگ بھڑک اٹھے اور روشن ہو جائے تو کہا جاتا ہے: ثَقُبَ النَّجُ مُ یعنی سارہ خوب روشن ہوگئ اور جب سارہ خوب روشن وینے کے تو کہا جاتا ہے: ثَقُبَ النَّجُ مُ یعنی سارہ خوب روشن گھیر نے لگے تو کہا جاتا ہے: ثَقُبَ النَّجُ مُ یعنی سارہ خوب روشنی بھیرے نے لگے تو کہا جاتا ہے: ثَقُبَ النَّجُ مُ یعنی سارہ خوب روشنی بھیرے نے لگے تو کہا جاتا ہے: ثَقُبَ النَّجُ مُ یعنی سارہ خوب روشنی کھیرنے لگا۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ رسالتِ محمدی میں دونوں خصائل جمع ہیں،
ایک خصلت کمالُ العُلُّو (تمام بلندیوں کا کمال) ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالی ہے: ﴿یہ سب رسول (جو ہم نے مبعوث فرمائے) ہم نے ان میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے، ان میں سے کسی سے اللہ نے (براہِ راست) کلام فرمایا اور کسی کو درجات میں (سب پر) فوقیت دی (یعنی حضور نبی اکرم کو فرمایا اور کسی کو درجات میں سب پر بلندی عطا فرمائی) ﴾۔ اور فرمایا: ﴿اور بے شک آپ عظیم الثان خلق پر قائم ہیں (یعنی آدابِ قرآنی سے مرّین اور اخلاقِ الہیہ سے مقسف ہیں) ﴾۔ نیز فرمایا: ﴿اور آپ پر اللہ کا بہت بڑا فضل ہے ﴾۔ دوسری خصلت شدہ الاضاءۃ یعنی روش کرنے کی شدید قوت بھی موجود ہے، جیسا کہ اللہ رب العزت نے آپ کی کو نور اور سراج منیر کے القابات سے نوازا۔ ارشاد فرمایا: ﴿ بِ شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور (یعنی سیدنا ارشاد فرمایا: ﴿ بِ شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور (یعنی سیدنا

أَرْسَلْنَكَ شَهِدَا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا۞ وَدَاعِيًا إِلَى ٱللَّهِ بِإِذْنِهِ وَسِرَاجَا مُنيرًا﴾ (١).

فإن النّجم المحمّدي طلع في وقت ذهاب اللّيل وبدء الصّبح، فجمع الله في مولده شي شأنين لازمين، فلذلك أقسم الله به وبالطّارق، وعيّنه في بالنّجم الثاقب، فأقسم أوّلا بما يشترك فيه هو وغيره، وهو الطّارق. ثم سأل عنه بالاستفهام تفخيمًا وتعظيمًا له في. وعيّنه وفسّره بالنّجم الثّاقب، لإزالة الإبهام من فهم العوام، وجعل هذا الاختصاص إكمالًا وإتمامًا في الإنعام على خير الأنام في الذي أخرج الخلق إلى النّور من الظلام.

⁽١) الأحزاب، ٣٣/ ٤٥-٤٦.

محمد ﷺ آگیا ہے اور ایک روش کتاب (لیعنی قرآن مجید) کے دوسری جگہ فرمایا: ﴿ اِسِ نَبِی ﴿ وَمِنْ اِللَّهِ مِنْ اَللَّهِ مَاللَّهِ فَرَمَایا: ﴿ اِسْ نَبِی ﴿ وَمِنْ اِللَّهِ مِنْ اَللَّهِ وَ وَ فَاللَّهِ وَمَاللَّهِ وَمَاللَّهِ وَاللَّا اور (عَذَابِ آخَرَت کا) وُر سَنْ والا اور (عَذَابِ آخَرَت کا) وُر سنانے والا بنا کر بھیجا ہے اور اس کے اِذن سے اللّٰہ کی طرف دعوت دینے والا اور منوّر کرنے والا آفیاب (بنا کر بھیجا ہے) کے۔

لیس یقیناً نجم محمدی رات کے گزرنے اور صبح کے طلوع ہونے کے وقت طلوع ہوا تو اللہ رب العزت نے آپ کی ولادت باسعادت میں دونوں شانوں کو جمع فرما دیا۔ اسی لیے اللہ تعالی نے آپ کی کی قسم الطارق کے ساتھ کھائی اور آپ کی کو النجم الثاقب قرار دیا۔ پس اللہ رب العزت نے پہلے الطارق کی قسم کھائی، جس میں آپ کی اور دیگر بھی مشترک تھے۔ پھر الطارق کے متعلق حرفِ استفہام کے ساتھ سوال کیا تاکہ آپ کی تعظیم توقیر کا اظہار ہو۔ اور پھر آپ کی تعیین فرما کر 'النجم الثاقب' کے ساتھ (اس الطارق کی) تقسیر فرما دی تاکہ عوام کی سمجھ سے ہر قسم کے ابہام کا ازالہ ہو الطارق کی) تقسیر فرما دی تاکہ عوام کی سمجھ سے ہر قسم کے ابہام کا ازالہ ہو جائے اور اس اختصاص کو حضور خیر الانام کے پر انعام و اکرام میں اکمال و انتمام کا ذریعہ بنا دیا، جنہوں نے مخلوق کو ظلمتوں سے نکال کر نور سے آشا کر دیا۔

• ٣-٣٣. ﴿ وَٱلْفَجْرِ ۞ وَلَيَالٍ عَشْرِ ۞ وَٱلشَّفْعِ وَٱلْوَتْرِ ﴾ (١)

وكذلك أقسم الله تعالى به به بقوله: ﴿ وَٱلْفَجْرِ ۞ وَلَيَالٍ عَشْرِ ۞ وَالشَّفِعِ وَٱلْوَتْرِ ﴾ . (٢) قال ابن عطاء: إن الفجر محمّد به الله الله منه تفجّر الإيمان. (٣) والفجر صبح النهار، وأوّل وقت ظهور ضوء الشّمس، وانقضاء اللّيل. وهذا الوقت الّذي ينشق فيه النّور، وينفتح للضياء والظهور، وغابت ظُلَمُ اللّيالي.

وقال سهل التستري: ﴿وَٱلْفَجْرِ﴾ اللّذي أقسم الله به هو محمد على منه تفجّرت الأنوار. (١٠) و ﴿وَلَيَالٍ عَشِرُ ﴾ هو العشرة المبشرة من أصحابه هي الذين حَكَمَ لهم بالجنّة، و ﴿وَٱلشَّفْعِ ﴾ إخلاصهم لله و ﴿وَٱلْوَتْرِ ﴾ طاعتهم لله. (٥)

⁽۱) الفجر، ۸۹/ ۱-۳.

⁽٢) الفجر، ٨٩/ ١-٣.

⁽٣) ذكره القاضي عياض في الشفا، ١/ ٣٣.

⁽٤) ذكره سهل بن عبد الله التستري في التفسير، ٢/ ٢٨٠.

⁽٥) ذكره إسماعيل الحقى في روح البيان، ١٥/ ٤٢١.

•٣-٣٠. ﴿ وَٱلْفَجُرِ۞ وَلَيَالٍ عَشْرِ۞ وَٱلشَّفْعِ وَٱلْوَتْرِ ﴾

اسی طرح اللہ رب العزت نے اپنے اس ارشاد گرامی کے ذریعے آپ کی قسم کھائی: ﴿ اس صبح کی قسم (جس سے ظلمت شب حیث گئ) اور وس مبارک راتوں کی قسم اور جفت کی قسم اور طاق کی قسم ﴾ ۔ ابن عطانے کہا: بے شک ﴿ اُلْفَجْرِ ﴾ سے مراد سیدنا محمہ مصطفیٰ ہے ہیں، کیونکہ آپ سے ایمان بیوٹا۔ اور 'فجر' دن کی صبح کو کہتے ہیں جو کہ سورج کی روشنی کے ظہور کا وقت بیوٹا۔ اور 'فجر' دن کی صبح کو کہتے ہیں جو کہ سورج کی روشنی کے ظہور کا وقت بیوٹا۔ اور رات کے ختم ہو جانے کا نام ہے۔ یہ وہ وقت ہوتا ہے جس میں نور بیوٹا ہے، روشنی اور اشیاء کے ظاہر ہونے کا دروازہ کھل جاتا ہے اور راتوں کی ظامتیں اور تاریکیاں غائب ہوجاتی ہیں۔

حضرت سہل التستری نے فرمایا: ﴿ وَٱلْفَجْرِ ﴾ سے مراد سیدنا محمد ﷺ ہیں،
کہ آپ ﷺ کے وجودِ مسعود سے ہی تمام انوار پھوٹے۔ اور ﴿ وَلَيَالٍ عَشْرِ ﴾
سے مراد حضور ﷺ کے صحابہ کرام ﷺ میں سے عشرہ مبشرہ مراد ہیں، جن کے لیے آپ ﷺ نے جنت کااعلان فرمایا اور ﴿ وَٱلشَّفْعِ ﴾ سے اللہ رب العزت کے لیے ان کا اخلاص اور ﴿ وَٱلْوَتْرِ ﴾ سے باری تعالی کے لیے ان کی اطاعت مراد ہے۔

ويحتمل أن يكون المراد من الفجر، فجر اليوم الذي ولد فيه النبي هي، والشفع قلبه، والنبي هي، والشفع قلبه، والوتر روحه، لأنّ جميع لطائفه هي حصلت لها الارتقاء والمعراج في تلك اللّيلة.

اور یہ بھی اختال ہے کہ ﴿وَالْفَجْرِ﴾ سے مراد اس دن کی فجر ہے جس میں حضور نبی اکرم ﷺ کی ولادت با سعادت ہوئی، یا اس رات کی فجر مراد ہے جس میں حضور نبی اکرم ﷺ کو معراج کرائی گئی اور ﴿وَالشَّفْعِ﴾ سے مراد آپ ﷺ کی روح مبارک ہے کیونکہ آپ ﷺ کی روح مبارک ہے کیونکہ آپ ﷺ کے تمام لطائف کو اس مبارک رات میں ارتقاء اور معراج حاصل ہوئی۔

٣٤. ﴿ لَآ أُقُسِمُ بِهَاذَا ٱلۡبَلَدِ۞ وَأَنتَ حِلُّ بِهَذَا ٱلۡبَلَدِ﴾ (١)

وكذلك أقسم الله تعالى بقوله: ﴿لَا أُقْسِمُ بِهَاذَا ٱلْبَلَدِ۞ وَأَنتَ حِلُّ بِهَاذَا ٱلْبَلَدِ﴾. (٢) أقسم الله تعالى ببلد ولادته ﷺ وسكنته لأنّه شرّفه بمولده، ومكانه، وقيامه.

فأما الوجه الأول في هذه الآية: أي أقسم ببلد الحرام، الذي أنت فيه لِحُبِّي لك ولكرامتك عليّ، وقيل معناه: 'وأنت مقيمٌ فيه' وهو محلّك أي من أهل مكة، نشأت بينهم، وإنهم يعرفون فضلك وطهارتك. وقيل: أنت فيه محسنٌ وأنا عنك فيه راضٍ. ويجوز أن تكون 'لا' زائدة كما قال تعالى: ﴿لاّ أُقْسِمُ بِيَوْمِ ٱلْقِيَامَةِ ﴾. (٣) وقرأ الحسن والأعمش: ﴿لاَ قُسِمُ اللهِ مَن غير ألف بعد اللام إثباتًا

⁽۱) البلد، ۹۰/ ۱-۲.

⁽۲) البلد، ۹۰/ ۱-۲.

⁽٣) القيامة، ٥٧/ ١.

⁽٤) ذكره الرازي في التفسير الكبير، ٣٠/ ١٩٠؛ والأندلسي في المحرر الوجيز، ٥/ ٤٤٢؛ وابن رفجلة في حجة القراءات، ١/ ٧٣٥.

٣٣. ﴿لَآ أُقْسِمُ بِهَاذَا ٱلۡبَلَدِ۞ وَأَنتَ حِلُّ بِهَاذَا ٱلۡبَلَدِ﴾

اسی طرح اللہ تعالی نے اپنے اس ارشادِ گرامی کے ذریعے قسم کھائی ہے:
﴿ میں اس شہر (مکہ) کی قسم کھاتا ہوں۔ (اے حبیبِ مکرم) اس لیے کہ آپ
اس شہر میں تشریف فرما ہیں ﴾۔ اللہ رب العزت نے اس شہر کی قسم کھائی
جس میں آپ کے کی ولادتِ با سعادت ہوئی اور جس میں آپ کے سکونت
پذیر ہوئے۔ کیونکہ ربِّ ذوالجلال نے اس شہر کو اپنے نبی مکرّم کے کا مولد
مبارک اور قیام گاہ ہونے کا شرف عطا فرمایا۔

کہلی وجہ: اس آیتِ مبار کہ میں پہلی صورت یہ ہے کہ میں اس حرمت والے شہر جس میں آپ قیام پذیر ہیں کی قیم آپ کے لیے اپنی مجت اور میرے نزدیک آپ کی عظمت و کرامت کی خاطر کھاتا ہوں۔ اور کہا گیا کہ اس کا معنی ہے: آپ کی اس شہر میں قیام پذیر ہیں اور یہ شہر آپ کی جائے قیام ہے۔ یعنی آپ اہل مکہ میں ہی پلے بڑھے ہیں اور یہ لوگ آپ کی فضیلت و طہارت (پاکیزہ زندگی) کو پہچانتے ہیں۔ اور یہ بھی کہا گیا: اس کا ایک معنی یہ ہے کہ آپ اس میں محس (حسن عمل اور حسن تبلیخ میں کا ایک معنی یہ ہے کہ آپ اس میں آپ سے راضی ہوں۔ اور جائز ہے کہ یہاں در میں اس میں آپ سے راضی ہوں۔ اور جائز ہے کہ یہاں در قیامت کی ایک اور آبات و تاکید کی گیا۔ امام حسن اور اعش نے اسے لام کے بعد الف کے بغیر اثبات و تاکید کی گے۔ امام حسن اور اعش نے اسے لام کے بعد الف کے بغیر اثبات و تاکید کی گے۔ امام حسن اور اعش نے اسے لام کے بعد الف کے بغیر اثبات و تاکید کی ایک اللہ تعالی نے فرمایا: آپ اس شہر میں جو کچھ بھی کریں آپ اس میں حوالت عِلّ کے ادے روایت کیا کہ اللہ تعالی نے فرمایا: آپ اس شہر میں جو کچھ بھی کریں آپ اس میں حالت عِلّت میں (یعنی غیر مُحرم) ہیں۔ اور ابن زید نے کہا: حضور نبی اکرم حالت عِلّت میں (یعنی غیر مُحرم) ہیں۔ اور ابن زید نے کہا: حضور نبی اکرم حالت عِلّ کے کہا: حضور نبی اکرم حالت عِلّت میں (یعنی غیر مُحرم) ہیں۔ اور ابن زید نے کہا: حضور نبی اکرم حالت عِلّت میں (یعنی غیر مُحرم) ہیں۔ اور ابن زید نے کہا: حضور نبی اکرم

والوجه الثاني في هذه الآية: أن الجملة حالية و'لا' نافية، أي: ﴿ لَا أُقْسِمُ بِهَاذَا ٱلۡبَلَدِ ﴾ وأنت حال مقيم بها لعظم قدرك، أي: لا نقسم بشيء وأنت أحق بالإقسام بك من كل شيء ومكانٍ.

والوجه الثالث في هذه الآية: أن تكون 'لا' بمعنى 'ألّا' هي استفهام الإنكار والإنكار نفيٌ وقد دخل على النفي، ونفي النفي إثبات فيكون تقديره 'لِـمَـا لا أقسم بهذا البلد وأنت حال مقيم فيه' فهذا الاستفهام يدلّ على الإثبات والتحقّق وردّ إمكان النفي والإنكار.

والوجه الرابع في هذه الآية: هي نفيٌ صحيحٌ، والمعنى: ﴿لَآ اللَّهِ الللَّهِ اللَّهِ الل

⁽١) ذكره القرطبي في الجامع لأحكام القرآن، ٢٠/ ٢٠؛ وابن الجوزي في زاد المسير في علم التفسير، ٩/ ١٢٧.

⁽٢) ذكره أبو محمد مكي بن أبي طالب في الهداية إلى بلوغ النهاية ، ١٢/ ٨٢٧٣؛ والقرطبي في الجامع لأحكام القرآن، ٢٠/ ٦١؛ والسيوطي في الدر المنثور في التفسير بالمأثور، ٨/ ١٨٥.

ﷺ کے سواکسی اور کے لیے اس شہر میں حِلّت یعنی حلال ہونا جائز نہیں ہے۔

دوسری وجہ: اس آیت مبار کہ میں دوسری صورت یہ ہے کہ یہ جملہ حالیہ ہے اور 'لا' نافیہ ہے: ﴿لَاّ أُقْسِمُ بِهَاذَا ٱلْبَلَدِ ﴾ یعنی میں اس شہر مکہ کی قسم نہیں کھاتا ہوں اس حال میں کہ آپ اس میں مقیم ہیں اور بہت بڑی قدر و منزلت والے ہیں۔ یعنی ہم کسی اور چیز کی بنا پر قسم نہیں کھاتے کیونکہ آپ بھی ہی ہر شے اور ہر جگہ سے زیادہ قسم کھائے جانے کے حق دار ہیں۔ تیسری وجہ: تیسری صورت اس آیت مبار کہ میں یہ ہے کہ یہاں 'لا' بموجو استفہام اِنکاری ہے اور انکار نفی ہے جو نفی پر داخلِ ہوا اور بمعنی 'الا' ہو جو استفہام اِنکاری ہے اور انکار نفی ہے جو نفی پر داخلِ ہوا اور نفی کی نفی اثبات ہوتا ہو تھیں کے کہاں شہر مکہ کی قسم کیوں نہ کھاؤں جبکہ آپ بھی اس میں قیام پذیر ہیں۔ پس یہ استفہام اثبات و شخیق پر دلالت کرتا ہے اور نفی و انکار کے امکان کے رد کے لیے ہے۔

چوتھی وجہ: اس آیت مبار کہ میں چوتھی صورت یہ ہے کہ یہاں 'لا' 'نفی صحیح' کے لیے ہے اور ﴿لَاۤ أُقْسِمُ بِهَاذَا ٱلْبَلَدِ﴾ کا معنی ہے: 'میں اُس وقت اس شہر کی قسم نہیں کھاؤں گا (اے حبیب) جب آپ اس شہر سے رخصت ہو جائیں گے۔' امام کمی اور قرطبی نے یہ معنیٰ بیان کیا ہے۔

المكيّ والقرطبي. (١)

﴿ وَأَنتَ حِلُّ بِهَذَا ٱلْبَلَدِ ﴾ يجوز أن يرد حِلُّ بمعنى حال من الحلول وهو النزول، أي والحال أنت يا محمّد، حال في مكّة نازل بها، قيّد الله تعالى إقسامه بمكة بحلوله في فيها إظهارًا لمزيد فضلها فإنها بعد أن كانت شريفة بنفسها زاد شرفها بحلول النبي العظيم الشريف في فحصل للمكان شرفٌ مزيدٌ بشرف المكين وهو محل قدَمَي النبي في. وفي هذه الجملة تعريض لأهل مكة بأنهم لجهلهم يرون أن يخرجوا منها مَن به مزيد شَرَفِها، ويؤذوا مَن به مزيدُ أَمْنِهَا.

⁽١) ذكره أبو محمد مكي بن أبي طالب في الهداية إلى بلوغ النهاية، ١٢ / ٨٢٧٢؛ والقرطبي في الجامع لأحكام القرآن، ٢٠ / ٦٠.

اور ﴿ وَأَنتَ حِلُّ بِهَاذَا ٱلْبَالَدِ ﴾ میں یہ بھی جائز ہے کہ یہاں حِلُّ بَمِعنی میں اس شہر مال ' ہو جو کہ طول سے ہے اور حلول نزول کو کہتے ہیں۔ یعنی میں اس شہر کی قسم کھاتا ہوں اے حبیبِ مکرم! اس لیے کہ آپ اس شہر میں تشریف فرما ہیں۔ اللہ رب العزت نے شہر مکہ کی قسم کھانے کو آپ کے تشریف فرما ہونے سے مقید فرما دیا تاکہ اس شہر مکہ کے لیے مزید شرف و فضیلت کا اظہار ہو۔ اگرچہ یہ شہر فی نفسہ بھی عظمت و فضیلت کا حامل ہے لیکن نبی مختشم کے تشریف فرما ہونے کی وجہ سے اس کے مرتبہ و مقام میں مزید اضافہ ہوگیا ہے۔ تو گویا اس مکان کو اس مکین کے قدمین شریفین کے مس کرنے کی وجہ سے اس عظیم ہستی کو اس شہر سے نکا لئے کے در پے کہ وہ ہے اس عظیم ہستی کو اس شہر سے نکا لئے کے در پے ہیں جس کے قدموں کے وسلے سے اس کے شرف میں اضافہ کیا گیا ہے اور ہیں جس کے قدموں کے وسلے سے اس کے شرف میں اضافہ کیا گیا ہے اور وہ اس مہتی کو اس ہستی کو انہ میں دینے میں مصروفِ عمل ہیں جس کے وجودِ مسعود نے اس شہر کے امن و سکون کو چار چاند لگا دیے ہیں۔

٣٥-٣٥. ﴿ وَوَالِدٍ وَمَا وَلَدَ ﴾ (١)

وكذلك أقسم الله تعالى: ﴿ وَوَالِدِ وَمَا وَلَدَ ﴾ (٢) وقيل: الوالد إبر اهيم وإسماعيل ﴿ وَمَا وَلَدَ ﴾ فهي إشارة إلى سيّدنا محمّد هي، وفيها مناسبة معنوية تامّة يقتضي بها سياق السورة. وقال الماورديّ: يحتمل أن الوالد هو النبي هي لتقدم ذكره ﴿ وَمَا وَلَدَ ﴾ أمته لقوله هي: ﴿ إنما أنا لكم مثل الوالد أعلمكم ». (٣) أخرجه أحمد، وأبو داود، والنسائي. (٤)

⁽۱) البلد، ۹۰ ۳.

⁽۲) البلد، ۹۰ ۳.

⁽٣) ذكره الـمـاوردي في تفسيره النكت والعيون، ٤/ ٩١٩.

⁽٤) أخرجه أحمد بن حنبل في المسند، ٢/ ٢٥٠، الرقم/ ٧٤٠٣؛ وأبو داود في السنن، كتاب الطهارة، باب كراهية استقبال القبلة عند قضاء الجاحة، ١/ ٣، الرقم/ ٨؛ والنسائي في السنن، كتاب الطهارة، باب النهى عن الاستطابة بالروث، ١/ ٣٨، الرقم/ ٤٠. وألفاظ رواية أبي داؤد: "إنما أنا لكم بمنزلة الوالد أعلمكم».

٣٧-٣٥. ﴿ وَوَالِدِ وَمَا وَلَدَ ﴾

اِسی طرح اللہ تبارک و تعالیٰ نے قسم کھائی: ﴿ (اے حبیبِ مکرم! آپ کے) والد (آدم یا ابراہیم ﷺ) کی قسم اور ان کی قسم جن کی ولادت ہوئی۔ ﴾ اور کہا گیا کہ 'الوالد' سے مراد سیدنا ابراہیم و اساعیل ﷺ ہیں جب کہ ﴿ وَمَا وَلَدَ ﴾ سے سیدنا محمد ﷺ کی ذات مطہرہ کی طرف اشارہ ہے۔ اس میں معنوی طور پر مناسبت تامہ موجود ہے جس کا تقاضا اس سورہ مبارکہ کا سیاق کرتا ہے۔ الماوردی کہتے ہیں: یہاں احمال ہے کہ 'الوالد' سے مراد حضور نبی اکرم ﷺ کی ذات ہی ہو، اس لیے کہ اِسے پہلے ذکر فرمایا گیا ہے؛ اور ﴿ وَمَا وَلَدَ ﴾ سے مراد آپ ﷺ کی امت ہو کہ حضور نبی اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: 'بے شک مراد آپ ﷺ کی امت ہو کہ حضور نبی اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: 'بے شک میں تمہارے لیے والد کے مقام پر ہوں اور تمہیں (دین) سکھاتا ہوں۔' اس کی شخر تے امام احمد بن حنبل، ابو داؤد اور نسائی نے کی ہے۔

٣٧-٣٧. ﴿وَٱلضُّحَىٰ۞ وَٱلَّيْلِ إِذَا سَجَىٰ۞ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَى﴾(١)

وكذلك أقسم الله تعالى له الله يسلم على مكانته وعظمة خلته، ورفعة أحبيّته الله عنده تعالى وقال: ﴿ وَٱلضُّحَىٰ ۞ وَٱلْيُلِ إِذَا سَجَىٰ ۞ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَىٰ ﴾. (٢)

فأقسم الله تعالى لحبيبه في ردّ المشركين أو في ردّ امرأة مشركة (وهي أمّ جميل امرأة أبي لهبٍ) إذ تكلّمت عند فترة الوحي، وقالت: 'ما أرى صاحبك إلا قد ودّعك وقلاك، '(٢) وهذا القسم كان من كرامة الله تعالى له في وتنويه به وتعظيمه إيّاه، وقال: أي وربّ الضّحى.

⁽١) الضحي، ٩٣/ ١-٣.

⁽٢) الضحي، ٩٣/ ١-٣.

⁽٣) أخرجه الحاكم في المستدرك، ٢/ ٥٧٣، الرقم/ ٣٩٤٥.

٣٨-٣٧. ﴿وَٱلضُّحَىٰ۞ وَٱلَّيْلِ إِذَا سَجَىٰ۞ مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلَىٰ﴾

اسی طرح اللہ رب العزت نے آپ کی قیم کھائی تاکہ بارگاہِ صدیت میں آپ کی عُلمت اور سب سے میں آپ کی عُلمِت اور سب سے محبوب تر ہونے کو محقّق فرما دے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا: ﴿(اے حبیبِ مَرَّم!) میں آپ کو محقّق فرما دے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا: ﴿(اے حبیبِ مَرَّم!) قَدَم ہے چاشت (کی طرح آپ کے چہرہُ انور) کی (جس کی تابانی نے تاریک روحوں کو روش کر دیا)۔ اور (اے حبیبِ مَرِّم!) قَدم ہے ساہ رات (کی طرح آپ کی زلف ِ عنبریں) کی جب وہ (آپ کے رُخِ زیبا یا شانوں پر) چھا جائے۔ آپ کی زلف ِ عنبریں) کی جب وہ (آپ کے رُخِ زیبا یا شانوں پر) چھوڑا اور آپ کے رہ نے رہ سے آپ کو منتخب فرمایا ہے) آپ کو نہیں چھوڑا اور نہیں جھوڑا اور جب سے آپ کو منتخب فرمایا ہے) آپ کو نہیں جھوڑا اور خب سے آپ کو محبوب بنایا ہے) ناراض ہوا ہے گ

پس اللہ تبارک و تعالی نے مشرکین کے روّ میں اپنے حبیبِ مکرم کی گ قَم کھائی یا ابو لہب کی مشرکہ بیوی اُمّ جمیل جس نے فترتِ وحی کے دوران کہا کہ میں نہیں دیکھتی مگر یہ کہ آپ کے صاحب نے آپ کو چھوڑ دیا ہے اور ناراض ہوا ہے۔ اس کے روّ میں اللہ تعالی نے اپنے حبیبِ مکرم کی عظمتوں کے اظہار اور تعظیم و تکریم کے لیے قیم کھائی۔ وهذا من أعظم درجات المحبّة والمبرّة وبيان المكانة والحظوة لديه، وأخبر بهذا القسم عن حاله بأن الله تعالى ما تركك منذ اختارك، وما أبغضك منذ أحبك، وما قطعك منذ وصلك. وقال الواسطيّ: ما أهملك بعد أن اصطفاك. (() وقال ابن عطاء: ما حجبك عن قربه حين بعثك إلى خلقه. وقال الجنيد البغدادي: ﴿وَٱلضُّحَىٰ ﴾ هو مقام الشهود، ﴿وَٱلَّيْلِ إِذَا سَجَىٰ ﴾ هو مقام الغين (() الذي قال النبي فيه: ((إنه ليغان على قلبي). رواه مسلم وأبو داود. (())

وأقسم بالضُّحَى وهي الساعة التي فيها ارتفاع الشمس واعتدال النهار في الحرّ والبرد، وفي الصّيف والشّتاء، فيحتمل أن تكون فيه إشارةٌ إلى ارتفاع شمس الرّسالة الـمحمّدية، التي تنسخ وجودها ظلمة اللّيل، وانبسط نورها وضوؤها على وجه الأرض، وعلى مشارقها ومغاربها، مع كونها معتدلة، لا شدّة في حرّها ولا في بردها، وهي صِفَة النّبوّة الـمحمّدية وخُلُقِها.

⁽١) ذكره القاضي عياض في الشفا، ١/ ٣٤.

⁽٢) ذكره أبو محمد روزبهان البقلي الشيرازي في عرائس البيان، ٢/ ٣٧٥.

⁽٣) أخرجه مسلم في الصحيح، كتاب الذكر والدعاء والتوبة والاستغفار، باب استحباب الاستغفار والاستكثار منه، ٤/ ٢٠٧٥، الرقم/ ٢٠٠٨؛ وأبو داود في السنن، كتاب الوتر، باب في الاستغفار، الرقم/ ١٥١٥، والطبراني في السعجم الكبير، ١/ ٣٠٢، الرقم/ ٨٨٨.

اور یہ قسم درجاتِ محبت کی اعلیٰ ترین کیفیت اور اللہ رب العزت کی بارگاہ میں آپ کے بلند ترین مقام و مرتبہ کو ظاہر کرتی ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس قسم کے ذریعے باخبر فرمایا کہ اس نے جب سے آپ کو محبوب بنایا ہے کبھی ہے آپ کو محبوب بنایا ہے کبھی آپ سے ناراض نہیں ہوا ہے؛ اور جب سے آپ کو اپنی بارگاہ کا قربِ وصال عطا فرمایا ہے آپ کو اپنی بارگاہ کا قربِ اس عطا فرمایا ہے آپ کو اپنی غلوق کے کہا: آپ کو چوڑا۔ ابن عطا نے کہا: قرب کو اپنی مخلوق کی طرف مبعوث فرمایا تو اس نے آپ کو اپنی فرمایا: ﴿ وَالصُّدَىٰ ﴾ جب آپ کو اپنی مخلوق کی طرف مبعوث فرمایا تو اس نے آپ کو اپنی مقام شہود ہے اور ﴿ وَالصُّدَىٰ ﴾ مقام غین ہے، جن کے بارے میں مقام شہود ہے اور ﴿ وَالصُّدَىٰ ﴾ مقام غین ہے، جن کے بارے میں حضور نبی اکرم کے فرمایا: 'ب شک میرے دل پر حالتِ غین طاری کی جاتی حضور نبی اکرم کے فرمایا: 'ب شک میرے دل پر حالتِ غین طاری کی جاتی ہے۔' اسے امام مسلم اور ابو داؤد نے روایت کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے الضحیٰ کی قسم کھائی۔ اس سے مراد وہ ساعت ہے جب
سورج بلند ہوتا ہے اور دن گرمی و سردی کے حوالے سے معتدل ہوتا ہے،
خواہ موسم گرما ہو یا سرما۔ پس اس میں احمال ہے کہ اس میں رسالتِ محمیہ
کے سورج کے بلند ہونے کی طرف اشارہ ہو، جس کا وجود مسعود رات کی
ظلمتوں اور تاریکیوں کو نیست و نابود کر رہا ہے اور اس شمسِ نبوت کا نور تمام
روئے زمین پر شرق تا غرب اس طرح پھیل گیا کہ اس نے سب کچھ روشن
و منور کر دیا۔ اس نور کے اعتدال کا عالم یہ تھا کہ اس کی گرمی میں حدّت

وعن الإمام جعفر بن محمد الصّادق عَيْد أن الـمراد بالضّحى السّاعة الّتي كلّم الله فيها موسَى عَيْد وبالليل: ليلة الـمعراج؛ كما رواه القشيري. (١)

﴿ وَٱلَّيْلِ إِذَا سَجَىٰ ﴾ معناه إذا سكن واستقرّ. يقال في اللّغة: سجا البحر سجْوًا إذا سكنَتْ أمواجه، وليلة ساجية: أي ساكنة الريح. وفي إسناد سكون الظلمة الكائنة مجاز علاقته الحلول والظرفية، فإنّ الزمان ظرف لـما فيه فمعناه: إذا سكن أهله، فهو مجازٌ أيضًا من إسناد ما للشيء إلى زمانه، نحو نهاره صائمٌ، وليله قائمٌ، إشارةٌ إلى سكون الناس فيه وطمأنينتهم واستقرارهم.

فأقسم الله تعالى بليلة معراج النبي هي، إذا حصل له سكونٌ وطمأنينةٌ بلقائه، وشرّفه الله تعالى بالاستقرار وعدم التغيّر في حاله إذا شاهده ومكّنه على مقام (مَا زَاغَ ٱلْبَصَرُ وَمَا طَغَىٰ).

⁽١) ذكره القشيري في لطائف الإشارات، ٣/ ٤٢٩.

امام جعفر بن محمد الصادق ﷺ سے مروی ہے کہ ﴿ٱلصُّحَىٰ ﴾ سے مراد وہ گھڑی ہے جس میں اللہ رب العزت نے سیدنا موسیٰ ﷺ سے کلام فرمایا اور ﴿ ٱلَّيْلِ ﴾ سے مراد معراج کی رات ہے؛ جیسا کہ امام قشیری نے روایت کیا ہے۔ ﴿ وَٱلَّيْلِ إِذَا سَجَىٰ ﴾ كا معنى ب: إِذَا سَكَنَ وَاسْتَقَرَّ لِعَىٰ جب رات پر سکون اور قرار پذیر ہو جائے۔ لغت عرب میں کہا جاتا ہے: سَجَا الْبَحْرُ سَبْوًا إذا سَكَنَتْ أَمْوَ اجْه لِعِنى سمندرير سكون ہوگيا جب اس كى موجيس تقم كَتيس اور ان ميں طغيانی ختم ہوگئ۔ اسی طرح لَيْلَةٌ ساجِيةٌ وہ رات كهلاتی ہے جس میں ہوا تھم جائے۔ اور اس آیتِ مبار کہ میں ظلمتِ کائنات کے ساکن اور تھم جانے کی طرف کنایہ ہے، جس میں علاقہ حلول اور ظرفیت کا ہے۔ کیونکہ زمانہ ظرف ہے اس کے لیے جو کچھ اس زمانے میں ہے۔لہذا اس کا معنی یہ ہوا: 'قسم ہے رات کی جب اس میں لوگ پُرسکون ہوگئے۔' پس اس میں کسی بھی چیز کے لیے اس کے زمانے کی طرف نسبت کرنے سے بھی مجاز ہے۔ جیسا کہ نہاڑہ صائم اور لَیْلُهُ قَائِمٌ سے مراد ہے کہ اُس کا دن روزہ دار ہے اور رات قیام والی ہے۔ تو اس ﴿ وَاللَّيْلِ إِذَا سَجَىٰ ﴾ میں لوگوں کے رات کے وقت آرام کرنے اور پر سکون ہو جانے کی طرف اشارہ ہے۔

الله رب العزت نے معرائ النبی کی رات کی قیم کھائی۔ جب آپ کو ربِ ذوالجلال سے ملاقات کا سکون و اطمینان نصیب ہوا اور الله رب العزت نے آپ کو اپنے مشاہدہ و دیدار کے وقت آپ کے احوال میں ثبات و استقرار اور عدم تغیر سے مشرف فرمایا اور آپ کی کو ﴿مَا زَاغَ ٱلْبَصَرُ وَمَا طَغَیٰ ﴾ کے مقام پر متمکن فرمایا۔

وفي قسم الضُّحَى إشارةٌ أخرى إلى النبوّة المحمّدية، لأن الضحى ساعةٌ من النهار، واللّيل ساعاتٌ، فذكر ساعةً بالضّحى وجميع ساعاتٍ بالليل. ذلك إشارةٌ إلى أن ساعةً واحدةً من النّهار توازي جميع ساعات اللّيل، بل غلبت كلّها.

وكذلك أقسم الله تعالى بأنّ محمدًا واليه يوازي جميع الأنبياء والمرسلين، ونبوّته تساوي جميع النبوات، بل غلبت وتفوّقت وتفضّلت عليها مِنْ كُلِّ الوُجوه، ففيه إشارة إلى أن الله تعالى أقسم، وقال: يا محمد، يا حبيبي، ما تركتُ أحدًا من الأنبياء والمرسلين إذ أرسلته إلى قوم أو قبيلةٍ أو موضع فكيف نتركك ونقطعك وأرسلناك إلى كافةٍ الناس بشيرًا ونذيرًا، وجعلناك رحمةً للعالمين، وأعطيناك النبوّة والرّسالة الّتي هي شاملة وجامعة لجميع كمالاتهم وآياتهم وحسناتهم وكراماتهم، وختمنا بك النبوّة والرّسالة، وجعلنا بعثتك ضحى للعوالم والكائنات كلّها.

قال الفَرَّاء: ﴿ وَٱلضُّحَىٰ ﴾ هو النَّهار كلُّه، (١) وقال الـمُبَّردُ: أصل الضُّحَى الصَّبح، وهو نورُ الشَّمس.

⁽١) ذكره ابن الجوزي في زاد المسير في علم التفسير، ٩/ ١٥٦.

اور ﴿وَالصَّحَىٰ ﴾ کی قسم کھانے میں نبوتِ مُحری ﴾ کی طرف ایک اور اشارہ بھی ہے کہ ﴿الصَّحَیٰ ﴾ (چاشت کا وقت) دن کی ایک گھڑی ہے اور الليل (رات) کی گھڑیاں ہیں تو اللہ رب العزت نے ﴿الصَّحَیٰ ﴾ کے ذریعے دن کی صرف ایک گھڑی اور ﴿الَّیْلِ ﴾ کے ذریعے رات کی تمام گھڑیوں کا ذکر فرمایا۔ جو اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ دن کی ایک گھڑی رات کی تمام گھڑیوں کے قرایا۔ جو اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ دن کی ایک گھڑی رات کی تمام گھڑیوں کے برابر ہے، بلکہ ان تمام پر غالب ہے۔

اسی طرح اللہ رب العزت نے قسم کھائی کہ محمہ کے برابر ہیں اور آپ کی نبوت تمام انبیاء کرام ہی کی نبوت کی بروت ہم انبیاء کرام ہی کی نبوت من کل الوجوہ یعنی ہر اعتبار سے ان تمام نبوتوں ہے، بلکہ آپ کی نبوت من کل الوجوہ یعنی ہر اعتبار سے ان تمام نبوتوں پر فوقیت و فضیلت رکھتی ہے۔ اس میں اس بات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ اللہ رب العزت نے قسم کھائی اور فرمایا: اے محمہ، اے میرے حبیبِ مکرم! میں نے تو تمام انبیاء و مرسلین میں سے کسی ایک نبی و رسول کو نبیں چھوڑا میں نے تو تمام انبیاء و مرسلین میں سے کسی ایک نبی و رسول کو نبیں چھوڑا جب انہیں مختلف اقوام اور قبائل کی طرف مبعوث فرمایا، تو آپ کو کیسے چھوڑ مکتا ہوں، جبکہ آپ کو تمام لوگوں کی طرف بشیر و نذیر بنا کر بھیجا ہے، آپ کو جو تمام انبیاءِ کرام و رُسلِ عظام کے تمام کمالات، آیات، حسنات اور ان کی جو تمام کر مایا ور ان کی جامع ہے۔ اور ہم نے آپ کے ذریعے نبوت و رسالت کو مکمل کر دیا یعنی آپ کو خاتم النبیمین بنا کر مبعوث فرمایا اور آپ کی بینزلہ جاشت بنایا ہے۔

الفرَّاء نے کہا کہ ﴿ اُلصُّحَیٰ ﴾ سے مراد تمام دن ہے۔ اور المبرد نے کہا کہ ﴿ اُلصُّبَٰ کَیٰ اصل الصَّبْح ہے اور وہ سورج کا نور ہے۔

وقال أبو الهيثم: الضُّحَى نَقِيْضُ الظِّلِ، وهُوَ نور الشَّمس السَّلِ، وهُوَ نور الشَّمس المنبسط على وجه الأرض، (١) الّذي يمحو ظلمة اللّيل.

وقال أبو محمّد روزبهان البقلي الشّيرازي: أقسم الله تعالى بقوله: ﴿ وَٱلضُّحَىٰ ﴾ أي بطلوع شمس عرفانك يا محمد، في أيام الوصلة، (٢) ﴿ وَٱلنَّلِ إِذَا سَجَىٰ ﴾ وبليل الفُرقة إذا كنتَ في غلبة الحيرة حيثُ قُلتَ: (لا أحصي ثناء عليك'.

وقال ابن عطاء: ﴿ وَٱلصُّحَىٰ ﴾ أي أَقْسِمُ بمكاشفاتِ سِرِّك بنا ''') ﴿ وَٱلنَّيْلِ إِذَا سَجَىٰ ﴾ أي أقسم باشتغالك بالدَّعْوَةِ وأمور الرِّسالة، لأن شمس المكاشفة بِجَهَالِ الله تعالى تطلع وتنشرح على مَطْلَع الْخَلْوَةِ مع الله الله الله في غار حراء، الَّتي أخبرت بها عائشة في: ثُمَّ حُبِّبَ إِلَيْهِ الْخَلَاء وكان يخلو بغار حراءٍ فَيَتَحنَّثُ فيه، وهو تَعَبُّدُ اللَّيالِي ذوات العدد، قبل أن يَنْزعَ إِلَى أَهْلِه وَيَتَزَوَّد لِذلك... حَتَّى جاءه الحَقُّ وَهو في غَارِ حراءٍ. رواه البخاري ومسلم. (3)

⁽١) ذكره الشوكاني في فتح القدير، ٥/ ٤٤٨.

⁽٢) ذكره أبو محمد روزبهان البقلي الشيرازي في عرائس البيان، ٢/ ٣٧٥.

⁽٣) أيضًا.

⁽٤) أخرجه البخاري في الصحيح، كتاب بدء الوحي، باب كيف كان بدء

اور ابو الہیثم نے کہا کہ ﴿ ٱلصَّٰحَیٰ ﴾ ظلّ اور سایہ کی نقیض ہے اور اس سے مراد تمام روئے زمین پر پھیل جانے والا سورج کا وہ نور ہے جو رات کی تمام ظلمتوں اور تاریکیوں کو مٹا کر رکھ دیتا ہے۔

امام ابو محمد روز بہان البقلی الشیرازی نے فرمایا: اللہ تعالی نے ﴿ ٱلضَّحٰی ﴾ کے ذریعے 'ایام وصل میں اے محمد! آپ کے عرفان و معرفت کے سورج کے طلوع ہونے کی قیم 'کھائی اور ﴿ وَٱلَّیْلِ إِذَا سَجَیٰ ﴾ کے ذریعے فرقت و جدائی کی رات کی قیم کھائی جب آپ ﷺ نے غلبہِ حیرت کے عالم میں کہا کہ 'میں کی رات کی قیم کھائی جب آپ ﷺ نے غلبہِ حیرت کے عالم میں کہا کہ 'میں تیری ثنا کا شار نہیں کر سکتا۔'

اور ابن عطاء نے کہا: ﴿وَالصَّحَىٰ ﴾ سے مراد ہے کہ میں آپ کے اپنے ساتھ مکاشفاتِ سرّ کی قسم کھاتا ہوں۔ اور ﴿وَالَّيْلِ إِذَا سَجَیٰ ﴾ سے مراد ہے کہ میں آپ کی دعوتِ دین اور امورِ رسالت میں مشغول و مصروف ہونے کی قسم کھاتا ہوں؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے جمال کے مکاشفات کا سورج طلوع ہوتا ہے اور اللہ رب العزت کی ذات کے ساتھ خلوت کے مطلع پر جو آپ ہو کو غارِ حراء میں عاصل ہوتی تھی، پھیل جاتا ہے جس کے بارے میں اُمُّ المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ ہے نے بیان فرمایا: 'پھر خلوت آپ کے حجوب بنا دی گئی اور آپ کے غارِ حراء میں خلوت نشین ہو کر اللہ رب العزت کی عبادت دی گئی در اول کی طرف لوٹے سے وریاضت میں مصروف ہو جاتے سے اور اپنے گھر والوں کی طرف لوٹے سے وریاضت میں مصروف ہو جاتے سے اور اپنے گھر والوں کی طرف لوٹے سے فرایات کئی کئی راتوں تک عبادت گذاری فرماتے رہتے۔ یہاں تک کہ آپ کے نام عبادی اور اہام مسلم نے روایت کیا۔

فَتَبَينَ أَنَّ فِي ﴿ ٱلضَّحَىٰ ﴾ إشارة إلى كَشْفِ الحجابِ والشُّهود النّاتي، وفي ﴿ ٱلنَّيٰلِ ﴾ إشارة إلى مقام الاجتهاد لِدَعْوَةِ الخَلق إلى الحق إذا كان النّبي هُ يَرْغب من الخلق إلى الحقّ ويتَوجَّهُ ويتَفَرَّغُ إلى الذّات، فاشتعَل الشِّهَاب، وارتفع الحِجَاب، وَاكْتَشَفَ ما كان في الغياب، فَتمَّ ذوقه هذا المقام كان يطلب محض الإعراض عن الخلق والانقطاع، وكمال التّبتُل والتّجريد عما سوى الله الأحدِ الخلق والانقطاع، وكمال التّبتُل والتّجريد عما سوى الله الأحدِ الله. ﴿ وَٱلنّيلِ إِذَا سَجَىٰ ﴾ هو كان نزوله في السّير عن الله، والنّزول هو إكمال الْعُرُوجِ وإتمامه، فجمع الله تعالى كُلَّ كمالٍ في نُبُوتِه هُ، فأقسَم مَرَّةً بِعُروجِه وَمَرَّةً بنزوله، وأقسم مَرَّةً بِعُروجِه وَمَرَّةً بنزوله، ومَرَّةً برسالته، ومَرَّةً بإنقطاعه إلى حَضْرَةِ الحُقِّ وَمَرَّةً باشتغاله إلى دَعْوةِ الحُقِّ .

فَشَرَّفَه وميِّزه ﷺ بِجَمْعِ الجُمْعِ بِشَأْنٍ عظيمٍ حيث جَمْعُه ﷺ ما أَسْقَطَ تَفْرِقَتَه وَتَفْرِقَتُهُ مَا أَسْقَطَتْ جَمْعَهُ، وأعطاه ﷺ البَرَاءَة مِنَ

الوحي إلى رسول الله، ١/ ٤، الرقم/ ٣؛ ومسلم في الصحيح، كتاب الإيمان، باب بدء الوحي إلى رسول الله، ١/ ١٣٩، ١٤٠، الرقم/ ١٦٠.

تو واضح ہو گیا کہ ﴿ وَٱلصُّحَىٰ ﴾ میں کشف ِ حجاب اور شہودِ ذاتی کی طرف اشارہ ہے اور ﴿وَٱلَّيْلِ﴾ میں مخلوق کو حق کی طرف دعوت دینے میں مقام اجتہاد کی طرف اشارہ ہے۔ (یعنی) جب حضور نبی اکرم ﷺ مخلوق سے حق کی طرف رغبت فرماتے اور ذاتِ الهی کی طرف متوجه ہو جاتے تو معرفتِ الهی کے شہاب ثاقب چیک اٹھے، حجابات اٹھ جاتے اور جو کچھ حالت غیاب میں ہو تا منکشف ہو جاتا، پھر آپ ﷺ کا ذوق عروج پر ہو تا اور آپ ﷺ کا شوق تممل ہو جاتا۔ یہی وہ اعلیٰ مقام ہے جو آپ ﷺ مخلوق سے اعراض و انقطاع کے ذریعے طلب فرمایا کرتے تھے، اور کیسوئی اور انقطاع کے کمال سے اللہ وحدہ لا شریک لہ' کا قرب حاصل کرتے تھے۔ یہی ﴿وَٱلصَّحَیٰ﴾ ہے جو اللہ رب العزت کی بار گاہ کی طرف چلنے میں آپ ﷺ کے عروج کا نام ہے۔ اور ﴿ وَٱلَّيْلِ إِذَا سَجَىٰ ﴾ الله رب العزت كى بارگاہ سے مخلوق كى طرف نزول كا نام ہے اور یہ نزول ہی اس عروج کو اکمال و اتمام بخشنے والا ہے۔ پس اللہ رب العزت نے ِتمام کمالات کو آپ ﷺ کی نبوت میں جمع فرما کر تبھی آپ ﷺ کے جمع کی قسم کھائی تو مجھی آپ ﷺ کے تفرقہ کی، مجھی ذات حق کی طرف آپ ﷺ کے عروج کی قسم کھائی تو مجھی آپ ﷺ کے مخلوق کی طرف نزول کی، تبھی آپ ﷺ کی ولایت (خالق کی طرف رجوع) کی قسم کھائی تو تبھی آپ ﷺ کی رسالت (مخلوق کی طرف توجہ فرمانے) کی، تبھی آپ ﷺ کے ذاتِ حق کی بارگاہ کے لیے مخلوق سے انقطاع کی قسم کھائی تو مجھی دعوت اِلی الحق کی طرف آپ کی مصرو فیات کی۔

یں اللہ رب العزت نے آپ کے کو 'جمع البجمع' کی الی عظیم شان سے مشرّف فرمایا کہ آپ کے مقام ' تفرقہ' کو

التَّلُوِيْنِ، وَمَكَّنَهُ عَلَى عُلُوِّ صِحَّةِ التَّمْكِين، وهذا كان تشريفه عَلَى عُلُوِّ صِحَّةِ التَّمْكِين، وهذا كان تشريفه عَنَايَةِ الاتصال. وَلِذَلك قال الله تعالى: ﴿أَلَمْ نَشُرَحُ لَكَ صَدْرَكَ ﴾ وَوَضَعْنَا عَنكَ وِزْرَكَ ﴾ . (١) فجمع الله عَلَا له القَسَمَيِنْ: ﴿ وَالشَّحَىٰ وَالَّيْلِ إِذَا سَجَىٰ ﴾ .

ختم نہیں کیا اور نہ ہی آپ سے کے مقام 'تفرقہ' نے مقام 'جمع' کو ساقط کیا۔
اور اللہ رب العزت نے آپ ہے کو تلون (مختلف رنگ بدلنے) سے براءت
عطا فرمائی اور آپ ہے کو صحت ِ تمکن کے اعلیٰ مقام پر ثبات و تمکن سے نوازا
اور یہی آپ ہے کو غایتِ کمال اور نہایتِ اتصال سے مشرف فرمانا تھا جس کے
لیے اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا: ﴿ کیا ہم نے آپ کی خاطر آپ کا سینہ
(انوارِ علم و حکمت اور معرفت کے لیے) کشادہ نہیں فرما دیا۔ اور ہم نے آپ کا
(غم امت کا وہ) بار آپ سے اتار دیا ﴾ سو اللہ رب العزت نے آپ ہے کے
لیے دو قسموں کو ﴿ وَالشُّرَیٰ قَ وَالَّیْلِ إِذَا سَجَیٰ ﴾ میں جمع فرما دیا۔

٤٢-٣٩. ﴿ وَٱلتِّينِ وَٱلزَّيْتُونِ۞ وَطُورِ سِينِينَ۞ وَهَاذَا ٱلْبَلَدِ اللَّهِ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهِ اللَّهُ اللَّالِي اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ الللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ اللَّهُ ا

وكذلك أقسم الله تعالى بأربعة أشياء وأماكن، فإنها: ﴿ٱلتِّينِ﴾، و﴿ٱلزَّيْتُونِ﴾، و﴿ٱلزَّيْتُونِ﴾، و﴿أَلزَّيْتُونِ﴾، و﴿ٱلزَّيْتُونِ﴾، وهُناك أقوالُ وتعبيراتٌ في معنى هذهِ الأقسام: قَالَ الله بَيْمَالِيْ: ﴿وَٱلتِّينِ وَٱلزَّيْتُونِ۞ وَطُورِ سِينِينَ۞ وَهَاذَا ٱلْبَلَدِ ٱلْأَمِينِ﴾. (٢)

القول الأوّل: أي أقسم الله تعالى بعصر آدم علي وهو العهد الّذي طفِق فيه آدم وزوجه يخصفان عليهما من ورق الجنّة. أخرجه الديلميّ في 'مسند الفردوس' وذكر ابن القيم في 'الزاد'.

وروى أبو ذرّ عن قال: أهدى للنبي على سل تين. فقال: «كلوا». وأكل منه، ثم قال: «لو قلت: إن فاكهة نزلت من الجنة لقلت هذه». (۳) روى ابن أبي حاتم عن سعيد بن جُبير عن ابن عباس

⁽۱) التين، ۹٥/ ۱-٣.

⁽۲) التين، ۹۵/ ۱-۳.

⁽٣) أخرجه الديلمي في مسند الفردوس، ٣/ ٢٤٣، الرقم/ ٤٧١٦؛ وذكره الرازي في التفسير الكبير، ٣٢/ ٩؛ والقرطبي في الجامع لأحكام القرآن،

٣٩-٣٩. ﴿ وَٱلتِّينِ وَٱلزَّيْتُونِ۞ وَطُورِ سِينِينَ۞ وَهَلَذَا ٱلْبَلَدِ ٱلْبَلَدِ اللَّهِ اللَّهِ اللَّهُ ا

اس طرح الله رب العزت نے چار چیزوں اور جگہوں کی قسم کھائی جو ﴿الْتِینِ ﴾، ﴿الْزَیْتُونِ ﴾، ﴿طُورِ سِینِینَ ﴾ اور ﴿الْبَلَدِ اللهٔ رب العزت نے ارشاد قسموں کے معانی میں کئی اقوال اور تعبیرات ہیں۔ الله رب العزت نے ارشاد فرمایا: ﴿انجیر کی قسم اور زیتون کی قسم۔ اور سینا کے (پہاڑ) طور کی قسم، اور اس امن والے شہر (مکہ) کی قسم ﴾۔

پہلا قول یہ ہے کہ اللہ رب العزت نے سیدنا آدم ﷺ کے زمانے کی قسم کھائی اور یہ وہ زمانہ ہے جس میں سیدنا آدم ﷺ اور آپ کی زوجہ محترمہ اپنے (بدن کے) اوپر جنت کے پتے چپانے لگے۔ اس کی تخریج امام دیلمی نے مسند الفردوس' میں کی ہے جب کہ ابن القیم نے 'زاد المعاد' میں بیان کیا ہے۔

سیدنا ابو ذر غفاری کے روایت کیا کہ حضور نبی اکرم کے کہ خدمتِ
اقد س میں انجیر کی ٹوکری کا ہدیہ بھیجا گیا تو آپ کے نے فرمایا: اسے کھاؤ، اور
آپ کے نے خود بھی اس میں سے تناول فرمایا۔ پھر ارشاد فرمایا: اگر میں کہوں
کہ ایک پھل جنت سے اتارا گیا ہے تو میں کہوں گا کہ یہی وہ پھل ہے۔ ابن
ابی حاتم نے بواسطہ سعید بن جبیر حضرت عبد اللہ بن عباس کے سے ﴿ دونوں این حاتم نے بواسطہ سعید بن جبیر حضرت عبد اللہ بن عباس کے سے ﴿ دونوں این حاتم نے بواسطہ سعید میں جبیر حضرت حوا کے انہیں اپنی شرم گاہوں پر چیکائے تھے۔' اسے حافظ ابن کثیر نے بیان کیا
کھر انہیں اپنی شرم گاہوں پر چیکائے تھے۔' اسے حافظ ابن کثیر نے بیان کیا

(وَطَفِقَا يَخْصِفَانِ عَلَيْهِمَا مِن وَرَقِ ٱلْجُنَّةِ (اَ قال: ينزعان ورق البَّيْن، فيجعلانه على سوآتهما. ذكره الحافظ ابن كثير. وقال القرطبي: وقيل: جعلا يلصقان عليهما ورق التين. (٢)

والثّاني: أخرج الطبريّ وابن أبي حاتم: ﴿ٱلتِّينِ﴾ مسجدُ نُوحٍ ﷺ الّذي بُنِيَ على الجوديّ. ذكره القرطبي وابن كثير وغيرهما.^(٣)

والثّالث: قال عكرمة وابن زيد: ﴿ ٱلتِّينِ ﴾ مسجد دمشق. (١) وقال قتادة: ﴿ ٱلتِّينِ ﴾: الجبل الّذي عليه دمشق. (٥) ذكرهُ القرطبي

٢٠/ ١١٠؛ وابن القيم في زاد المعاد، ٤/ ٢٦٠.

⁽۱) طه، ۲۰/ ۱۲۱.

⁽٢) ذكره القرطبي في الجامع لأحكام القرآن، ٢٠/ ١١٠؛ وابن كثير في تفسير القرآن العظيم، ٣/ ١١٦٩ والسيوطي في الدر المنثور في التفسير بالمأثور، ٣/ ٤٣٢.

⁽٣) أخرجه الطبري في جامع البيان في تفسير القرآن، ٣٠/ ٢٣٩؛ وابن أبي حاتم الرازي في التفسير، ١٠/ ٣٤٤٧؛ وذكره القرطبي في الجامع لأحكام القرآن، ٢٠/ ١١٠؛ وابن كثير في تفسير القرآن العظيم، ٤/ ٥٢٧.

⁽٤) أخرجه الطبري في جامع البيان في تفسير القرآن، ٣٠/ ٢٣٩؛ وذكره القرطبي في الجامع لأحكام القرآن، ٢٠/ ١١١؛ وابن كثير في تفسير القرآن العظيم، ٤/ ٥٢٧.

⁽٥) أخرجه الطبري في جامع البيان في تفسير القرآن، ٣٠/ ٢٣٩؛ وذكره

اور امام قرطبی کہتے ہیں: کہا گیا ہے کہ حضرت آدم و حوا ﷺ دونوں اپنے بدن پر انجیر کے پتے چیکانے لگے۔

دوسرا قول یہ ہے کہ ابن جریر طبری اور ابن ابی حاتم نے تخریج کی کہ ﴿ ٱلتِّینِ ﴾ سے مراد سیدنا نوح ﷺ کی مسجد ہے جسے 'الجودی' پہاڑ کے اوپر تعمیر کیا گیا۔ اسے امام قرطبی اور ابن کثیر و دیگر ائمہ نے بیان کیا ہے۔

تیسرا قول یہ ہے کہ حضرت عکرمہ اور ابن زید نے فرمایا کہ ﴿السِّینِ﴾
سے مراد مسجدِ دمشق ہے اور حضرت قادہ نے کہا کہ ﴿السِّینِ﴾ سے مراد وہ
پہاڑ ہے جس پر دمشق شہر آباد ہے۔ اسے امام قرطبی، ابن کثیر اور دیگر ائمہ
نے بیان کیا۔ اور دمشق سیدنا ابراہیم ﷺ کی ہجرت گاہ ہے۔ امام طبری نے
بیکی یہ قول اختیار کیا ہے۔

وابن كثير وغيرهما، ودمشق هو مُهَاجَر سيّدنا إبراهيم هيك، وهذا اختيار الطبري أيضًا. (١)

الرّابع: قال محمد بن كعب: ﴿ ٱلتِّينِ ﴾ مسجد أصحاب الكهف. ذكره البغويّ والقرطبيّ وغيرهما. (٢)

الخامس: قال الضّحّاك: ﴿ ٱلتِّينِ ﴾ المسجد الحرام. ذكره القرطبيُّ وغيره. (٢) والمسجد الحرام هو مقام سيّدنا محمد النبيّ الحبيب المصطفى هي الّذي بدأ به سفره الإسراء ليلة المعراج، وهو مَولِدُه هي أيضًا.

وفي قوله: ﴿وَٱلزَّيْتُونِ ﴾ أقوالُّ:

أوّلها: قال ابن عباس على الأحبار، وقتادة، وابن زيد وغيرهم: هو مسجد بيت المقدس. (١) وقال الضّحَّاك: ﴿ٱلزَّيْتُونِ﴾:

البغوي في معالم التنزيل، ٤/ ٤٠٥؛ والقرطبي في الجامع لأحكام القرآن، ٢٠/ ١١١؛ وابن كثير في تفسير القرآن العظيم، ٤/ ٥٢٧.

⁽١) أخرجه الطبري في جامع البيان في تفسير القرآن، ٣٠/ ٢٤٠.

⁽٢) ذكره البغوي في معالم التنزيل، ٤/ ٥٠٤؛ والقرطبي في الجامع لأحكام القرآن، ٢٠/ ١١١؛ وابن كثير في تفسير القرآن العظيم، ٤/ ٥٢٧.

⁽٣) ذكره القرطبي في الجامع لأحكام القرآن، ٢٠/ ١١٠.

⁽٤) أخرجه الطبري في جامع البيان في تفسير القرآن، ٣٠/ ٢٣٩؛ وذكره

چوتھا قول یہ ہے کہ حضرت محمد بن کعب نے فرمایا: ﴿ٱلتِّینِ﴾ سے مراد اصحابِ کہف کی مسجد ہے۔ اسے امام بغوی، قرطبی اور دیگر ائمہ نے بیان کیا ہے۔

پانچوال قول یہ ہے کہ ضحاک نے کہا کہ ﴿اُلتِّینِ﴾ سے مراد مسجدِ حرام ہے۔ اور مسجد حرام وہ مقام ہے ہے۔ اسے امام قرطبی وغیرہ نے بیا ن فرمایا ہے۔ اور مسجد حرام وہ مقام ہے جہال سے تاجدارِ کائنات محمد مصطفیٰ حبیبِ کبریا ﷺ نے شب ِ معراج اپنے سفر اِسراء کا آغاز فرمایا اور یہ حضور نبی اکرم ﷺ کا مولدِ مبارک بھی ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿ وَٱلزَّيْتُونِ ﴾ میں بھی کئی اقوال ہیں:

پہلا قول یہ ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عباس ، کعب الاحبار، قادہ،
ابن زید وغیرہم نے فرمایا کہ اِس سے مراد مسجد بیت المقدس ہے۔ اور الضحاک
نے کہا کہ ﴿اُلزَّیْتُونِ﴾ سے مراد مسجد اقصلی ہے۔ اسے امام طبری، قرطبی، ابن
کثیر اور دیگر مفسرین نے بیان کیا ہے۔

المسجد الأقصى. ذكره الطبري، والقرطبي، وابن كثير (۱) وغيرهم. وقال قتادة: ﴿ الزَّيْتُونِ ﴾، الجبلُ الَّذي عليه بيتُ المقدس. (۲) وقال عكرمة وابن زيد: ﴿ الزَّيْتُونِ ﴾: بيتُ المقدس. وهذا اختيار الطبري وغيره. (۳) وقال المراغي: إنّ الله أقسم بالزَّيْتُون عَصَرْ نوح عَيْد وذرّيته كما أقسم بالتين عصر آدم ﷺ (٤)

وفي قوله: ﴿ وَطُورِ سِينِينَ ﴾ هو جَبَلُ سِينَاء، الّذي نادى الله تعالى منه موسَى الله على الأحبار وعكرمة، وقتاده ومجاهد: هو الجُبَلُ الحَسَنُ المباركُ، الّذي كلّم الله عليه موسَى بن عمران الله . ذكره

القرطبي في الجامع لأحكام القرآن، ٢٠/ ١١١؛ وابن كثير في تفسير القرآن العظيم، ٤/ ٥٢٧.

⁽۱) أخرجه الطبري في جامع البيان في تفسير القرآن، ٣٠/ ٢٣٩؛ وذكره الرازي في التفسير الكبير، ٢٢/ ١٠؛ والقرطبي في الجامع لأحكام القرآن، ٢٢/ ١١،١١، وابن كثير في تفسير القرآن العظيم، ٤/ ٢٧٥.

⁽٢) أخرجه الطبري في جامع البيان في تفسير القرآن، ٣٠/ ٢٣٩؛ وذكره البغوي في معالم التنزيل، ٤/ ٤٠٥؛ والقرطبي في الجامع لأحكام القرآن، ٢٠/ ١١١.

⁽٣) ذكره الطبري في جامع البيان في تفسير القرآن، ٣٠/ ٢٤٠.

⁽٤) ذكره المراغى في التفسير، ١٩٣/ ١٩٣.

حضرت قادہ نے فرمایا کہ ﴿الزَّینَّونِ﴾ سے مراد وہ پہاڑ ہے جس پر بیت المقدس واقع ہے۔ حضرت عکرمہ اور ابن زید نے کہا: ﴿الزَّینُتُونِ﴾ سے مرادبیت المقدس ہے۔ اس قول کو امام طبری وغیرہ نے اختیار کیا ہے۔ المراغی نے کہا: اللہ رب العزت نے ﴿الزَّینُونِ﴾ کے ساتھ حضرت نوح ﷺ اور ان کی ذریت کے زمانہ کی قسم کھائی ہے جیسا کہ ﴿التِّینِ﴾ کے ساتھ سیدنا آدم سیدنا آدم کھیے کے زمانہ کی قسم کھائی۔

ارشادِ باری تعالی ﴿ وَطُورِ سِینِینَ ﴾ سے مراد سیناء کا پہاڑ ہے جس سے الله رب العزت نے سیدنا موسیٰ ﷺ کو ندا دی۔ حضرت کعب الاحبار، عکرمہ، قادہ اور مجاہد نے کہا: طورِ سینین وہ خوبصورت اور مبارک پہاڑ ہے جس پر الله رب العزت نے سیدنا موسیٰ بن عمران ﷺ سے کلام فرمایا۔ اسے امام طبری، بغوی، قرطبی، ابن کثیر، سیوطی اور دیگر مفسرین نے بیان کیا ہے۔

الطبري، والبغوي، والقرطبي، وابن كثير، والسيوطي وغيرهم. (۱) وفي قوله: ﴿ وَهَاذَا ٱلْبَلَدِ ٱلْأَمِينِ ﴾ يعني مَكّة. قاله ابن عباس ﷺ، ومجاهد، وعكرمة، والحسن البصري، وإبراهيم النخعي، وابن زيد، وكعب الأحبارُ وغيرهم، (۱) ولا خلاف في ذلك. وأقسم بـ: ﴿ هَذَا ٱلْبَلَدِ ٱلْأَمِينِ ﴾ الذي شرّفه الله تعالى بميلاد رسوله وحبيبه محمدٍ ﷺ فيه، كما قال ﷺ: ﴿ لَا أُقُسِمُ بِهَذَا ٱلْبَلَدِ ﴾ وأَنتَ حِلُّ بِهَذَا ٱلْبَلَدِ ﴾. (١)

الآن نذكر حكمة الأقسام بهذه الأماكن، فحِكْمَتُها: الإبانة عن شرف البقاع المباركة وما ظهر فيها مِن الخير والبركة بسكنى الأنبياء والصَّالحين، فمنبت ﴿ٱلتِّينِ﴾ و﴿ٱلزَّيْتُونِ﴾: مَهَاجَرُ إبراهيم ومَولِدُ عيسَى ومَنْشَؤُهُمَا ومقرّ الأنبياء عيد.

⁽۱) رواه الطبري في جامع البيان في تفسير القرآن، ٣/ ٢٣٩؛ وذكره البغوي في معالم التنزيل، ٤/ ٥٠٤؛ والقرطبي في الجامع لأحكام القرآن، ٢٠/ المناوري في تفسير القرآن العظيم، ٤/ ٢٧٥؛ والسيوطي في الدر المناؤر، ٨/ ٥٥٥.

⁽٢) ذكره البغوي في معالم التنزيل، ٤/ ٥٠٤؛ والقرطبي في الجامع لأحكام القرآن، ٢٠/ ١١٣؛ وابن كثير في تفسير القرآن العظيم، ٤/ ٥٢٧؛ والآلوسي في روح المعاني، ٣٠/ ١٧٣.

⁽٣) البلد، ۹۰/ ۲-۲.

ارشاد باری تعالی ﴿ وَهَنذَا ٱلْبَلَدِ ٱلْأَمِينِ ﴾ میں ﴿ ٱلْبَلَدِ ﴾ سے مراد مکہ کرمہ ہے۔ یہ قول حضرت عبد اللہ بن عباس ﷺ، مجاہد، عکرمہ، حسن بصری، ابراہیم نخعی، ابن زید، کعب الاحبار اور دیگر ائمہ کا ہے اور اس میں کوئی اختلاف نہیں۔ اللہ رب العزت نے اس امن والے شہر مکہ کی قسم کھائی جس کو اپنے رسولِ مکرم اور حبیبِ معظم سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کے میلاد مبارک سے مشرف فرمایا، جیسا کہ ارشاد ربانی ہے: ﴿ میں اس شہر (مکہ) کی قسم کھاتا ہوں۔ (اے حبیب مکرم!) اس لیے کہ آپ اس شہر میں تشریف فرما ہیں ﴾۔

اب ہم ان جگہوں اور مقامات کی قسمیں کھانے کی حکمت بیان کرتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ اللہ رب العزت ان قسموں کے ذریعے ان مبارک و مقدس علاقوں کے شرف و فضیلت اور انبیاء وصالحین کی سرزمین ہونے کی وجہ سے وہاں جو خیر و برکت کا ظہور ہوا، اسے ظاہر فرمانا چاہتا ہے۔ پس ﴿ٱلتِّینِ﴾ اور ﴿ٱلزَّیْتُونِ﴾ کے اُگنے کی جگہ، سیدنا ابراہیم چیک کی ہجرت گاہ اور سیدنا عیسیٰ اور گیائے کی جگہ، سیدنا ابراہیم چیک کی ہجرت گاہ اور سیدنا عیسیٰ دیگر کئی انبیاء کرام چیک کا مقام اور قرار گاہ ہے۔

﴿ وَٱلطُّورِ ﴾: المكان الّذي نُودِي فيه موسَى ﴿ وَمَكَةَ ﴿ ٱلْبَلَدِ اللهِ هُو مَبِعِثُهُ. فإنّ هذه الأقسام ولو اللهِ هُو مَبعِثُهُ. فإنّ هذه الأقسام ولو اعتبرت بعُصُوْرِ الأنبياء الطَيِّبَةِ أو بأماكن مقدّسَةٍ أو بأشياءٍ مباركةٍ ، ولكن لا خلاف فيه بأنّ حكمة كُلِّ قَسَمٍ تشتمل نِسْبَةً واحِدَةً مشتركة في كلِّها، وهي الإضافة بالأنبياء والصّالحين.

نقل ابن كثير عن بعض الأئمة، قال: هذه مَحَالٌ ثلاثة، بعث الله في كُلِّ واحدٍ مِنْهَا نبيًّا مرسَلًا مِن أولي العزم، أصحاب الشرائع الكبار.

فالأوّل: محلّة ﴿ ٱلتِّينِ ﴾ و﴿ ٱلزَّيْتُونِ ﴾، وهي بيت المقدس الّتي بعث الله فيها عيسَى ابن مريم ﷺ، فأقسم الله تعالى بهذا المكان تعظيمًا له.

والثّاني: ﴿ طُورِ سِينِينَ ﴾، وهو طور سيناء، الّذي كلّم الله عليه موسَى بن عمران ﷺ، فأقسم الله تعالى بهذا المكان تعظيمًا له.

والثّالث: مكّة، هو البلد الأمين، وهو الّذي أرسل فيه محمّدًا هـ، فأقسم الله تعالى بهذا الـمكان تعظيمًا له. وذكر في آخر التّوراة هذه الأماكن الثلاثة. اور ﴿ طُور ﴾ وہ جگہ ہے جس میں سیدنا موسیٰ ﷺ کو ندا دی گئ اور ﴿ وَهَاذَا ٱلْبَلَدِ ٱلْأَمِينِ ﴾ یعنی مکہ مکرمہ سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کا مولدِ مبارک اور مقام بعثت ہے۔ یقیناً ان قسمول میں اگرچہ انبیاء کرام کے بابرکت زمانوں، ان کی مقدس جگہول اور اُن کی متبرک اشیاء کا اعتبار کیا گیا ہے، لیکن اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ ہر قسم کی حکمت ایک ہی نسبت پر مشتمل ہے جو ان تمام میں مشترک ہے اور وہ انبیاء و صالحین کی نسبت ہے۔

ابن کثیر نے بعض ائمہ سے نقل کیا کہ انہوں نے فرمایا: یہ تین محل قُسم ہیں جن میں سے ہر ایک میں اللہ رب العزت نے اولو العزم صاحب شریعت رسولوں میں سے ایک نبی مرسل کو مبعوث فرمایا۔

پہلا محل قسم ﴿وَٱلتِّينِ وَٱلزَّيْتُونِ﴾ كا مقام ہے اور يہ بيت المقدس ہے جس ميں اللہ رب العزت نے سيدنا عين بن مريم ﷺ كو مبعوث فرمايا۔ پھر اللہ رب العزت نے اپنے اس مكرم نبی ﷺ كی تعظیم و تكریم كی خاطر اس جگه كی قسم كھائی۔

دوسرا محل قسم ﴿ طُورِ سِينِينَ ﴾ ہے اور يہ طورِ سينا ہے جس پر اللہ تبارک وتعالىٰ نے اپنے نبی مرسل حضرت موسىٰ بن عمران ﷺ سے كلام فرمايا۔ پھر اس نے اپنے اُس عظیم نبی و رسول ﷺ كی تعظیم و تحریم كی خاطر اس جگه كی قسم كھائی۔

تیسرا محل قسم ﴿ ٱلْبَلَدِ ٱلْأَمِینِ ﴾ کا مقام ہے اور یہ مکہ مکرمہ ہے۔ یہ وہ شہر ہے جس میں اللہ رب العزت نے سید الانبیاء سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کو مبعوث فرمایا۔ پھر اپنے نبی مختشم صاحب الجودِ والکرم کی تعظیم و توقیر کی خاطر

جاء الله من طور سيناء يعني كلّم الله عليه موسَى على. وأشرق مِنْ سَاعيرَ، يعني جبل بيت المقدس الّذي بعث الله منه عيسَى على، وَاسْتَعْلَنَ مِنْ جِبَالِ فاران يعني جبال مكّة الّتي أرسل الله مِنْها محمّدًا هي. فذكرهم مُخْبرًا عنهم على الترتيب الوجودي، بحسب ترتيبهم في الزمان، ولهذا أقسم بالأشرف والأكرم، ثم الأشرف والأكرم منه، ثم الأشرف والأكرم منهما أن وهو نبيُّ آخرِ الزّمان وخاتم الأنبياء والمرسلين هي.

فجعل اللهُ نبوّة موسَى الله بمنزلة مجيء الصّبح، ونبوّة المسيح بعده بمنزلة طلوع الشّمس وإشراقها، ونبوّة محمّد الله بعدهما بمنزلة استعلائها وظهورها للعوالم والكائنات كُلّها.

وقال القرطبي: إنّه أراد بالتّين دمشق وهو أرض الشام،

⁽١) ذكره ابن كثير في تفسير القرآن العظيم، ٤/ ٥٢٨، ٥٢٧.

اس مبارک جگہ کی قسم کھائی۔ اور ان تین مقامات مقدسہ کا ذکر تورات کے آخر میں فرمایا۔

الله رب العزت طور سیناء سے جلوہ افروز ہوا تینی اللہ رب العزت نے اس پہاڑ پر حضرت موسیٰ ﷺ سے کلام فرمایا اور ساعیر لیعنی جبل بیت المقدس یر وہ جلوہ فرما ہوا، جس سے حضرت علیلی بن مریم ﷺ کو مبعوث فرمایا، پھر اس نے فاران کے پہاڑوں لیعنی مکہ مکرمہ کے پہاڑوں سے اپنی توحید کااعلان کروایا، جن سے خاتم الانبہاء سیدنا محمد مصطفیٰ علیہ التحمۃ والثناء کو مبعوث فرمایا۔ چونکہ الله رب العزت نے ان کی زمانی ترتیب کے مطابق ان کی ترتیب وجودی کا لحاظ رکھتے ہوئے ان کے بارے میں بیان فرمایا، اس لیے اس نے سب سے پہلے اشرف اور اکرم مقام کی قسم کھائی، پھر اس مقام کی قسم کھائی جو اس سے بھی زیاده شرف و کرامت والا مقام تھا، اور پھر اس مقام کی قسم کھائی جو ان دونوں مقامات سے بہت زیادہ شرف و فضیلت کا حامل مقام تھا۔ اور یہ مقام نبی آخرُ الزمان خاتم الانبياء والمرسلين كي تشريف آوري كامقام ﴿ٱلْبَلَدِ ٱلْأَمِينِ ﴾ ہے۔ پھر اللہ تبارک و تعالیٰ نے سیرنا موسیٰ ﷺ کی نبوت کو صبح کے طلوع ہونے کے مقام پر رکھا اور سیدنا مسیح ﷺ کی نبوت کو طلوع آفتاب اور اس کے حمیکنے کے مقام پر رکھا اور ان دونوں جلیل القدر انبیاء کے بعد سیدنا محد ﷺ کی نبوت کو سورج کے نصف النہار پر ہونے سے تعبیر فرمایا جب وہ عُلُو و ظہور کی انتها پر پہنچ کر تمام عالمین اور ساری کائنات کو روشن و منور کر رہا ہو تا ہے۔ امام قرطبی نے فرمایا: اللہ تبارک و تعالیٰ نے ﴿وَٱلتِّينِ ﴾ سے دمشق کا ارادہ فرمایا جو شام کی زمین ہے اور ﴿ ٱلزَّیْتُونِ ﴾ سے بیت المقدس کا، پھر الله فأقول: يحتمل بأنّ الله تعالى أقسم بهذه الأماكن المقدّسة، لأنَّها مَنَازِلُ سَفَرِ الحبيب للله الإسراء مِن المسجد الحرام إلى المسجد الأقصى، لأنّ النّبيّ لله بدء سَفَرَه مِنَ ﴿ٱلْبَلَدِ ٱلْأَمِينِ﴾، وهو مكّة، فركب البراق، وذهب إلى أرض المدينة، لأنّه كان مهاجره لله.

ثُمَّ ذهب إلى طُور سيناء، حيث كلّم الله موسَى عَيْن، ثُمَّ ذهب إلى مولد عيسَى عَيْل بِبَيْتِ المقدس، ثُمَّ أَمّ جَميْعَ الأنبياء بالمسجد الأقصى. ثم صُعِدَ به إلى السّماء وما فوقها، فطريق سَفَره كان بأرضِ الشّام وهو مُهَاجَرُ إبراهيم عَيْن، وكُلُّه يقال أرض التيّن والزَّيْتُون؛ كما روى النسائي عن أنس بن مالك عِنْ أنّ رسول الله عَنْ قال: «أتيت بدابة فوق الحمار ودون البغل، خَطْوُهَا عند مُنْتَهَى طَرَفِها، فَرَكِبْتُ ومعى جبريل عَيْن، فَسِرْتُ. فقال: انزل فصلّ. ففعلتُ، فقال:

⁽١) ذكره القرطبي في الجامع لأحكام القرآن، ٢٠/ ١١٣.

تبارک و تعالی نے دمشق کے پہاڑی قسم کھائی جو حضرت عیسیٰ کی جائے پناہ ہے۔ اور جبل بیت المقدس کی قسم کھائی کہ یہ بہت سارے انبیاء کرام بھیلا کا مقام ہے اور مکہ مکرمہ کی قسم کھائی کیونکہ یہ سیدنا ابراہیم کھیلا کی یادگار اور خاتم النبیین سیدنا محمد مصطفیٰ کے کا مسکن اور آپ کی کی ولادت با سعادت کا مقام ہے۔

میں کہتا ہوں کہ یہاںِ اس بات کا بھی احمال ہے کہ اللہ تبارک وتعالی نے ان مقدس مقامات کی قسم اس لیے کھائی ہو کہ یہ شبِ معراج مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصلی تک حبیبِ لبیب کے سفر اسراء کی منازل تھیں، کیونکہ حضور نبی اکرم کے نے اپنے سفر کا آغاز ﴿ ٱلْبَلَدِ ٱلْأَمِينِ ﴾ سے فرمایا اور وہ مکہ مکرمہ ہے۔ آپ کے براق پر سوار ہوئے اور مدینہ طیبہ کی مقدس سرزمین کی طرف تشریف لے گئے جو آپ کے کی ہجرت گاہ تھی۔

پھر آپ کے طور سیناء کی طرف تشریف لے گئے جہاں اللہ رب العزت نے حضرت موسیٰ کی سے کلام فرمایا۔ پھر آپ کے بیت المقدس میں حضرت علیمٰ کی کے مولد مبارک کی طرف عازم سفر ہوئے۔ پھر آپ کے مولد مبارک کی طرف عازم سفر ہوئے۔ پھر آپ کے مسجد اقصیٰ میں تمام انبیاء و رسل جی کی امامت کروائی۔ بعد ازاں آپ کی آسانوں اور اُن سے اوپر لامکان کی رفعتوں اور بلندیوں کی طرف لے جایا گیا۔ آپ کی کے سفرِ معراج کا راستہ سرزمین شام تھی، جو سیدنا ابراہیم چی کی جمرت گاہ تھی اور ﴿الزَّیْتُونِ ﴾ کی زمین کہلاتا کی جمرت گاہ تھی اور یہ سارا علاقہ ﴿البِّینِ ﴾ اور ﴿الزَّیْتُونِ ﴾ کی زمین کہلاتا ہے۔ جیسا کہ امام نسائی نے حضرت انس بن مالک کی سے روایت کیا کہ رسول اللہ کے فرمایا: 'میرے یاس ایک سواری لائی گئی جو جسامت میں گدھے اللہ کے فرمایا: 'میرے یاس ایک سواری لائی گئی جو جسامت میں گدھے

أتدري أين صلّيت؟ صلّيتَ بطَيبَة وإليها المهاجر. ثم قال: انزل فصلّ، فصلّيتُ، فقال: أتدري أين صلّيت؟ صلّيتَ بطُور سيناء، حيثُ كلّم الله بخلال موسَى الحير. ثم قال: انزل فصلّ فنزلت فصلّيت. فقال: أتدري أين صلّيت؟ صلّيتَ بِبَيْتِ خَمٍ، حيث وُلِدَ عيسَى الحير. ثم دخلتُ بيتَ المَقْدِسِ فَجُمِعَ لي الأنبياء عيد فقد مَنِي جبريلُ حتى أمَ مُتُهُمْ ثم صُعِدَ بِي إلى السّماء الدّنيا...» الحديث. (1)

وروى البزار والطبراني عن شداد بن أوس عن قال: قلنا: يا رسول الله! كيف أُسْرِيَ بك ليلة أسري بك؟ قال: «صلّيتُ لأصحابي صلاة العتمة بمكة معتمًا. فأتاني جبريل بدابة بيضاء فوق الحمار ودون البغل، فقال: اركب، فَاسْتَصْعبت عليّ فأدارها بأذنها، حتى

⁽۱) أخرجه النسائي في السنن، كتاب الصلاة، باب فرض الصلاة وذكر اختلاف الناقلين في إسناد حديث أنس بن مالك واختلاف ألفاظهم فيه، ١/ ٢٢٢، ٢٢١، الرقم/ ٤٥٠.

سے بڑی اور خچر سے کم تھی۔ اس کا ایک قدم حدِ نگاہ تک پڑتا تھا۔ تو میں اس یر سوار ہوا اور جبر ائیل ﷺ میرے ہمراہ تھے۔ پس میں (سفر معراج پر) عازم سفر ہوا تو (ایک مقام پر) جبرائیل نے (مجھے) کہا: آپ اپنی سواری سے نیچے تشریف لائیں اور نماز ادا فرمائیں۔ چنانچہ میں نے نیچے اتر کر نماز ادا کی۔ تو جرائیل نے کہا: کیا آپ جانتے ہیں کہ آپ نے کہاں نماز ادا فرمائی ہے؟ (پھر) اس نے (خود ہی جواب میں) کہا: آپ نے (مدینہ طیبہ) میں نماز ادا فرمائی ہے اور یہی آپ کی ہجرت گاہ ہے۔ (دورانِ سفر) پھر جبرائیل نے کہا: آپ سواری سے اتر کر نماز (نفل) ادا فرمائیں۔ پھر میں نے نماز اداکی تو جرائیل نے کہا: کیا آپ جانتے ہیں کہ آپ نے کہاں نماز پڑھی ہے؟ (پھر) اس نے (خود ہی جواب میں) کہا کہ آپ نے بیت اللحم میں نماز پڑھی ہے جہاں عیسیٰ ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی تھی۔ پھر میں بیت المقدس میں داخل ہوا جہاں میرے لیے تمام انبیاء کرام کو جمع کیا گیا تھا۔ پھر جبرائیل امین نے مجھے آگے کردیا یہاں تک کہ میں نے ان تمام انبیاء ورسل پھی کی امامت فرمائی۔ پھر مجھے آسان دنیا کی طرف اوپر لے جایا گیا..... الخ۔'

امام بزار اور طبرانی نے حضرت شداد بن اوس کے سے روایت کیا کہ انہوں نے فرمایا: ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! معراج کی رات آپ کو کس طرح معراج کرائی گئی؟ آپ کے نے فرمایا: 'میں نے مکہ مکرمہ میں اپنے صحابہ کو عشاء کی نماز پڑھائی، پھر جبرائیل امین ایک سفید چوپائے کے ساتھ میرے پاس آئے جو گدھے سے بڑا اور خچر سے قدرے چھوٹا تھا اور آکر کہا کہ آپ اس پر سواری فرمائیں۔ میرے لیے اس سواری پر سوار ہونا دشوار ہوا تو جبرائیل نے اس کے کان سے پکڑ کر گھمایا اور مجھے اس پر سوار کردیا۔

ملتني عليها، فانطلقت تهوي بنا، تضع حافرها حيث أدرك طرفها، حتى انتهينا إلى أرض ذات نخل. فقال: انزل. فنـزلت، ثم قال: صلّ، فصلّيتُ، ثم ركبنا، فقال لي: أتدري أين صلّيت؟ قلت: الله أعلم، قال: صلّيتَ بيثرب، صلّيتَ بطيبةَ. ثم انطلَقت تهوي بنا، تضع حافرها حيث أدرك طرفها، ثم بَلَغْنا أرضًا بيضاء. فقال لي: انزِل، فنـزلتُ. ثم قال لي: صلّ. فصليت، ثم ركبنا، فقال: تدري أين صليت؟ قلت: الله أعلم. قال: صليت بمدين، صليت عند شجرة موسَى هيلا. ثم انطلقت تهوى بنا تضع حافرها — أو يقع حافرها — حيث أدرك طرفها، ثم ارتفعنا. فقال: انزل. فنـزلت، فقال: صلّ، فصليت، ثم ركبنا، فقال لي: أتدري أين صليت؟ قلت: الله أعلم. قال: صليت بمدين عيسَى ابن مريم. ثم انطلق بي، حتى دخلنا الـمدينة من بابها الثامن، فأتى قبلة الـمسجد...» الحديث. (1)

⁽۱) أخرجه البزار في المسند، ٨/ ٤٠٩، ٤١٠، الرقم/ ٣٤٨٤؛ والطبراني في المعجم الكبير، ٧/ ٢٨٢، ٢٨٣، الرقم/ ٧١٤٢.

وہ سواری ہمیں لے کر چل پڑی جو اپنا ایک قدم وہاں ر کھتی تھی جہاں تک اس کی نظر جاتی تھی۔ یہاں تک کہ ہم ایک الیی زمین تک پہنچے جو تھجور کے در ختوں والی تھی تو جبر ائیل نے کہا: آپ سواری سے نیچے تشریف لائیں۔ میں ینیچ انزا۔ پھر اس نے کہا: یہاں نماز ادا فرمائیں تو میں نے نماز ادا کی۔ پھر ہم سوار ہو گئے تو اس نے کہا: کیا آپ جانتے ہیں کہ آپ نے کس جگہ نماز ادا فرمائی ہے؟ میں نے کہا: اللہ سب سے زیادہ جاننے والا ہے۔ جبر ائیل نے کہا: آپ نے یترب میں نماز ادا فرمائی ہے، آپ نے (مدینہ) طیبہ میں نماز ادا فرمائی ہے۔ پھر سواری ہمیں لے کر چل پڑی جس کا ایک قدم اس کی حدِ نگاہ یر پڑتا تھا۔ پھر ہم ارض بیناء (سفید زمین) جا پہنچے تو جبرائیل امین نے مجھے کہا: آپ(سواری سے) نیچے جلوہ افروز ہوں۔ میں نیچے اترا۔ پھر اس نے مجھے کہا: آپ نماز ادا فرمائیں تو میں نے نماز پڑھی۔ پھر ہم سوار ہوگئے تو اس نے کھا: کیا آپ جانتے ہیں کہ آپ نے کس جگہ نماز ادا فرمائی ہے؟ میں نے کھا: الله رب العزت سب سے زیادہ جانے والا ہے۔ جرائیل امین نے کہا: آپ نے مدین میں نماز ادا فرمائی ہے، آپ نے موسی ﷺ کے درخت کے یاس نماز ادا فرمائی ہے۔ پھر ہماری سواری ہمیں لے کر چل پڑی جو اپنا ایک قدم وہاں ر کھتی تھی یا اس کا قدم وہاں پڑتا تھا جہاں تک اس کی نگاہ جاتی تھی۔ پھر ہم (ہوا میں) بلند ہو گئے۔ (دورانِ سفر) جبر ائیل امین نے کہا: آپ نیجے اتریں تو میں نیچے اترا۔ اس نے کہا: آپ نماز ادا فرمائیں تو میں نے نماز ادا فرمائی۔ پھر ہم سوار ہوگئے تو جرائیل امین نے مجھے کہا: کیا آپ جانتے ہیں کہ آپ نے کہاں نماز ادا فرمائی ہے؟ میں نے کہا: الله رب العزت سب سے زیادہ جانے والا ہے۔ اس نے کہا: آپ نے بیت اللحم میں نماز ادا فرمائی ہے جہاں عیسیٰ

وروي هذا الحديث مِنْ طريقَين، وهذا إسنادٌ صحيحٌ. ثم ساق أحاديث كثيرة في الإسراء كالشاهد لهذا الحديث، وذكره الحافظ ابن كثير وغيره. (١)

⁽١) ذكره ابن كثير في تفسير القرآن العظيم، ٣/ ٧.

⁽٢) الإسراء، ١٧/ ١.

ابن مریم ﷺ کی ولادت ہوئی تھی۔ پھر جبرائیل مجھے لے کر چل پڑے یہاں

تک کہ ہم شہر میں اس کے آٹھویں دروازے سے داخل ہوئے۔.... (الحدیث)

یہ حدیث دو طرق سے مروی ہے اور یہ اسادِ صحیح ہے۔ پھر بسلسلہ
معراج مصطفیٰ ﷺ اس حدیث کی شاہد کثیر احادیث روایت کی گئی ہیں۔ اور حافظ
ابن کثیر نے بھی بیان کیا ہے۔

پس ہارے لیے واضح ہوگیا کہ شبِ معراج حضور نبی اکرم ﷺ کی پہلی منزل مدینہ طیبہ تھی جو آپ ﷺ کی ہجرت گاہ ہے۔ اور دوسری منزل طور سیناء تھی جو سیدنا موسیٰ ﷺ کا مکان ہے۔ تیسری منزل بیت المقدس میں بیت اللحم تھی جو سیدنا عیسیٰ بن مریم ﷺ کا مقامِ ولادت ہے اور مسجد اقصیٰ تھی جو معراج مبارک کی اس مقدس رات میں تمام انبیاء و مرسکتین ﷺ کی قرار گاہ اور ان سب کے جمع ہونے کا مقام تھی۔ حضور نبی اکرم ﷺ کے سفر معراج کا آغاز مکہ مکرمہ تھا جو ﴿ ٱلْبَلَدِ ٱلْأَمِينِ ﴾ ہے۔ اور سفر کا راستہ سر زمین شام تھی جو سیدنا ابراہیم ﷺ کی ہجرت گاہ ہے، اور اسے 'تین' (انجیر) اور 'زیتون' کی زمین بھی کہا جاتا ہے۔ اور شبِ اِسراء میں حضور ﷺ کے زمینی سفر میں یہی آپ ﷺ کی منازل تھیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿ وه ذات (ہر نقص اور کمزوری سے) یاک ہے جو رات کے تھوڑے سے حصہ میں اپنے (محبوب اور مقرس) بندے کو مسجد حرام سے (اس) مسجد اقصیٰ تک لے گئ جس کے گرد و نواح کو ہم نے بابرکت بنا دیا ہے تاکہ ہم اس (بندؤ کامل) کو اپنی نشانیاں د کھائیں، بے شک وہی خوب سننے والا خوب د مکھنے والا ہے کہ۔ ولذلك لَقِيَ رسولُ الله هِ هؤلاء الثلاثة مِنَ الأنبياء العظماء، إبراهيم وموسَى وعيسَى عَلَى في تلك اللّيلة ببيت المقدس، كما روى عبد الله بن مسعود هي قال: لما كان ليلة أسري برسول الله هي، لَقِيَ إبراهيم وموسى وعيسى عيد. أخرجه ابن ماجه بإسناد صحيح. (۱) وقال أحمد بن أبي بكر الكناني: رجال هذا الحديث ثقاتٌ. (۲)

وروي عن سعيد بن المسيّب يقول: إنّ رسول الله على حين انتهى إلى بيت المقدس، لقي فيه إبراهيم، وموسى، وعيسى انتهى إلى بيت المقدس، لقي فيه إبراهيم، وموسى، وعيسى عين أُفسَمَ فجعل الله تعالى كُلَّ أَحَدٍ منهم مُقْسَمًا عليه، حِيَنْ أَقْسَمَ بِأَمَاكنهم وبلادهم وجبالهم، وجعل كُلَّ أَحَدٍ مِنَ الأَقْسَامِ لِلنّبيّ بِأَمَاكنهم وبلادهم وجبالهم، وجعل كُلَّ أَحَدٍ مِنَ الأَقْسَامِ لِلنّبيّ الحبيب المصطفى على تعظيمًا وتكريمًا له، وإظهارًا لقدره على ومنزلته عنده، ورفعته على وعَظَمته لَدَيْدٍ، حيث جعل جميع منازل سَفَره على الإسراء مُقْسَمًا به.

⁽۱) أخرجه ابن ماجه في السنن، كتاب الفتن، باب فتنة الدجال وخروج عيسَى بن مريم وخروج يأجوج ومأجوج، ٢/ ١٣٦٥، الرقم/ ٤٠٨١ والحاكم في المستدرك، ٤/ ٥٨٨، الرقم/ ٨٦٣٨؛ وابن أبي شيبة في المصنف، ٧/ ٨٤، الرقم/ ٣٧٥٢٥.

⁽٢) ذكره أحمد بن أبي بكر الكناني في مصباح الزجاجة، ٤/ ٢٠٢.

⁽٣) ذكره ابن كثير في تفسير القرآن العظيم، ٣/ ١١.

اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے اس رات بیت المقدس میں انبیاء کرام و رُسل عظام ﷺ میں سے ان تین رسل کرام حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ ﷺ سے ملاقات فرمائی۔ جیسا کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود 🔏 سے مروی ہے، انہوں نے فرمایا: 'وہ رات جس میں رسول اللہ 🌉 کو معراج کرائی گئی، آپ 🕮 نے سیدنا ابراہیم، سیدنا موسیٰ اور سیدنا عیسیٰ 🚌 سے ملاقات فرمائی۔' ابن ماجہ نے اسادِ صحیح کے ساتھ اس حدیث کی تخریج کی ہے۔ احمد بن ابی بکر کنانی نے کہا ہے: اس حدیث کے تمام رجال ثقہ ہیں۔ حضرت سعید بن المسیب سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں: 'بے شک رسول الله ﷺ جب بيت المقدس نينيج تو وہاں سيدنا ابراہيم، سيدنا موسىٰ اور سيدنا عيسىٰ پھیر سے ملاقات فرمائی۔ پس اللہ رب العزت نے ان انبیاء پھیر میں سے ہر ایک کو 'مُقْسِم عَلَیْهِ' بنا دیا جب ان کی جگہوں، ان کے شہروں اور ان کے پہاڑوں کی قسم کھائی اور ان تمام قسموں میں سے ہر ایک قسم کو نبی مصطفیٰ، حبیب کبریاء ﷺ کی تغظیم و تکریم کا ذریعہ بنا دیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے سفر اسراء کی تمام منازل کو ان قسمول میں 'مُقْسَم بهِ' بناکر اپنی بارگاهِ اقدس میں حضور ﷺ کی قدر و منزلت اور عظمت و رفعت شان کا اظہار فرمایا۔ وبقوله: ﴿ فَمَا يُكَذِّبُكَ بَعُدُ بِٱلدِّينِ ﴾ (١) وعلى أَحَدٍ مِنَ الأقوال، السخاطب به النبي ﴿ و ما للنفي أو للإستفهام الإنكاري، والمعنى لا شيء يكذّبك، أو فأيّ شيء يكذّبك، أي يدلّ على كذبك في قولك بالجزاء بعد هذه الأقسام والدلائل الواضحة والبراهين القاطعة على صِدْقك.

وقيل: 'ما' بمعنى 'مَنْ' والاستفهام للتعجّب، يعني من ينسبك إلى الكذب بعد تلك الأقسام والشواهد على صدقك! فمعنى الآية تكون: ﴿ فَمَا يُكَذِّبُكَ ﴾ يا محمّد، على طريق الالتفات. فكأنّه تعالى قال: فمن يقدر على تكذيبك أيّها الرّسول، لسبب إثباتك الجزاء، وإخبارك عن البعث والثواب والعقاب. وذكر هذا المعنى ابن جرير الطبري والإمام سليمان الجمل. (٢)

فالحاصل بالخطاب ﴿فَمَا يُكَذِّبُكَ ﴾ أي أردنا أن يطمئن قلبك يا حبيبى، على ما بيّنا لك بعد هذه الأقسام.

⁽١) التين، ٩٥/ ٧.

⁽٢) ذكره الطبري في جامع البيان في تفسير القرآن، ٣٠/ ٢٤٩؛ والجمل في الفتو حات الالهية، ٤/ ٥٥٩.

ارشاد باری تعالی ﴿فَمَا یُکَذِبُكَ بَعْدُ بِالدِّینِ ﴾ میں کئ اقوال میں سے ایک قول کے مطابق اس کے مخاطب نبی مکرم ﷺ ہیں اور 'ما' نفی یا استفہام انکاری کے لیے ہے۔ معنی یہ ہے کہ کوئی شے نہیں جو آپ ﷺ کی تکذیب کر سکے، یا کون سی شے ہے جو آپ ﷺ کو جھلا سکے؟ یعنی کون سی شے ہے جو ان قسمول اور آپ ﷺ کی صدافت پر واضح دلائل اور براھینِ قاطعہ کے بعد آپ ﷺ کی تکذیب پر دلائت کر سکے؟

اور کہا گیا کہ 'ما'، 'مَنْ' کے معنیٰ میں ہے اور استفہام تعجب کے اظہار کے لیے ہے۔ یعنی کون ہے جو ان قسموں اور آپ کے صدق پر دلالت کرنے والے شواہد کے بعد آپ کی طرف جھوٹ کو منسوب کرسکے؟ پس اس آیتِ مبار کہ کا معنی ہوگا: 'اے محمہ! کون ہے جو آپ کی طرف جھوٹ کی نسبت کر سکے؟' گویا اللہ رب العزت نے فرمایا: اے رسولِ مکرم! آپ کی طرف سے جزاء و سزا کے اثبات، بعث بعد الموت اور ثواب و عقاب کی خریں دینے میں کون ہے جو آپ کو جھٹلا سکے؟ یہ معنیٰ امام ابن جریر طبری اور خبریں دینے میں کون ہے جو آپ کو جھٹلا سکے؟ یہ معنیٰ امام ابن جریر طبری اور سلیمان الجمل نے بیان کیا ہے۔

لیں ﴿فَمَا یُکَذِّبُكَ ﴾ میں حاصلِ خطاب یہ ہے کہ اے میرے حبیبِ مرم! ان قَسول کے بعد جو کچھ ہم نے آپ کے لیے کھول کر بیان فرمایا ہے۔ اس کے ذریعے ہم نے آپ کے قلبِ انور کو مطمئن کرنے کا ارادہ فرمایا ہے۔ وفي قوله: ﴿وَٱلتِّينِ وَٱلزَّيْتُونِ﴾ المجاز المرسل بإطلاق الحال وإرادة المحل، لأنّه أراد مواضعهما في قوله: ﴿ٱلْبَلَدِ ٱلْأَمِينِ﴾ والمجاز العقلي، مِن إسناد ما للشيء إلى مكانه لأنّ الأمن إنما يكون لمن وُلِدَ وَبُعِثَ فيه، وهو النّبيّ الحبيب المصطفى .

٤٣. ﴿ وَٱلْعَصْرِ ۞ إِنَّ ٱلْإِنسَانَ لَفِي خُسْرٍ ﴾ (١)

وكذلك أقسم الله تعالى بعصر النبي على أحَدٍ مِنَ الأقوال لِفَضْلِه بِتَجْدِيْدِ النبوّة فيه. ذكره القرطبي وروي عن أبي بن كعب عن رسولِ الله في في تفسير: ﴿وَٱلْعَصْرِ فَ إِنَّ ٱلْإِنسَانَ لَفِي خُسْرٍ ﴾: أبو بكر في، ﴿وَعَمِلُواْ ٱلصَّلِحَتِ ﴾: أبو بكر في، ﴿وَعَمِلُواْ ٱلصَّلِحَتِ ﴾: عمر في، ﴿وَتَوَاصَواْ بِٱلصَّبْرِ ﴾(") عمر في، ﴿وَتَوَاصَواْ بِٱلصَّبْرِ ﴾(") وقال القرطبي بعده: وهكذا خطب ابن عباس في على علي في في قوله: ﴿إِنَّ أَقْسِمُ بِهَذَا النَّهُ فِيهُ أَقْسِمُ بِهَذَا الْبَلَدِ وَ أَنتَ حِلُّ بِهَذَا ٱلْبَلَدِ ﴾ نَبَّه بذلك على أنّ زمانه أفضل الأزمان وأشر فها.

⁽١) العصر، ١٠٣/ ١-٢.

⁽۲) العصر، ۱۰۳/ ۱-۳.

⁽٣) ذكره القرطبي في الجامع لأحكام القرآن، ٢٠/ ١٧٩ -١٨٠.

⁽٤) ذكره القرطبي في الجامع لأحكام القرآن، ٢٠/ ١٨٠-١٨١.

⁽٥) ذكره الخازن في لباب التأويل في معاني التنزيل، ٤/ ٥٠٥.

٣٣. ﴿وَٱلْعَصْرِ۞ إِنَّ ٱلْإِنسَانَ لَفِي خُسْرٍ﴾

اسی طرح ایک قول کے مطابق اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے زمانہ اقد س کی قسم کھائی تاکہ اس زمانہ میں تجدیدِ نبوت کے ذریعے آپ ﷺ کے شرف و فضیلت کا اظہار ہو۔ اسے امام قرطبی نے بیان فرمایا اور حضرت اُبی بن کعب سے ان آیات کی تفسیر میں حضور عللے کا ارشاد گرامی روایت کیا ہے: ﴿ وَٱلْعَصْرِ ١٠٠٠ إِنَّ ٱلْإِنسَانَ لَفِي خُسْرِ ﴾ سے مراد ابو جہل ہے، ﴿إِلَّا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا ﴾ سے مراد سیدنا ابو بکر ﷺ، ﴿وَعَمِلُواْ ٱلصَّالِحَاتِ﴾ سے مراد سیدنا عمر ﷺ، اور ﴿ وَتَوَاصَواْ بِٱلْحَقِّ ﴾ سے مراد سیدنا عثمان رہے اور ﴿ وَتَوَاصَواْ بِٱلصَّبْرِ ﴾ سے مراد سیدنا علی کے ہیں۔ یہ حدیث بیان کرنے کے بعد امام قرطبی نے فرمایا: اسی طرح سیدنا عبد الله بن عباس ﷺ نے منبریر خطبہ دیتے ہوئے مو توفاً بان كيا ہے۔ امام خازن نے بيان كيا: كہا گيا ہے كہ الله رب العزت نے عصر سے ر سول اللہ ﷺ کا زمانہ مراد لیا ہے۔ اللہ رب العزت نے آپ ﷺ کے زمانہ مبارک کی قسم کھائی جس طرح اس نے آپ ﷺ کے مکان کی قسم اینے اس ارشاد كرامى ميس كمائى: ﴿ لَا أُقْسِمُ بِهَاذَا ٱلْبَلَدِ ۞ وَأَنتَ حِلُّ بِهَاذَا ٱلْبَلَدِ ﴾ اس آیت مبارکہ میں رب ذوالجلال نے آگاہ فرمایا کہ حضور ﷺ کا زمانہ تمام زمانوں سے افضل و اشرف ہے جس طرح آپ ﷺ کا مقام ولادت تمام جگہوں سے افضل و انثرف ہے۔

وذكر الإمام سليمان الجمل: وقيل: العصر الزمن المختص به في وبأمّته، أي: والعصر الّذي أنت فيه. فأقسم بمكانه في قوله: ﴿ لاَ أُقُسِمُ بِهَاذَا ٱلْبَلَدِ ﴾ (() وأقسم بعمره في ﴿ لَعَمْرُكَ إِنَّهُمْ لَفِي سَكُرَتِهِمْ يَعْمَهُونَ ﴾ (() وأقسم بعصره في هنا. فكأنّه قال: وعصرك وبلدك وعمرك. فأقسم بهذه الظروف الثلاثة، فإذا وجب تعظيم الظرف فحال المظروف مِنْ باب أولى، هكذا قال الإمام الفخر الرازي أيضًا في تفسيره. (())

⁽۱) البلد، ۹۰/ ۱.

⁽٢) الحجر، ١٥/ ٧٢.

⁽٣) ذكره سليمان الجمل في الفتوحات الالهية، ٤/ ٥٨٣؛ والرازي في التفسير الكبير، ٣٢/ ٨٢.

اور امام سلیمان الجمل نے بیان کیا: کہا گیا ہے کہ 'العصر' سے مرادِ وہ سارا زمانہ ہے جو آپ اور آپ کی امت کے ساتھ مخص ہے۔ لینی قسم ہارا زمانہ کی جس میں آپ کی جلوہ افروز ہوئے۔ تو اللہ رب العزت نے آپ کی جائے ولادت کی قسم ﴿ لَا أُقْسِمُ بِهَاذَا ٱلْبَلَدِ ﴾ کے ذریعے کھائی اور آپ کی عرمبارک کی قسم اپنے ارشاد گرامی ﴿ لَعَمْرُكَ إِنَّهُمْ لَفِی سَحْرَتِهِمْ لَفِی سَحْرَتِهِمْ کَو یَعْمَهُونَ ﴾ کے ذریعے کھائی۔ اور آپ کی کے زمانہ انور کی قسم بہال کھائی۔ گویا اللہ تبارک و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: تیرے زمانے، تیرے شہر اور تیری عمر مبارک کی قسم کھائی، مبارک کی قسم کھائی، مبارک کی قسم کھائی، عرب ان قسموں کی وجہ سے ان ظروف کی تعظیم واجب ہوگئ تو مظروف کی تعظیم واجب ہوگئ تو مظروف کی تعظیم واجب ہوگئ تو مظروف الدین رازی نے بھی اپنی تفسیر میں اسی طرح بیان کیا ہے۔

فاعْلَمُوا أَنَّ فضائل النَّبِي فِي ومناقبه وخصائصه لا تنتهي، وليس هذا الكتاب مصنفًا يستوعب كثيرًا منها. وإنَّما ذَكَرْنَا بعض الفضائل النَّبُويَّة فِي الَّتِي ذُكِرَتْ فِي أَقْسَامِ القرآن عبارةً أو دَلالةً، وهذه نُبَذُ يَسيرَةٌ مِن شَرَفِه فِي وَكَهَالِهِ، فَلنَقْتَصِرْ على ذلك.

ويكون هذا آخِر كلامنا في هذا الكتاب وَالْحَمْدُ لله الـمُكَرِّم، السَّمُ السَّمُ الله السَّمُ الله السَّمُ الله السَّمُ الله السَّمُ الله وأوليائه، وخاصة لِصَفُوةِ رُسُلِه وأُمنائه، وَقُدْوَةِ أُحِبَائه وأخِلَائه، اللّذي جعل شَرِيْعتَه ناسخةً لجميع شَرائِعِه، وجمع آدم ومَنْ دونه تحتَ لِوَائِه، وأقْسَمَ له في كتابه بآياته وآلائه. وصلى الله على سيّدنا محمدٍ وآله وصحبه وأتباعه وأشياعه وبارَكَ وسَلَّم.

فَنَسْأَلُ الله تعالى الْوَفْرَة والازدياد مِنْ مَحَبَّته وَقُرْبَتِهِ، وامتثال سُنَّتِه، ونُصْرَةِ دينه، وخدمته، والاقتداء به، وكثرة ذكره، وتعظيمه، وتوقيره والشوق إلى لقائه، اللَّهُمِّ يا ذا المنن والاحسان! أعطِنَا حُبَّ

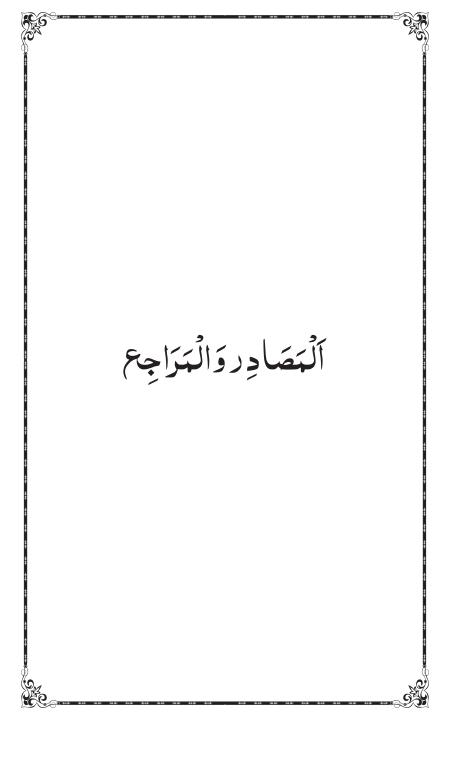
پس جان لیجے کہ حضور نبی اگرم کے فضائل، مناقب اور خصائص بے شار ہیں، اور یہ کتاب ان میں سے کثیر کا احاطہ کرنے کے لیے تصنیف نہیں کی گئی۔ بے شک ہم نے اس کتاب میں فضائل نبویہ میں سے ان چند فضائل کو بیان کیا ہے جنہیں قرآن مجید میں عبارتًا یا دلالتًا قسموں کی صورت میں بیان فرمایا گیا ہے۔ یہ آپ کے شرف و کمال کے باغات میں سے چنیدہ پھولوں کا ایک گلدستہ ہے۔ لہذا ہم آئی پر اکتفا کرتے ہیں۔

اس کتاب میں ہم اپنی گفت گو کا اختتام اِن کلماتِ تشکر پر کرتے ہیں کہ تمام تعریفیں اس رہِ ذوالحِلال کی ذات والا صفات کے لیے ہیں جو اینے انبیاء پھیر کو عزت دینے والا، شرف و فضل سے نوازنے والا اور ان کی مدد فرمانے والا ہے۔ خاص طور پر بارگاہِ اِللہ صَفوةُ الرسل (تمام رسولوں سے بر گزیرہ)، أمينُ الأمناء (امينول كے امين) اور قدوةُ الأحباء والأخلّاء (محبين اور دوستوں کے پیشوا) کہ جن کی شریعتِ مطہرہ کو اس نے تمام شرائع کے لیے ناسخ بنا دیا ہے۔ سیدنا آدم ﷺ اور دیگر تمام انبیاء و رُسُل ﷺ کو جس کے لواءِ حمد کے نیچے جمع فرما دیا اور جس کے لیے اپنی کتاب قرآن مجید فرقان حمید میں اپنی آیات مبارکہ کے ذریعے سمیں کھائیں۔ اور الله رب العزت رحت و برکت اور سلامتی نازل فرمائے ہمارے آقا و مولا سیدنا محمد ﷺ پر، آپ ﷺ کی آل، صحابہ کرام، تابعین عظام اور (دین کی) مدد و نصرت کرنے والوں پر۔ ہم رب ذوالمجد والعلیٰ کی بار گاہِ اقدس سے سوال کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اینے نبی محتشم اور حبیب مکرم ﷺ کی محبتِ وافرہ اور قربتِ دائمہ عطا فرمائے۔ آپ ﷺ کی سنتِ مطهره کی پیروی، دین کی مدد و نفرت اور خدمت و پیروی کی

مَنْ أَحَبَّهُ وَالْبُغْضَ لِحَمْيع أَعْدَائِه فِي. وَارْزُقْنَا يَا مُولَانَا! مَعرِفَةَ كَمَالُه فِي وَمُشَاهَدةَ جَمَالُه. وَاجْعَلْ لَنَا يُومِ الآخِرَةِ يُومٍ وِصَالِهِ فِي وَانْفَعْنَا بِشَفَاعَتِهِ فِي وَكَرَمِهِ وَنَوَالِهِ.

فَحَسْبُنَا اللهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ، وَمَا تَوْفِيْقِي إِلَّا بِالله، عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيْبُ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللهِ الْعَلِيّ الْعَظِيْمِ.

ہمیں اللہ کافی ہے اور وہ کیا ہی اچھا کارساز ہے۔ اور میری توقیق الله بی (کی مدد) سے ہے، میں نے اُسی پر بھروسا کیا ہے اور اُسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ نیکی کرنے کی توفیق اور برائی سے محفوظ رہنے کی قوت اللہ بزرگ و برتر کی طرف سے ہی ہے۔



- ١ القرآن الحكيم.
- ٢ الآلوسي، محمود بن عبد الله الحسيني (١٢١٧-١٢٧٠ه/ عمود بن عبد الله الحسيني (١٢١٧-١٢٧٠ه/ ١٨٠٢ ١٨٠٤ هـ/ بنان: دار إحياء التراث العربي.
- ۳-أحمد بن حنبل، أبو عبدالله بن محمد (١٦٤- ١٤١ه/ ٧٨٠-٥ ممر)، المسند. تحقيق: الدكتور سمير مجذوب. القاهرة، مصر: مؤسسة قرطبة.
- ٤ أحمد مصطفى، المراغي. التفسير. بيروت، لبنان: دار الفكر، ١٣٩٤هـ/ ١٩٧٤م.
- ٥ إسماعيل حقي، البروسوي (١٠٦٣/١١٣٧-١٦٥٠- ١٦٥٢/م)، تفسير روح البيان. كوئته، باكستان: المكتبة الإسلامية، ١٤٠٥ه/١٩٨٥م.
- ٦ الأندلسي، أبو محمد عبد الحق بن غالب بن عطية (م٥٤٥ه).
 المحرر الوجيز في تفسير الكتاب العزيز. تحقيق: عبد السلام عبد الشافعي، بيروت، لبنان: دار الكتب العلمية، ١٤١٣ه/ ١٩٩٣م.

۱۰۶۱ه/۱۸۹۱م.

۸ – البزار، أبو بكر أحمد بن عمرو بن عبد الخالق البصري
 (۲۱۰–۲۹۲ه/ ۹۰۵–۹۰۵م). المسند. تحقیق: د. محفوظ الرحمن
 زین الله. بیروت، لبنان: ۹۰۵ ه.

۹ – البغوي، أبو محمد حسين بن مسعود بن محمد
 ۱۱۲۲–۱۱۲۵ه/۱۳۲۵). معالم التنزيل. بيروت، لبنان: دار المعرفة، ۱٤۱۵ه/ ۱۹۹۵م.

١٠ – البيضاوي، ناصر الدين، أبو الخير عبد الله بن عمر بن عمد الشيرازي البيضاوي (٩١هه)، أنوار التنزيل وأسرار التأويل.
 بيروت، لبنان: دار الفكر.

۱۱ – البيهقي، أبو بكر أحمد بن حسين بن علي بن عبد الله بن موسى (۳۸٤–۶۵۸ه/ ۹۹۶–۱۰۲۹م)، السنن الكبرى. تحقيق محمد عبد القادر عطا. مكة المكرمة، المملكة العربية السعودية: دار الباز، ۱۶۱۶ه/ ۱۹۹۶م.

۱۲ – الترمذي، أبو عيسى محمد بن عيسى بن سورة بن موسى بن ضحاك السلمي (۲۱۰–۲۷۹ه/ ۸۲۰–۸۹۲م). الجامع الصحيح. تحقيق: أحمد محمد شاكر. بيروت، لبنان: دار إحياء التراث العربي.

١٣ - التستري، أبو محمد سهل بن عبد الله (م٠٢٤ه). التفسير.

المصادروالمراجع

تحقيق: محمد باسل عيون السود. بيروت، لبنان: دار الكتب العلمية، ١٤٢٣هـ.

18 - الثعالبي، عبد الرحمن بن محمد بن مخلوف (١٣٨٦ - ١٤٦٨ هـ). الجواهر الحسان في تفسير القرآن. بيروت، لبنان: مؤسسة الأعلمي.

١٥ – الجصاص، أبو بكر أحمد بن علي الرازي (٣٠٥ – ٣٧٠هـ).
 أحكام القرآن. تحقيق: محمد صادق. بيروت، لبنان: دار إحياء التراث، ١٤٠٥هـ.

۱٦ - ابن الجوزي، أبو الفرج عبد الرحمن بن علي بن محمد بن علي بن محمد بن علي بن عبيد الله (٥١٠-٥٧٩ه/ ١١١١-١٠١١م). زاد المسير في علم التفسير. بيروت، لبنان: المكتب الإسلامي، ١٤٠٤ه/ ١٩٨٤م.

۱۷ – الحاكم، أبو عبد الله محمد بن عبد الله بن محمد (۳۲۱–۰۰۵ه/ ۹۳۳–۱۰۱۹م)، المستدرك على الصحيحين. تحقيق: مصطفى عبدالقادر عطا، بيروت، لبنان: دار الكتب العلمية، ۱٤۱۱هـ.

۱۸ – ابن أبي حاتم الرازي، أبو محمد عبد الرحمن (۲٤٠ م ٣٢٧هـ / ٨٥٤ م). تفسير القرآن العظيم. تحقيق: أسعد محمد الطيب. بيروت، لبنان: المكتبة العصرية.

١٩ - أبو حفص الحنبلي، ابن عادل عمرو بن علي الدمشقي

(م٠٨٨ه). اللباب في علوم الكتاب. تحقيق: عادل أحمد عبد لامجود وعلي محمد معوض. بيروت، لبنان: دار الكتب العلمية، ١٤١٩هـ / ١٩٩٨م.

٢٠ – الحلبي، علي بن برهان الدين (م٤٤٠ه). السيرة الحلبية
 / إنسان العيون في سيرة الأمين المأمون. بيروت، لبنان: دارالمعرفة،
 ١٤٠٠ه.

٢١ – أبو الحيان، محمد بن يوسف بن علي بن حيان الأندلسي الغرناطي (م٥٤ه). البحر المحيط. بيروت، لبنان: دار الفكر، ١٤٠٣هـ/ ١٩٨٣م.

۲۲ – الخازن، علاؤ الدين علي بن محمد بن إبراهيم البصرى (م٥٧٧ه). لباب التأويل في معاني التنزيل. بيروت، لبنان: دار المعرفة، ١٣٩٩هـ/ ١٩٧٩م.

۲۳ - الداني، أبو عمرو عثمان بن سعيد بن عثمان بن سعيد بن عمرو (۳۷۱-٤٤٤ه)، التيسير في القراءات السبع. بيروت، لبنان: دار الكتاب العربي، ٤٠٤ه/ ١٩٨٤م.

۲۶ – أبو داود، سليهان بن أشعث بن إسحاق بن بشير بن شداد الأزدي السجستاني (۲۰۲-۲۷۵ه/ ۲۷۸–۸۸۹م). السنن. تحقيق: محمد محيي الدين عبد الحميد. بيروت، لبنان: دار الفكر، 1818ه/ ۱۹۹۶م.

المصادروالمراجع

۲۰ – الديلمي، أبو شجاع شيرويه بن شهردار بن شيرويه بن فناخسرو همذاني (٥٤٥ – ٥٠١٩ م). الفردوس بمأثور الخطاب. تحقيق: السعيد بن بسيوني زغلول. بيروت، لبنان: دار الكتب العلمية، ١٩٨٦م.

۲٦ - الرازي، محمد بن عمر بن حسن بن حلي التيمي (١٢١٠ - ١٢١٠م). التفسير الكبير. تهران، إيران: دار الكتب العلمية.

۲۷ – راغب الأصفهاني، أبوالقاسم حسين بن محمد (م۲۰۵ه
 / ۱۱۰۸م). المفردات. تحقيق: محمد سيد الكيلاني. بيروت، لبنان: دار المعرفة.

۲۸ - روز بهان البقلي الشيرازي، أبو محمد صدر الدين بن أبي نصر (م٢٠٦ه/ ٢٠٩م). عرائس البيان في حقائق القرآن. كانپور، بهارت: مطبع العالي المعزي منشي نول كشور.

٢٩ – الزمخشري، جار الله محمد بن عمر بن محمد الخوارزمي
 ٤٢٧ – ٥٣٨ هـ). الكشاف عن حقائق غوامض التنزيل. تحقيق: عبد الرزاق المهدي، بيروت، لبنان: دار إحياء التراث.

۳۰ – ابن زنجله، أبو زرعة عبد الرحمن بن محمد. حجة القراءات. بيروت، لبنان: مؤسسة الرسالة، ۱٤٠٢ه/ ١٩٨٢م.

٣١ - أبو سعود، محمد بن محمد العمادي (٨٩٨-٩٨٢هـ).

إرشاد العقل السليم إلى مزايا القرآن الكريم. بيروت، لبنان: دار إحياء التراث.

۳۲ – سلمي، أبو عبد الرحمن محمد بن الحسين النيسابوري (۳۲۵–۱۲۲ هـ). حقائق التفسير. بيروت، لبنان: دار الكتب العلمية، ۱٤۲۱ هـ/ ۲۰۰۱م).

٣٣ - سليمان الجمل، ابن عمر العجيلي الشافعي (م١٢٠٤). الفتوحات الإلهية. بيروت، لبنان: دار الفكر.

٣٤ - السمر قندي، نصر بن محمد بن أحمد أبو الليث (م٣٧٣ه). بحر العلوم. تحقيق: محمود المطرجي، بيروت، لبنان: دار الفكر.

۳۵ – السمعاني، منصور بن محمد بن عبدالجبار السمعاني، أبو المظفر (٤٢٦ – ٤٨٩هـ). التفسير. تحقيق: ياسر بن ابراهيم وغنيم عباس بن غنيم. رياض، سعودي عرب: دار الوطن، 1٤١٨هـ/ ١٩٩٧م.

٣٦ - المحلي والسيوطي، جلال الدين أبو الفضل عبد الرحمن بن أبي بكر بن محمد بن أبي بكر بن عثمان (٩١١-٨٤٩ هـ/ ١٤٤٥ - ١٥٠٥ م). تفسير جلالين. القاهرة، مصر: دارالحديث.

٣٧ - السيوطي، جلال الدين أبو الفضل عبد الرحمن بن أبي بكر بن محمد بن أبي بكر بن عثمان (٩٤٩ - ٩١١ هـ / ٩١٥ - ٥٠٥ م). الإتقان في علوم القرآن. تحقيق: سعيد مندوب. بيروت، لبنان: دار

المصادر والمراجع المسادر والمراجع

الفكر (١٩٩٦م).

٣٨ – السيوطي، جلال الدين أبو الفضل عبد الرحمن بن أبي بكر بن محمد بن أبي بكر بن عثمان (٩١٩ - ١٤٤٥ هـ/ ١٤٤٥ – ١٥٠٥م)، الدر المنثور في التفسير بالمأثور، بيروت، لبنان: دار الفكر ١٩٩٣م.

۳۹ – الشوكاني، محمد بن علي بن محمد (۱۱۷۳–۱۲۵۰هـ/ ۱۷۲۰–۱۸۳۶م). فتح القدير. بيروت، لبنان: دار الفكر، ۱٤٠۲هـ/ هـ/ ۱۹۸۲م.

• ٤ - الطبراني، سليهان بن أحمد بن أيوب بن مطير اللخمي (٢٦٠-٣٦ه/ ٩٧٦)، المعجم الأوسط. تحقيق: طارق بن عوض الله وعبد المحسن بن إبراهيم. القاهرة، مصر: دار الحرمين ١٤١٥.

٤١ – الطبراني، سليمان بن أحمد بن أيوب بن مطير اللخمي
 ٢٦٠ – ٣٦٠هـ/ ٩٧١ – ٩٧١م). المعجم الكبير. تحقيق: حمدي بن إبراهيم. موصل، عراق: مطبعة العلوم والحكم، ١٤٠٤ه.

٤٢ – الطبري، أبو جعفر محمد بن جرير بن يزيد (٢٢٤- ٣٦٠هـ/ ٣٦٩م). جامع البيان في تفسير القرآن. بيروت، لبنان: دار الفكر، ١٤٠٥هـ.

٤٣ – ابن العربي، الشيخ الأكبر محيي الدين (٦٠٥ه/ ٦٣٨م).
 رحمة من الرحمن في تفسير وإشارات القرآن. دمشق، شام: مطبعة

ضر .

٤٤ – القاضي عياض، أبو الفضل عياض بن موسى بن عياض بن عمرو بن موسى بن عياض يحصبي (٤٧٦ – ٤٤ه ه / ١٠٨٣ – ١٠٤٩ هر العمرو بن موسى بن عياض يحصبي المصطفى الشياب الشفا بتعريف حقوق المصطفى المصطفى الكتاب العربي.

٥٤ – القشيري، أبو القاسم عبد الكريم بن الهوازن (م٢٥ه)،
 لطائف الإشارات. تعليق: عبد الطيف حسن، بيروت، لبنان: دار
 الكتب العلمية، ٢٤٢٠ه/ ٢٠٠٠م.

٤٦ - القرطبي، أبو عبد الله محمد بن أحمد بن محمد بن يحيى بن مفرج الأموي (٢٨٤-٣٨٠ه/ ٨٩٧-٩٩٠م). الجامع لأحكام القرآن. القاهرة، مصر: دار الشعب.

٤٨ - ابن القيم، أبو عبد الله محمد بن أبي بكر أيوب الزرعي
 ١٠٥١-١٩١ه). التبيان في أقسام القرآن. بيروت، لبنان: دار الفكر.

٤٩ – ابن كثير، أبو الفداء إسهاعيل بن عمر بن كثير بن ضوء بن
 كثير بن زرع البصروي (٢٠١ – ٧٧٤هـ/ ١٣٠١ – ١٣٧٣م). تفسير
 القرآن العظيم. بيروت، لبنان: دار الفكر، ١٤٠١هـ.

المصادر والمراجع المصادر والمراجع

۰۰ - ابن ماجه، أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني (۲۰۹-۲۷۳ / ۲۷۲ه / ۸۲۲ عبد الباقي، بيروت لبنان: دار الفكر.

- ٥١ الماوردي، أبو الحسن علي بن محمدبن حبيب البصري
 (م٠٥٤ه). النكت والعيون. تحقيق: ابن عبد المقصود بن إبراهيم.
 بيروت، لبنان: دار الكتب العلمية.
- ٥٢ ابن مجاهد البغدادي، أبو بكر أحمد بن موسى بن العباس (و٥٤ ه). السبعة في القراءات. تحقيق: شوقي ضيف. القاهرة، مصر، دار المعارف، ١٤٠٠ه.
- ٥٣ مجاهد، أبو الحجاج ابن جبر المخزومي التابعي (٢١- ١٠٤ه). التفسير. تحقيق: عبد الرحمن الطاهر. بيروت، لبنان: المنشورات العلمية.
- ٥٤ مسلم، أبو الحسين ابن الحجاج بن مسلم بن ورد القشيري النيشابوري (٢٠٦ ٢٦١ه/ ٨٢١ ٨٧٥م). الصحيح. تحقيق: محمد فؤاد عبد الباقي. بيروت، لبنان: دار إحياء التراث العربي.
- ٥٥ ملا علي القاري، نور الدين بن سلطان محمد الهروي الحنفي (م ١٠١٤ه/١٠٦٦م). مرقاة المفاتيح شرح مشكوة المصابيح. ممبئي، بهارت/هند، أصح المطابع.
- ٥٦ النحاس، أبو جعفر أحمد بن محمد بن إسماعيل المرادي

(م٣٣٩ه). معاني القرآن الكريم. تحقيق: محمد علي الصابوني. مكة المكرمة، المملكة العربية السعودية: جامعة أم القرى، ١٤٠٩هـ.

٥٧ - النسائي، أحمد بن شعيب (٢١٥-٣٠٣ه/ ٨٣٠- ٥١٥)، السنن. تحقيق: عبد الفتاح أبو غدة. حلب، شام: مكتب المطبوعات، ١٤٠٦ه/ ١٩٨٦م.

٥٨ - الواحدي النيشابوري، أبو الحسن علي بن أحمد (م٦٦٨ه). تفسير الواحدي. تحقيق: صفوان. بيروت، لبنان: دار القلم (١٤١٥ه).

90 - الهيثمي، نور الدين أبو الحسن علي بن أبي بكر بن سليمان (٧٣٥- ٨٠٧ م). مجمع الزوائد. القاهرة، مصر: دار الريان للتراث؛ بيروت، لبنان: دار الكتاب العربي، ١٤٠٧ه / ١٩٨٧م.